مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com
شمارہ-
جلد-۱
مجلّہ
سربکف
دوماہی
نومبر، دسمبر ۲۰۱۵
عدو کی سازش و تیر و تفنگ و خوفِ اجل
جو سربکف ہو اسے کون روک سکتا ہے؟
(شکیبؔ احمد)
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اغوا
اہلِ حدیثوں کے 50 سوالات
اونٹ کا ہونٹ
Sarbakaf.blogspot.com
Sarbakaf Magazine
سربکف آن لائن مجلّہ

جلد ۱ | نومبر، دسمبر ۲۰۱۵ء | شمارہ ۳

مدیر: فقیر شکیب احمد عفی عنہ

اپنی تحریریں بلاگ کے "اپلوڈ" سیکشن میں جاکر اپلوڈ کردیں۔

یا اس ای میل پر روانہ کریں:

SarbakafMagazine@gmail.com

فیس بک لنک:

http://Facebook.com/SarbakafMagazine

بلاگ لنک:

http://Sarbakaf.blogspot.com

فہرست

زمرہ	ذیلی زمرہ	نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
اداریہ		1	دو رنگی چھوڑ دے...	مدیر	6
قرآنِ مقدس-تذکیر		2	دعا اور اللہ مجیب الدعوات	حافظ عماد الدین ابو الفداء ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ	12
حدیث شریف-تفہیم		3	الاحادیث المنتخبہ	پیشکش: مدیر	16
ردِّ فرقِ باطلہ	دعوتِ حق، غیر مسلموں میں	4	بھائی شمیم احمد سے ایک ملاقات	شمیم احمد / سنیل کمار	18
	جہاد	5	قرآن وحدیث اور جہاد	شاہین احمد	27
		6	اونٹ کا ہونٹ	طلحہ السیف، انتخاب: حق کی یلغار	34
	ردِّ رافضیت	7	کیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شیطان اغوا کر لیتا تھا؟	محسن اقبال حفظہ اللہ	37
	ردِّ قادیانیت	8	ردِّ قادیانیت کورس	منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ	42
ردِّ فرقِ ضالہ	ردِّ غیر مقلدیت	9	جھوٹے اہلحدیث (تیسری اور آخری قسط)	مفتی آرزومند سعد حفظہ اللہ	49
		10	عقائد علماء اہلحدیث (تیسری اور آخری قسط)	عباس خان حفظہ اللہ	54

صفحہ	مصنف	عنوان	نمبر	ذیلی زمرہ	زمرہ
68	جاوید خان صافی حفظہ اللہ	عقیدہ وحدت الوجود	11		
71	عبد الرشید قاسمی سدھارتھ نگری حفظہ اللہ	نام نہاد اہل حدیث کے پچاس سوالات کے جوابات	12		
81	حافظ محمود احمد حفظہ اللہ	عورتوں کی امامت کا مسئلہ اور غیر مقلد علماء کا جھوٹ	13		
86	علامہ مولانا ساجد خان نقشبندی حفظہ اللہ	حضرت گنگوہیؒ پر تکذیب رب العزت کا بہتان اور اس کا جواب	14	ردِّبریلویت	
93	عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ	گریۂ خوں	15		شعروادب
94	خواجہ مجذوبؒ	دل کی لگی	16		
95	حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	حُسنِ ادب اور اُس کی اہمیت	17		تصوف وسلوک
103	نور سعدیہ شیخ حفظہا اللہ	قرآنِ پاک کی ترتیب و تفہیم	18		
113	فیضان الحق معراجی حفظہ اللہ	سوشل نیٹ ورک کی عفریت	19		اظہارِ خیال
115	مزمل اختر حفظہ اللہ	نظام الدین کی حاضری	20		
123	ابن غوری، حیدر آباد	فکریے	21		
125	ایجنسیاں	-	22		خبرنامہ

عدو کی سازش و تیر و تُفنگ و خوفِ اجل

جو سربکف ہو اسے کون روک سکتا ہے؟

(شکیبؔ احمد)

اداریہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ (سورہ نمبر 96 العلق، آیت 1)

دورنگی چھوڑ دے...

مدیر

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجا
سراسر موم ہو یا سنگ ہوجا

ایک بلند ٹیلہ تھا۔ تمام لوگ نیچے تھے، اور "وہ" اوپر تھا۔ زمانے کی آنکھ نے رشک سے اس ٹیلے کو دیکھا جس پر اس کے مبارک قدم ٹکے ہوئے تھے، لوگوں نے اسے اس بلند ٹیلے پر چڑھ کر ایک پیش گوئی کرتے سنا، ایک سچی پیش گوئی۔۔۔ جسے دنیا نہ اس وقت جھٹلا پائی، نہ قیامت تک جھٹلا سکے گی۔

"کیا تم اس چیز کو دیکھتے ہو جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں وہ فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں پر اس طرح برس رہے ہیں جس طرح مینہ برستا ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: 3597)

"وہ" وہی تھا جسے بلندی دوجہان کے خالق نے عطا کی تھی۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ 94، الانشراح: 4)

ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔

اور جس نے قیامت تک کے لیے اپنے راستے پر چلنے والوں کو رفعت و معراج، کامرانی و سربلندی کا مژدۂ جانفزا سنایا تھا۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (سورہ 3، آل عمران: 139)

تم ہی سربلند ہو گے۔

رفعت والے نبی ﷺ کی چشمِ نبوت نے فتنوں کو بارش کے پانی کی طرح برستے دیکھا۔ اور جو ہماری نظر سے پوشیدہ تھا، وہ ہمیں بتلادیا گیا۔

إِنِّي أَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ

"میں وہ فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں پر اس طرح برس رہے ہیں جس طرح مینہ برستا ہے۔"

اللہ اکبر! کیسی سچی پیش گوئی ہے! پتہ نہیں اُن پیارے لوگوں کے وقت ان فتنوں کا کوئی تصور ہوگا بھی یا نہیں۔

پہلے زمانے میں تھیٹر ہوا کرتے تھے۔ اس وقت تھیٹر دیکھنے کے لیے ٹکٹ خریدنا ہوتا تھا، قطار لگانی ہوتی تھی، لیکن آج نہ وہ تھیٹر ہے نہ تھیٹر کے باہر کی قطار ہے۔ سب کچھ جیب میں موبائل کی صورت میں سماچکا ہے۔

اس وقت ساری دنیا کے سامنے ظاہر تھا کہ یہ شخص آج تھیٹر دیکھ رہا ہے، چھپ نہیں سکتے، بچ نہیں سکتے، کوئی پہچان والا دیکھ سکتا تھا۔ اور اب ساری دنیا بے خبر ہے... لحاف کے اندر چھپا تھیٹر ہے، باتھ روم و بیت الخلاء کے اندر تھیٹر ہے۔

پھر اس تھیٹر میں کیا ہوتا ہوگا؟ کچھ مار دھاڑ ہوتی ہوگی۔ کچھ ایکشن ہوتا ہوگا۔ کچھ جاسوسی اور سسپنس (Suspense) ہوتا ہوگا، کچھ رومانس ہوتا ہوگا، کچھ عریانیت بھی ہوتی ہوگی۔

اور اس موبائل میں... فحاشی اور بے حیائی کا وہ سیلاب ہے جو ساری شرم و حیا بہا کے لے جائے... شیطان جن سے شرمانے لگے۔

آج، خداوندِ قدوس کی عزت و جلالت کی قسم، فتنوں کو بارش کی طرح برستے ہوئے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ دیکھ لو دن بدن نت نئے فتنوں میں اضافہ ہی ہو رہا ہے، کمی کہیں نہیں ہے، انصاف رسوا ہے، قانون بکاؤ ہے، انسانی زندگی کھیل تماشا ہے، ننگا ناچ ایک آرٹ ہے، عریانیت اور فحاشی ایک فیشن ہے، فضا گناہوں سے آلودہ ہے، ہر گھر میں ناچ گانے کی آواز ہے،، ہر سو بے حیائی کا شیطانی رقص ہے، ہر سمت موسیقی کی جھنکار ہے، ہر آن شیطان کے قہقہے ہیں۔

فتنوں کی اس دھواں دھار بارش میں...

کچھ لوگ اکھڑ جاتے ہیں۔

کچھ لوگ فتنوں کے خلاف ثابت قدم " نظر آتے ہیں"۔

کچھ لوگ ان فتنوں کے مقابل ثابت قدم ہوتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی دو اقسام بتائی ہیں:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ (سورہ 64،التغابن: 2)

وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تم میں سے کچھ انکار کرنے والے ہیں، اور کچھ ایمان لانے والے ہیں۔

یوں مجموعی طور پر انسان دو اقسام میں بٹ جاتا ہے۔

۱۔ ماننے والے

۲۔ نہ ماننے والے

یہ ماننے اور نہ ماننے والے، اعمال کی بنیاد پر چار طرح کی زندگی گزارتے ہیں۔

۱۔ قالب کی زندگی

قالب جسم کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں کی ندگی صرف اپنے جسم کے لیے ہوتی ہے۔ ان کی ساری کارکردگی کا لب لباب اپنے بدن کو لت پہنچانا ہوتا ہے۔ چنانچہ کافر کی ساری ندگی صرف کھانا، پینا اور اپنی شہوات کو پورا کرنا، اسی کے گرد ختم ہو جاتی ہے۔ ان کا اس کے سوا اور کوئی مقصد ہی نہیں ہوتا۔ ان کے بارے میں اللہ نے کہا:

أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ

وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں

بَلْ هُمْ أَضَلُّ(سورہ 7،الاعراف:179)

بلکہ جانوروں سے بھی بدتر (بھٹکے ہوئے) ہیں۔

کیونکہ جانوروں کی ندگی میں بھی صرف یہی کام ہیں۔ یا تو کھائے گا، پیے گا، یا پھر جماع کرے گا۔اور یہ بھی انہیں کاموں میں مگن ہے۔

جانوروں کو عقل نہیں ہوتی، یہ سمجھ بوجھ بھی رکھتا ہے۔ چنانچہ اللہ نے آگے ترقی کر کے کہا:
بَلْ هُمْ اَضَلُّ- یہ ظالم تو چوپایوں سے بھی بدترین ہیں کہ چوپائے گو نہ سمجھیں لیکن آواز پر کان تو کھڑے کر دیتے ہیں، اشاروں پر حرکت تو کرتے ہیں، یہ تو اپنے مالک کو اتنا بھی نہیں سمجھتے۔(تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر آیتِ مکورہ)

۲۔ قلب کی زندگی

یہ لوگ ایمان والے ہوتے ہیں۔ اور دین کے بنیادی احکام پر عمل بھی کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ سارے کفار و مشرکین والے کام بھی انجام دیتے ہیں۔ فیشن اور ٹپ ٹاپ میں رہنا انہیں پسند ہوتا ہے۔ مغربی طرزِ زندگی سے انسیت ہوتی ہے اور انہیں کے طریقے پسند ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ انہیں میں سے ہو گا۔

چنانچہ ان کے دوست احباب بھی اسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مجالس بھی اسی طرح کی ہوتی ہیں۔ اور ان کا اٹھنا بیٹھنا اسی روش پر ہوتا ہے۔ یہ پیٹ اور مال کے پجاری ہوتے ہیں، اور صرف نام کے مسلمان ہوتے ہیں۔ موت سے انہیں خوف آتا ہے۔

۳۔ ایمان کی زندگی

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو نماز کے پابند ہوتے ہیں۔ ان کا لباس سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ چہرہ نبی پاک ﷺ کی سنت یعنی داڑھی سے مزین ہوتا ہے۔ دین داروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ نشست و برخاست دین داروں کے ساتھ ہوتی ہے۔ دین کی محنتیں کرتے ہیں۔ اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں۔ دین کے کام میں دوڑ دوڑ کے حصہ لیتے ہیں۔ خوب وقت لگاتے ہیں۔ ذکر و تسبیح کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ دین کے سمجھنے اور جاننے والے ہوتے ہیں۔

اور تو اور، دین کی بات کرتے ہیں، دعوت دیتے ہیں۔ لوگوں کو دین کے مطابق زندگی گزارنے پر ابھارتے ہیں۔ وعظ و نصیحت بھی کرتے ہیں۔ تصنیف و تالیف بھی کرتے ہیں۔

لیکن جب انہیں گناہ کا موقع ملتا ہے تو گناہ بھی کر بیٹھتے ہیں۔ شیطان ان کو ذرا سا پُش Push کرے تو فوراً اس کے پیچھے چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ جلوت میں متقی اور خلوت میں گناہ گار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ چھُپ کر گناہ کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے مولانا ہوتے ہیں۔ لوگ انہیں متقی اور پرہیز گار سمجھتے ہیں۔ علم بھی انہیں خوب ہوتا ہے۔ ان کی نیکیاں کثیر تعداد میں ہوتی ہیں۔ لیکن یہ اوپر سے لا الٰہ ہوتے ہیں اور اندر سے کالی بلا ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اس لیے گناہ نہیں کرتے کہ "لوگ دیکھ رہے ہیں" یعنی اللہ کے ڈر کی وجہ سے گناہوں سے نہیں بچتے، بلکہ لوگوں کے ڈر سے بچتے ہیں۔

انہیں گناہ کرنے کا احساس بھی ہوتا ہے، اور یہ گناہ سے بچنا بھی چاہتے ہیں۔ رب تعالیٰ کے سامنے روتے بھی ہیں۔ لیکن جونہی انہیں گناہ کا موقع ملتا ہے تو فوراً شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ یعنی کلیتاً ان کا تزکیہ نہیں ہوا ہوتا... 100 گناہوں میں سے 95 نہیں کرتے البتہ 5 ضرور کرتے ہیں۔ کبھی 98 نہیں کرتے لیکن ایک دو گناہ ایسے ضرور ہوتے ہیں جس میں یہ لگے رہتے ہیں۔

چنانچہ یہ اعلانیہ طور پر تو خدا پرست ہوتے ہیں، البتہ خفیہ طور پر نفس پرست اور ہوی پرست ہوتے ہیں۔

بقول مرشدی پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم:

"یاد رکھیں! زن پرستی، زر پرستی، شہوت پرستی، نفس پرستی... یہ سب کی سب بت پرستی ہی کی اقسام ہیں... خدا پرستی کوئی اور چیز ہے!"

(جاری......)

فقیر شکیب احمد عفی عنہٗ

۲۱ نومبر، بروز سنیچر، ۱۰:۵۰ بجے صبح

قرآن پاک کی آیات کے حوالے کے متعلق ایک معیار کا تعین ضروری تھا۔ اس کے لیے عموماً انگریزی میں کولون کے بائیں طرف سورہ نمبر، اور دائیں جانب آیت نمبر لکھا جاتا ہے (مثلاً 1:3 یعنی پہلی سورہ کی تیسری آیت)۔ البتہ اس ترتیب کو اردو میں کرنے پر سورہ نمبر دائیں طرف اور آیت نمبر بائیں طرف کیا جاتا ہے (مثلاً ۱:۳) لیکن انگریزی کے اس فارمیٹ سے مانوس ہونے کے سبب ہم اسے الٹا (یعنی ۳:۱) پڑھ بیٹھتے ہیں۔ اور اگر اسے انگریزی ہی سے ہم آہنگ کرکے ۳:۱ لکھیں گے تو اردو میں لکھا ہوا ہونے کے سبب ہو سکتا ہے بعض احباب اسے بھی الٹا پڑھ لیں۔ اس کے علاوہ اس طرز پر سورہ کا نام بھی آنا ضروری ہوتا ہے، بعض لوگوں کو اس میں سہولت ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی آیت نمبر کو الفاتحہ: ۳ کے طرز پر لکھتے ہیں۔ اس فارمیٹ کی خامی یہ ہے کہ اس میں سورہ نمبر نہ لکھا ہونے کی وجہ سے قرآن کی ساری فہرست میں مطلوبہ سورہ ڈھونڈنی پڑتی ہے اور اس کے بعد آیت نمبر کی باری آتی ہے۔ ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے قرآنی آیات کا Standard Format چنا ہے وہ یوں ہے۔ سورہ ۱، الفاتحہ: ۳۔ اس میں بغیر کسی ابہام کے حوالہ بھی مکمل دستیاب ہوتا ہے اور تمام جزئیات بھی سمٹ جاتی ہیں۔ مضمون نگاروں سے گزارش ہے کہ حوالوں کے لیے اپنی آئندہ تحریر میں اس فارمیٹ کا استعمال کریں تاکہ مجلہ پروفیشنل ٹچ سے مزید قریب ہو سکے۔ (مدیر)

قرآنِ مقدس

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ؀

لہٰذا قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔ (سورہ نمبر 50 ق، آیت 45)

دعا اور اللہ مجیب الدعوات

حافظ عماد الدین ابو الفداء ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙفَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ؁

اور (اے پیغمبر) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ ان سے کہہ دیجیے کہ) میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں (۱۱۷) لہٰذا وہ بھی میری بات دل سے قبول کریں، اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ (آسان ترجمہ قرآن - سورہ ۲، البقرہ: ۱۸۶)

ایک اعرابی نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا ہمارا رب قریب ہے؟ اگر قریب ہو تو ہم اس سے سرگوشیاں کر لیں یا دور ہے؟ اگر دور ہو تو ہم اونچی اونچی آوازوں سے اسے پکاریں ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم)

ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس سوال پر کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ یہ آیت اتری (ابن جریر) حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ جب آیت (ادعونی استجب لکم) نازل ہوئی یعنی مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کرتا رہوں گا تو لوگوں نے پوچھا کہ دعا کس وقت کرنی چاہئے؟ اس پر یہ آیت اتری (ابن جریج)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے ہر بلندی پر چڑھتے وقت اور ہر وادی میں اترتے وقت بلند آوازوں سے تکبیر کہتے جا رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آکر فرمانے لگے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کرو تم کسی کم سننے والے یا دور والے کو نہیں پکار رہے بلکہ جسے تم پکارتے ہو وہ تم سے تمہاری سواریوں کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے، اے عبداللہ بن

قیس ! سن لو! جنت کا خزانہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے (مسند احمد) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میرے ساتھ جیسا عقیدہ رکھتا ہے میں بھی اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے میں اس کے قریب ہی ہوتا ہوں(مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر میں ہلتے ہیں میں اس کے قریب ہوتا ہوں اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔اس مضمون کی آیت کلام پاک میں بھی ہے فرمان ہے آیت (ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون) جو تقویٰ واحسان وخلوص والے لوگ ہوں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے، حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے فرمایا جاتا ہے آیت (انی معکما اسمع واریٰ) میں تم دونون کے ساتھ ہوں اور دیکھ رہا ہوں، مقصود یہ ہے کہ باری تعالیٰ دعا کرنے والوں کی دعا کو ضائع نہیں کرتا نہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس دعا سے غافل رہے یا نہ سنے اس نے دعا کرنے کی دعوت دی ہے اور اس کے ضائع نہ ہونے کا وعدہ کیا ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ بلند کر کے دعا مانگتا ہے تو وہ ارحم الراحمین اس کے ہاتھوں کو خالی پھیرتے ہوئے شرماتا ہے (مسند احمد)

حضرت ابو سعید خدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں نہ گناہ ہو نہ رشتے ناتے ٹوٹتے ہوں تو اسے اللہ تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا فرماتا ہے :

1۔یا تو اس کی دعا اسی وقت قبول فرما کر اس کی منہ مانگی مراد پوری کرتا ہے

2۔یا اسے ذخیرہ کر کے رکھ چھوڑتا ہے اور آخرت میں عطا فرماتا ہے

3۔ یا اس کی وجہ سے کوئی آنے والی بلا اور مصیبت کو ٹال دیتا ہے

لوگوں نے یہ سن کر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تو ہم بکثرت دعا مانگا کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ کے ہاں کیا کمی ہے؟ (مسند احمد)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین کا جو مسلمان اللہ عزوجل سے دعا مانگے اسے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے یا تو اسے اس کی منہ مانگی مراد ملتی ہے یا ویسی ہی برائی ٹلتی ہے جب تک کہ گناہ کی اور رشتہ داری کے کٹنے کی دعا نہ ہو (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تک کوئی شخص دعا میں جلدی نہ کرے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جلدی کرنا یہ ہے کہ کہنے لگے میں تو ہر چند دعا مانگی لیکن اللہ قبول نہیں کرتا (موطا امام مالک) بخاری کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اسے ثواب میں جنت عطا فرماتا ہے، صحیح مسلم میں یہ بھی ہے کہ نامقبولیت کا خیال کر کے وہ نا امیدی کے ساتھ دعا مانگنا ترک کرے دے یہ جلدی کرنا ہے۔ ابو جعفر طبری کی تفسیر میں یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دل مثل برتنوں کے ہیں بعض بعض سے زیادہ نگرانی کرنے والے ہوتے ہیں، اے لوگوں تم جب اللہ تعالٰی سے دعا مانگا کرو تو قبولیت کا یقین رکھا کرو، سنو غفلت والے دل کی دعا اللہ تعالٰی ایک مرتبہ بھی قبول نہیں فرماتا (مسند احمد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے دعا کی کہ الہ العالمین! عائشہ کے اس سوال کا کیا جواب ہے؟ جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اللہ تعالٰی آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے مراد اس سے وہ شخص ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہو اور سچی نیت اور نیک دلی کے ساتھ مجھے پکارے تو میں لبیک کہہ کر اس کی حاجت ضرور پوری کر دیتا ہوں (ابن مردویہ) یہ حدیث اسناد کی رو سے غریب ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا اے اللہ تو نے دعا کا حکم دیا ہے اور اجابت کا وعدہ فرمایا ہے میں حاضر ہوں الٰہی میں حاضر ہوں الٰہی میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے لاشریک اللہ میں حاضر ہوں حمد و نعمت اور ملک تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں میری گواہی ہے کہ تو نرالا یکتا بےمثل اور ایک ہی ہے تو پاک ہے، بیوی بچوں سے دور ہے تیرا ہم پلہ کوئی نہیں تیری کفو کا کوئی نہیں تجھ جیسا کوئی نہیں میری گواہی کہ تیرا وعدہ سچا تیری ملاقات حق جنت ودوزخ قیامت اور دوبارہ جینا یہ سب برحق امر ہیں (ابن مردویہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالٰی کا ارشاد ہے اے ابن آدم! ایک چیز تو تیری ہے ایک میری ہے اور ایک مجھ اور تجھ میں مشترک ہے خالص میرا حق تو یہ ہے کہ ایک میری ہی عبادت کرے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ گویا میرے لیے مخصوص یہ ہے کہ

تیرے ہر ہر عمل کا پورا پورا بدلہ میں تجھے ضرور دوں گا کسی نیکی کو ضائع نہ کروں گا مشترک چیز یہ ہے کہ تو دعا کر اور میں قبول کروں تیرا کام دعا کرنا اور میرا کام قبول کرنا (بزار)

دعا کی اس آیت کو روزوں کے احکام کی آیتوں کے درمیان ☆ وارد کرنے کی حکمت یہ ہے کہ روزے ختم ہونے کے بعد لوگوں کو دعا کی ترغیب ہو بلکہ روزہ افطار کے وقت وہ بکثرت دعائیں کیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزے دار افطار کے وقت جو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ افطار کے وقت اپنے گھر والوں کو اور بچوں کو سب کو بلا لیتے اور دعائیں کیا کرتے تھے (ابوداود طیالسی)

ابن ماجہ میں بھی یہ روایت ہے اور اس میں صحابی کی یہ دعا منقول ہے:

اللہم انی اسألک برحمتک اللتی وسعت کل شئی ان تغفرلی

یعنی اے اللہ میں تیری اس رحمت کو تجھے یاد دلا کر جس نے تمام چیزوں کو گھیر رکھا ہے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہ معاف فرما دے اور حدیث میں تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی عادل بادشاہ، روازے دار اور مظلوم اسے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ بلند کرے گا مظلوم کی بددعا کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا گو دیر سے کروں(مسند، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ)☆

☆ اس آیت سے پہلے یعنی سورہ البقرہ: 183 یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ سے آیت 187 کا مضمون روزہ سے متعلق ہے (مدیر)

☆ تفسیر ابنِ کثیر - حافظ اسماعیل عماد الدین ابو الفداء ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ، سورہ ۲، البقرہ: ۱۸۶، تاریخِ اشاعت غیر مذکور

حدیث شریف

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ

جس نے رسول کی اطاعت کی، حقیقت میں اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔(سورہ نمبر 4 النساء، آیت 80)

الاحادیث المنتخبہ

پیش کش: مدیر

'سربکف' کے پہلے شمارے سے اس سلسلے کے تحت وہ احادیث لائی جارہی ہیں جو عموماً قارئین کو یاد ہوتی ہیں، نیز وہ احادیث بھی جو تبلیغی جماعت والے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے احادیث کی ترویج درست طریقے پر ہوں گی، اور من گھڑت قصے کہانیوں کو بطور حدیث پیش کرنے کی فاش غلطی کا سدباب ہوگا انشاء اللہ۔ احادیث بمع حوالہ درج کی جاتی ہیں، تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکیں۔ (مدیر)

اگرچہ ایک ہی آیت ہو

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ

ابو عاصم ضحاک بن مخلد اوزاعی حسان بن عطیہ ابو کبشہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری بات دوسرے لوگوں کو پہنچا دو اگرچہ وہ ایک ہی آیت ہو۔ اور بنی اسرائیل کے واقعات (اگر تم چاہو تو) بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور جس شخص نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہئے۔

(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 718)

اداراتی نوٹ: اس حدیث کے تینوں ٹکڑے عام طور پر الگ الگ مواقع پر مستعمل ہیں۔ البتہ حدیث کے مطابق چونکہ تینوں یکجا ہیں، سو تینوں ٹکڑوں کو الگ الگ عنوانات کے تحت نہ لاتے ہوئے ایک ہی جگہ درج کیا گیا ہے۔

مکررات: ☆ جامع ترمذی: جلد دوم، حدیث نمبر 578☆ سنن دارمی: جلد اول، حدیث نمبر 541☆ مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 1974، 1983، 2087، 2379، 2496

ہدایت دینے والا میں ہوں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَبَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ الْآيَةَ

محمد بن عباد، ابن ابی عمر، مروان، یزید یعنی ابن کیسان، ابو کیسان، ابو حازم، ابوہریرہ (رض) روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے چچا سے ان کی موت کے وقت فرمایا لاالٰہ الا اللہ کہہ دو میں قیامت کے دن اس کی گواہی دے دوں گا ابوطالب نے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت (اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ) سورہ 28، القصص : 56) نازل فرمائی یعنی بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔

(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 137)

مکررات: ☆ صحیح بخاری: جلد اول، حدیث نمبر 1298 ☆ صحیح بخاری: جلد دوم، حدیث نمبر 1117☆ صحیح بخاری: جلد دوم، حدیث نمبر 1859☆ صحیح بخاری: جلد دوم، حدیث نمبر 1975

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کرکے دعوت دو، اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ (سورہ نمبر 16 النحل، آیت 125)

بھائی شمیم احمد سے ایک ملاقات

شمیم احمد / سنیل کمار

غیر مسلم بھائیوں میں دعوت کے اسلوب کو بیان کرنے کے لیے، اور دعوت الی اللہ پر اُبھارنے کے لیے یہ سلسلہ سربکف نے پیش کیا ہے، اس کے تحت غیر مسلم بھائیوں کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات لائے جائیں گے۔ شاید کہ اُن بیمار ذہنوں کا علاج ہوسکے جو غیر مسلموں کے لیے صرف جہاد ہی کو فیصل سمجھتے ہیں۔ (مدیر)

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شمیم احمد: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: شمیم بھائی آپ دہلی کب اور کہاں سے آئے ہیں؟

ج: میں دہلی پرسوں آیا تھا، میں اصل میں جماعت میں چار مہینے لگا کر لوٹا ہوں، ہماری جماعت نے بہار مونگیر ضلع میں چار مہینے لگائے ہیں، حضرت سے فون پر پہلے بات ہوگئی تھی کہ ۱۳ر تاریخ کی شام کو دہلی میں ملاقات ہو جائے گی، اس لئے مرکز میں رک گیا تھا، آج گھر جانے کا ارادہ ہے۔

س: جماعت کہاں کی تھی اور امیر صاحب کہاں کے تھے؟

ج: جماعت میں الگ الگ جگہ سے لوگ تھے، پانچ لوگ میرٹھ کے تھے، دو پانی پت ہریانہ کے، امیر صاحب غازی پور کے ایک قاری صاحب تھے جو مرکز کے ایک مدرسہ میں پڑھاتے ہیں، دو ہم، میں اور میرے چھوٹے بھائی نسیم احمد، جماعت میں سبھی ساتھی بہت اچھے تھے بس میرٹھ کے ایک بڑے میاں بہت ہی گرم مزاج کے تھے، مگر امیر صاحب بہت ہی نرم سوبھاؤ کے تھے، ذرا سی دیر میں منا لیتے تھے۔

س: جماعت کی کچھ خاص باتیں بتائیے؟

ج: ہم گاؤں کے لوگ وہ بھی ہریانہ کے، خاص بات کیا بتائیں؟ بس ایک بات چار مہینے تک دل ودماغ پر چھائی رہی، مرکز نظام الدین میں حضرت مولانا ابراہیم دیولا صاحب کے بیان میں آخرت اور جنت ودوزخ کا ذکر سنا تھا، اس طرح انھوں نے بیان کیا جس طرح دیکھنے والا کمنٹری بیان کرتا ہے، رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ حشر کے میدان میں ہوں اور حساب کتاب ہو رہا ہے، ایسا ہولناک منظر ہے کہ بس تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، گناہ گاروں کا حال ایسا برا ہے کہ بس اللہ بچائے، دوزخ بھی سامنے دکھائی دے رہی تھی ،اور جنت بھی، میرا حال ڈھل مل ہے کبھی لگتا ہے جہنم میں ڈالا جائے گا کبھی ہوتا ہے کہ نہیں جان بچ گئی، آنکھ کھلی تو مجھ پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ نیند اڑ گئی، اگلے روز سفر تھا، ٹرین میں بھی نیند نہ آئی، رات میں فضائل اعمال کی تعلیم ہوئی تو اور بھی نقشہ سامنے آگیا، ایک ہفتہ تک مجھے ایک منٹ کو نیند نہیں آئی، کئی ڈاکٹروں کو دکھایا، امیر صاحب نے سر کی مالش کرائی ساتھیوں نے پاؤں بھی دبائے، ساتھیوں کا مشورہ ہوا کہ اس کو واپس گھر بھیج دیا جائے، مگر میں نے صاف منع کر دیا کہ اللہ کے راستہ میں موت آجائے گی تو آجائے، چار مہینے سے ایک دن پہلے میری میت بھی نہ لے جائی جائے۔

امیر صاحب بہت پریشان تھے مگر ان کی عادت تھی کہ ہر مشکل میں دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر اللہ

امیر صاحب بہت پریشان تھے مگر ان کی عادت تھی کہ ہر مشکل میں دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر اللہ
سے فریاد کرتے تھے، ایک رات انھوں نے ساتھیوں کو میری مالش اور خدمت وغیرہ کے لئے لگایا اور خود مسجد کے ایک کونے میں جاکر دعا شروع کی، الحمدللہ مجھے نیند آگئی، میں نے سوتے میں خواب دیکھا، میں محشر کے میدان میں ہوں اور بہت ڈر رہا ہوں، کہ میرا حساب کس طرح ہو گا؟ میں نے دیکھا کہ لوگوں میں شور ہونے لگا، ہمارے نبی ﷺ تشریف لا رہے ہیں، میں شور کی طرف کو بڑھا تو اللہ کے رسول ﷺ ایک خوب صورت چادر اوڑھے ہوئے ہیں، اور آپ نے دور سے اتنی بھیڑ میں مجھے آواز لگائی، میں جلدی جھپٹا، بھیڑ کو ادھر ادھر کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچا، آپ نے اپنی چادر کا ایک حصہ میرے سر پر ڈال دیا، اور مجھے ایسا لگا جیسے میں کسی رحمت کے سایہ میں آگیا ہوں۔۔۔

سے فریاد کرتے تھے، ایک رات انھوں نے ساتھیوں کو میری مالش اور خدمت وغیرہ کے لئے لگایا اور خود مسجد کے ایک کونے میں جاکر دعا شروع کی، الحمدللہ مجھے نیند آگئی، میں نے سوتے میں خواب دیکھا، میں محشر کے میدان میں ہوں اور بہت ڈر رہا ہوں، کہ میرا حساب کس طرح ہو گا؟

میں نے دیکھا کہ لوگوں میں شور ہونے لگا، ہمارے نبی ﷺ تشریف لا رہے ہیں ، میں شور کی طرف کو بڑھا تو اللہ کے رسول ﷺ ایک خوب صورت چادر اوڑھے ہوئے ہیں ، اور آپ نے دور سے اتنی بھیڑ میں مجھے آواز لگائی ، میں جلدی جھپٹا، بھیڑ کو ادھر ادھر کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچا، آپ نے اپنی چادر کا ایک حصہ میرے سر پر ڈال دیا، اور مجھے ایسا لگا جیسے میں کسی رحمت کے سایہ میں آگیا ہوں ، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی ، نیند نہ آنے کی شکایت تو دور ہوگئی مگر دل و دماغ پر ہر وقت آخرت کا منظر اور جنت و دوزخ جیسے بالکل ہی آنکھوں کے سامنے ہوں ، میرا حال جماعت میں یہ رہا کہ امیر صاحب اکثر مجھ سے ہی بات کرواتے تھے، اور میرا حال یہ تھا کہ مجھے بس موت کے بعد کی زندگی دنیا میں ہی دکھائی دیتی تھی ، اس لئے بس موت کے بعد، میدان حشر، جنت و دوزخ کی باتیں کرتا تھا، میرے ساتھی کہنے لگے کہ تم تو جنت و دوزخ کا ذکر ایسے کرتے ہو جیسے سامنے ہو، امیر صاحب کہنے لگے کہ تمھارے ساتھ وقت لگا کر پوری جماعت کا ایمان، ایمان ہو گیا ہے۔

س: ماشاء اللہ بہت قابل رشک حال ہے، یہ حال تو صحابہ کا ہوتا تھا، کہ وہ کہتے تھے اگر ہم جنت اور جہنم کو دیکھ لیں تو ہمارے ایمان میں کوئی اضافہ نہ ہو!

ج: صحابہ کے ایمان کی تو کیا بات ہے، میرا حال تو بس مولانا ابراہیم صاحب کے بیان کی برکت سے، اس کا ایک قطرہ اس گندہ کو میرے اللہ نے دکھا دیا، میرے لئے یہ بھی بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالی بس اس کو باقی رکھیں اور موت کے وقت کام آجائے، مگر یہ بات ضرور ہے کہ موت کے بعد کی زندگی کا یہ خیال انسان کی زندگی کو بدل دیتا ہے، اتنی احتیاط جیون میں آجاتی ہے، اصل یہ ہے کہ اس حقیقت کے سامنے آنے کے بعد زندگی ہی الگ ہے، انسان بالکل انسان بن جاتا ہے، ایک بار میں دہلی میں حضرت کی گاڑی میں سونی پت گیا تو حضرت کے ایک خادم حافظ شہاب الدین ساتھ تھے، حضرت پنجاب جا رہے تھے، گاڑی میں جگہ تھی ، حضرت نے کہا کہ سونی پت تک ساتھ چلو، بات بھی ہو جائے گی اور تم وہاں سے نکل جانا، راستہ بھر حافظ شہاب الدین حضرت سے بس جنت کی بات کرتے رہے، کبھی کہتے حضرت جنت میں تو جب آپ کا قافلہ چلا کرے گا تو پوری دنیا کے اتنے سارے لوگ ہوں گے، وہاں تو جام نہیں ملے گا؟ کبھی کہتے وہاں ٹریفک پولیس کی ضرورت تو نہیں ہوگی ، کبھی کہتے حضرت وہاں آپ کے ساتھ ذکر کی مجلس بھی ہوگی ؟ کبھی کہتے حضرت جنت میں خود آپ کے ساتھ دنیا جڑ جائے گی ، ایسا نہ ہو کہ ہم دیہاتیوں کو آپ سے ملنے بھی نہ دیا جائے، حضرت بھی ان کی اس طرح کی دیوانگی کی باتوں سے بہت خوش ہو رہے تھے اور مزے لے رہے تھے، میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ حافظ جی کیسی نشہ والوں کی طرح دیوانگی کی باتیں کر رہے ہیں، اور حضرت بھی ان کی ہر بات کا جواب دے رہے ہیں، اس بار جماعت میں میرے اللہ نے بس ایک خواب دکھا دیا تو آنکھیں کھل گئیں ، ایسا لگا جیسے کسی سوتے کو خواب دیکھتے ہوئے کوئی جگا دے، پہلے مجھے حافظ جی کی بات خواب اور نشہ دکھائی دے رہی تھی مگر اب لگتا ہے کہ میں خواب اور نشہ میں تھا اب

جاگا ہوں، اور جھوٹ کا نشہ اترا ہے، اور سچ میرے اللہ نے مجھے دکھادیا ہے، بس میرے اللہ میرے اس حال کو باقی رکھے، میرے نبی ﷺ نے کتنی سچی بات فرمائی کہ ہوشیار وہ ہے جو آخرت کی حقیقی اور ہمیشہ کی زندگی کو یاد رکھے اور فانی دنیا کی طرف نظر نہ لگائے۔

س: آپ نے واقعی بڑے پتہ کی بات کہی، آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

ج: میں ہریانہ کے ضلع بھوانی کے ایک لالہ خاندان میں ۲ / اپریل ۱۹۶۹ ء میں پیدا ہوا، میرے پتاجی نے میرا نام سنیل کمار رکھا، میرے ایک بڑے بھائی اور تین بہنیں تھیں، دو مجھ سے بڑی اور ایک چھوٹی تھیں، میرے پتاجی گاؤں میں مٹھائی کی دوکان کرتے تھے، سنہ ۱۹۴۷ء میں دیش کے بٹوارہ کے وقت مین روڈ پر ایک چھوٹی سی مسجد میں، جو مسلمانوں کے مارے جانے اور پاکستان جانے کی وجہ سے ویران ہوگئی تھی، اس کی ایک دوکان اور ایک مکان مسجد سے لگا ہوا تھا جو امام کے لئے بنایا گیا تھا، پتاجی نے اس دوکان میں اپنی دوکان کرلی تھی، وہاں جاتے اور مٹھائی سموسے وغیرہ بنا کر بیچتے تھے، وہ اچھی چلی اور بعد میں انھوں نے وہاں ریسٹورینٹ کرلیا تھا۔

س: مسجد کی جگہ میں ریسٹورنٹ بنالیا تھا؟

ج: نہیں، پتاجی جب تک زندہ رہے وہ مسجد کا بہت ادب کرتے تھے صبح اندھیرے اندھیرے مسجد میں جھاڑو خود لگاتے تھے۔ اور وہاں منبر پر ایک قرآن شریف رکھا تھا اس کو لوبان اور دھوپ بتی کی دھونی دیتے، اور اس کا سنسکار کرتے، بہت لوگوں نے چاہا کہ مسجد میں مورتی رکھ کر اسے مندر بنالیا جائے مگر پتاجی نے کبھی ایسا نہ کرنے دیا اسی کی وجہ سے کئی بار پتاجی کو مار بھی کھانی پڑی، وہ کہتے تھے کہ جب تم لوگ شیو مندر میں شیو جی کو ہٹا کر ہنومان کو نہیں رکھتے تو اللہ کے مندر میں دوسروں کو کیسے رکھنے کو کہتے ہو، ۲۰۰۷ء میں میرے پتاجی کا دیہانت (انتقال) ہوگیا، میں اور میرے بڑے بھائی دونوں ریسٹورنٹ کرتے تھے، اور سب سے بڑے بھائی گاؤں کی دوکان میں کرانہ کی دوکان کرتے تھے، اب میں نے ریسٹورنٹ چھوڑ دیا ہے اور ایک دوکان روہتک میں بہت اچھی جگہ لے لی ہے، مگر اب جماعت کے بعد میں نے ارادہ کیا ہے کہ بس اب تو اصل کاروبار آخرت کا کرنا ہے، ابھی ارمغان ملا، اس پر ماجد دیوبندی کا شعر پڑھنے کو ملا:

کاروبارِ دعوتِ اسلام بڑھتا ہے سدا
کیا خبر اس کو کہ جس نے یہ تجارت کی نہیں

یہ پوری دنیا اچھے سے اور اچھے کی طرف بڑھ رہی ہے کوئی گاؤں میں کام کرتا ہے، اسے شہر میں کوئی اچھی دوکان مل جائے تو ایک آن میں سب کچھ چھوڑ کر گھر بار بیچ کر شہر میں آجاتا ہے، سنا ہے ایک ہزار خاندان روزانہ دہلی آکر بس جاتے ہیں، اس لئے کہ انھیں وہاں

اپنے گاؤں اور شہروں سے زیادہ اچھا کاروبار اور رہنا سہنا دکھائی دے رہا ہے، جس کاروبار میں انسان کو معلوم ہو جائے کہ نفع زیادہ ہو رہا ہے تو آدمی ساری پونجی بیچ کر اپنا سب کچھ کاروبار میں لگا دیتا ہے، بلکہ قرض تک لے کر لگا دیتا ہے، اگر دنیاوی زندگی دھوکہ ہے اور فانی ہے اور اس میں کیا شک ہے جب دنیا بنانے والے رب نے ہی اسے متاع الغرور بتایا ہے اور آخرت ہمیشہ کے لئے ہے، وہاں کا نفع اصل نفع اور وہاں کا گھاٹا اصل گھاٹا ہے، تو آخرت کی تجارت کے لحاظ سے دعوت سے بڑا کوئی دھندہ نہیں ،اس لئے بھائی اگر اس سے زیادہ نفع کا کوئی دھندہ اور بزنس ہوتا تو اس دنیا کے سب سے ہوشیار لوگ نبی اور رسول وہی کام کرتے۔

ہمارے حضرت خوب پتہ کی بات کہتے ہیں ،اس دھندہ میں محنت بھی کم اور پونجی بھی کم لگتی ہے، لوگ کمائیں اور ہمارے کھاتے میں جمع کرتے جائیں ،ایک آدمی ایمان میں آگیا اس کے قبول ایمان کا اور زندگی بھر جو نیکیاں نماز، روزہ ،ذکر و تلاوت ،صدقہ اور دعوت جو بھی وہ نیک کام کرے گا اس کے تمام اعمال کا مقبول اجر ایمان کی دعوت دینے والے کو ملتا رہے گا، اور اس کی نسلوں میں قیامت تک جتنے لوگ ایمان میں آئیں گے، ان کے ایمان اور اعمال کا اجر ذریعہ بننے والے کے کھاتہ میں جمع ہوتا رہے گا، گویا یہ دھندہ ایسا ہے کہ دعوت کے تاجر کا ہر گاہک اس کارٹیلر اور تجارتی نمائندہ بھی بنتا جاتا ہے، اس لئے ماجد صاحب کا یہ شعر بالکل سچا لگا کہ یہ تجارت مسلسل بڑھتی ہی رہتی ہے، اس میں خسارہ کا سوال ہی نہیں ۔تو میں نے اپنے وقت اور صلاحیت کو جو میری سچی پونجی ہے روہتک کی دوکان چھوڑ کر اس بڑے بزنس میں لگا دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

س: پھر آپ نے روزگار کے لئے کیا سوچا؟

ج: مولانا احمد! آپ اپنے ماتحتوں کو کچھ بانٹ رہے ہوں اور ایک آدمی اس وقت آپ کے کسی کام میں مشغول ہو تو کیا آپ اس کو نہیں دیں گے ؟ آپ یقیناً اس کا حصہ اوروں سے زیادہ محفوظ کریں گے، یہ تو ہمارا دھوکہ ہے کہ ہم کماتے ہیں ،رزّاق تو اللہ کی ذات ہے اگر اس کے دین کے لئے اپنے کو وقف کر دیں گے تو وہ دوسروں سے اچھا کھلائیں پلائیں گے، میرا تو پکا یقین ہے۔

س: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں؟

ج: پتاجی کے دیہانت کے بعد تین سال تک میں اور میرے بڑے بھائی مسجد کی صفائی کرتے اور صبح و شام قرآن مجید کو دھوپ بتی کی دھونی دیتے اور دن چھپتے ہی مسجد میں چراغ جلاتے کام ٹھیک چل رہا تھا، میرے مالک کو اپنے گھر کی خدمت کا بدلہ مجھے دینا تھا اس لئے میرے گھر ایک شیطان کو بھیجا، میرے بھتیجے کی شادی ہوئی، پھرتے پھرتے جس پنڈت جی کو بلایا وہ ہمارے ریسٹورنٹ کے پاس والے گاؤں کے تھے، انھوں نے شادی کے بعد مجھے گھر آکر ملنے کے لئے کہا اور بتایا کہ میں نے پترے میں تمھارے بھوشیہ (مستقبل)کے بارے میں ایک بات دیکھی ہے، وہ بتانی ہے، بات کچھ اس طرح کہی کہ میں بے چین ہو گیا، اور شادی کے تیسرے دن پنڈت جی کے گھر پہنچا، پنڈت جی نے پہلے تو اپنے جیوتش و گیان کا مجھ پر رعب جمایا، فلاں منتری کو میں نے اتنے دن

پہلے بتادیا تھاوہ ہار گیا، فلاں جیت گیا، اس نے بتانے سے فیکٹری کھولی کروڑپتی بن گیا، پھر مجھ سے کہا مجھے شیو جی کی طرف سے آدیش ہوا ہے کہ تمھارے پتا جی بڑے بھگت تھے اس لئے میں تمھارے ریسٹورنٹ پر کچھ دن تک آکر جاپ کروں اور آرتی اتاروں، ورنہ آپ کے کاروبار اور جان پر شنی کا سایہ پڑ جائے گا، میں آپ سے اس کے لئے کوئی خرچ بھی نہ لوں گا بس کوئی جگہ مجھے تنہائی میں جاپ کرنے کی چاہئے، میں نے بھائی سے مشورہ کیا تو انھوں نے اجازت دے دی، مسجد کے صحن میں ایک جگہ ان کو دے دی گئی، جہاں انھوں نے آرتی کرتے کرتے مورتی رکھ لی، وہ روڈ پر جگہ تھی وہاں ان کی خوب دوکان جم گئی، وہ مجھے اور میرے بھائی کو سمجھاتے رہے اور ہمیں تیار کرکے قرآن مجید وہاں سے اٹھوا کر محراب میں مورتی رکھوادی، وہ تو کہہ رہے تھے کہ اس قرآن کو باندھ کر کسی کنویں میں ڈال دیں، مگر ہم نے پتا جی کی یادگار سمجھ کر گھر میں لاکر رکھ لیا، جس روز مورتی رکھی گئی، ریسٹورنٹ میں گیس سلنڈر میں آگ لگ گئی، جس سے ہم لوگ کسی طرح بچ گئے، تین دن کے بعد میرے بڑے بھائی موٹر سائیکل سے گرے اور ان کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی، ہم نے ماں سے مشورہ کیا، ماں نے کہا وہ پنڈت جی تمھارے ساتھ راکشش (شیطان) لگ گیا، سارے جیون سے مالک کے گھر کا سنسکار کرتے تھے چین سے جی رہے تھے، اب اس کے چکر میں پڑ کر تم دکھی ہوگئے ہو، ہم دونوں بھائیوں نے پنڈت جی کو وہاں سے چلتا کرنے کی سوچی، مگر ایک سال میں ان کا بہت میدان بن گیا تھا، ایک دن ایسے ہی میں نے پنڈت جی سے کہا آپ نے مالک کے مندر میں شیو جی کی مورتی رکھ دی ہے اس سے اوپر والا مالک بہت ناراض ہے، آپ سے ہم سے بھی زیادہ ناراض ہے اگر آپ یہاں سے جگہ چھوڑ کر نہ گئے، تو ایک ہفتہ میں آپ کی پتنی یا بچے مر جائیں گے، مجھے پتا جی نے سپنے میں بتایا ہے۔

س: آپ کو ایسا سپنا دکھائی دیا تھا کیا؟

ج: نہیں، میں نے ایسے ہی ڈرانے کے لئے کہا تھا، کہ زبردستی اس سے کرنا مشکل تھی، سوچا تھا شاید ڈر جائے اور ہمارا کام بن جائے۔

س: تو پھر کیا ہوا؟

ج: پنڈت جی کو اپنے دھندے کے لئے ایسی مین روڈ کی جگہ کہاں ملتی، وہ جگہ چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے، مالک کا کرنا ایک رات پنڈت جی اپنی بیوی کے ساتھ سوئے، بیوی پہلے اٹھتی تھی، مگر صبح کو پنڈت جی اٹھے تو پتنی کو سوتے ہوئے پایا، اٹھایا تو معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے لئے سوچکی ہے، پنڈت جی کا حال خراب ہوگیا، مجھے معلوم ہوا تو مجھے دکھ بھی ہوا کہ بیچارے کے ساتھ حادثہ ہوا، مگر خوشی زیادہ ہوئی کہ میرا تیر اندھیرے میں لگ گیا، تین دن کے بعد میں نے بات ذرا اور پکی کی، کہ پنڈت جی میں نے ایک سپنا اور دیکھا ہے کہ کل تک پنڈت جی یہ مورتی یہاں سے ہٹا کر نہ جائیں گے تو ان کے تینوں بچے مر جائیں گے، پنڈت جی ڈرے ہوئے تھے انھوں نے وہ مورتی وہاں سے اٹھائی اور اپنا بستر بھی وہاں سے ہٹالیا، میں نے قرآن شریف لاکر وہیں رکھ دیا، جب سے ہم نے مورتی وہاں رکھی تھی

ہمارے ریسٹورنٹ کو بھی جیسے کسی نے باندھ دیا ہو، جیسے ہی قرآن وہاں واپس رکھا، دوبارہ کاروبار اچھی طرح چلنے لگا، ایک روز ظفر نام کے ایک ڈاڑھی والے صاحب میرے پاس آئے اور بولے میں پہلے ہندو تھا اب مسلمان ہو گیا ہوں ، میں یہاں فیکٹری میں کام کرتا ہوں یہاں کئی مسلمان رہتے ہیں، ان کو نماز کی بہت پریشانی ہے، آپ مالک کے گھر کو صاف کرتے ہیں، یہاں پر چراغ جلاتے ہیں مالک کی پوجا کے لئے یہ مسجد کسی نے بنائی ہوگی ، آپ یہ مسجد مسلمانوں کے سپرد کردو، اور ہم تمھیں اس کے بدلہ میں پیسے بھی دے دیں گے، دو تین بعد وہ دو لوگوں کو لے کر آئے، اور ڈھائی لاکھ ان سے لے کر ان کو سُپرد کرنے کی بات ہو گئی، مگر ان پیسوں کے آنے سے میرے بیوپار کی برکت ہی اڑ گئی ، اور ریسٹورنٹ بالکل ٹھنڈا پڑا گیا، مسجد بہت موقع کی تھی نمازی بڑھتے گئے، جمعہ کے دن دور سڑک تک صفیں بن جاتیں، ایک روز ظفر صاحب ممبئ کے ایک حاجی صاحب کو لے کر میرے پاس آئے اور بولے کہ آپ اس ریسٹورنٹ اور گھر کو مسجد کو بڑھانے کے لئے دے دیں اور آپ روہتک میں کوئی جگہ لے کر وہاں دوکان کرلیں ، آپ کا ریسٹورنٹ یہاں چل بھی نہیں رہا ہے، ہم نے ماں سے مشورہ کیا، ماں نے کہا ٹھیک ہے کرلو، ساڑھے سات لاکھ روپئے میں بات طے ہو گئی، چار مہینوں کا وقت پیسوں کے لئے طے ہوا، چار مہینوں میں پیسوں کا انتظام نہ ہو سکا تو ظفر صاحب کو کسی نے مولانا محمد کلیم صاحب کا پتہ اور فون نمبر دیا، وہ دہلی گئے، حضرت سے ملے، حضرت نے مجھ سے فون پر بات کی اور دو مہینے اور بڑھانے کو کہا، میں نے دو دن بعد دو مہینے وقت اور بڑھا دیا، ظفر صاحب نے ڈیڑھ مہینہ میں پیسے لا کر مجھے دے دیئے، میں نے ایلفی یوڈ بنا کر دے دیا، اور اپنا سامان اٹھالیا، اس کے بعد اگلے جمعہ کو ظفر صاحب نے حضرت کو وہاں آکر جمعہ پڑھانے کو کہا، حضرت نے وقت دے دیا، ظفر صاحب نے کہا بڑے مولانا صاحب ہمارے دھرم گرو آرہے ہیں آپ دونوں بھائی ان سے ضرور مل کر ان سے دعا اور آشیر واد لے لیں ،جمعہ سے پہلی رات میں نے خواب دیکھا کہ دس بڑے سانپ ہیں ،وہ مسجد سے نکلے اور ہمارے گھر کی طرف دوڑ رہے ہیں ،لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ دسوں تمھارے گھر والوں اور تمھارے کاروبار کو کھالیں گے، میری آنکھ کھلی تو میں بہت ڈرا ہوا تھا، ڈر کی وجہ سے میں صبح دس بجے مسجد پہنچ گیا، میرے بڑے بھائی ساتھ تھے، حضرت ۱۲ ر کے بعد آئے، ہم نے ان کے ساتھ ناشتہ کیا اور حضرت سے میں نے اپنے خواب کے بارے میں بتایا، کہ ڈھائی لاکھ مسجد کے اور ساڑھے سات لاکھ گھر اور ریسٹورنٹ کے ہوئے، دس لاکھ روپئے اس مسجد کے میں نے لئے ہیں ، حضرت نے کہا یہ مالک کا گھر ہے، اور ہم سب مالک کے بندے ہیں ، فرمانبردار غلام اور بندے بن کر ہمیں خود مسجد میں پیسہ لگانا اور اپنے اکیلے مالک کی عبادت کرنی چاہئے، آپ نے پیسے لے کر یہ مسجد خالی کی ہے یہ آپ کے لئے حلال نہیں ، اور ہمارے نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ حرام مال کو گنجے سانپ کی شکل میں دوزخ میں لایا جائے گا تو حرام کھانے والے کو ڈسے گا، حضرت کے ساتھ حاجی شکیل صاحب بھی تھے، حضرت نے مجھے اور میرے بھائی کو الگ مولانا کے حجرہ میں بات کرنے کے لئے بھیج دیا، حاجی صاحب نے ہمیں بہت محبت

سے سمجھایا اور اسلام کی دعوت دی، زندگی کے حالات میں خود ہم لوگ اندر سے اسلام کے قریب تھے، رات کے خواب کا اثر تازہ تھا، ہم دونوں نے کلمہ پڑھ لیا، حضرت نے کلمہ پڑھوایا، حضرت نے میرے بھائی کا نام محمد شکیل اور میرا نام محمد شمیم رکھا، ہمیں وضو کرائی اور ہم نے حضرت کے ساتھ پہلی جمعہ کی نماز پڑھی نماز کے بعد ہم نے حضرت سے وعدہ کیا کہ دس لاکھ روپئے ہم دونوں بھائی جلدی یا تو روہتک کی دوکان بیچ کر یا کسی طرح انتظام کرکے لوٹا دیں گے، حضرت نے کہا ٹھیک ہے، آپ نیت پکی رکھو اللہ تعالی سہولت سے جب انتظام کرا دیں لوٹا دینا، اس سے اس مسجد کی دوبارہ بڑی عمارت بنانا شروع کریں گے، بھائی ظفر ستمبر میں جماعت میں چلّے کو جا رہے تھے، انھوں نے حضرت سے فون پر بات کرائی، حضرت نے ہمیں مشورہ دیا کہ آپ دونوں بھائی جماعت میں چالیس روز ضرور لگالیں، پہلے ایک بھائی چلے جائیں اس کے بعد دوسرے بھائی چلے جائیں، ماں سے مشورہ کیا، کون پہلے جائے، ماں نے کہا دھرم کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے تم دونوں ساتھ چلے جاؤ، ظفر بھائی کے ساتھ ہم نے پہلا چلہ ستمبر ۲۰۱۱ء میں لگایا، واپس آکر ہم نے پہلے ماں کو آکر پوری جماعت کی کارگذاری سنائی، وہ الحمدللہ بہت آسانی سے اسلام قبول کرنے کو تیار ہو گئیں، اس کے بعد ہمارے بچے اور گھر والیاں بھی تھوڑی تھوڑی کوشش سے ایمان میں آ گئیں۔

س: مسجد کے وہ دس لاکھ روپئے واپس ہو گئے؟

ج: اللہ نے نیت کی برکت سے بالکل آسانی سے کام کرا دیا ہم لوگوں نے ایک نئی آبادی میں ایک پلاٹ ابھی کچھ روز پہلے دو لاکھ روپئے کا خریدا تھا، اچانک اس علاقہ کے پاس ایک ہائی وے روڈ نکل گیا، مٹی ڈالتے ہی زمین کے بھاؤ دس گنے بڑھ گئے، یہ پلاٹ بیس لاکھ روپئے کا بک گیا، ہم نے دس لاکھ روپئے ظفر بھائی کو دیئے، دونوں بھائیوں کی طرف سے پچاس پچاس ہزار روپئے مزید مسجد بنوانے کے لئے اپنی طرف سے دیئے، اور نو لاکھ روپئے کی ایک دوکان روہتک میں خرید لی، بیس فد دوکان ہے۔ الحمدللہ ریسٹورنٹ کے لئے بہت اچھی جگہ پر ہے، بڑے بھائی اس میں بیٹھ رہے ہیں۔

س: آپ نے اپنے گھر والوں کے دین سیکھنے کا کچھ انتظام کیا؟

ج: ہمارے یہاں ایک قاری صاحب ہیں جو ہانسوٹ گجرات میں پڑھے میں ان سے ہم سب گھر والے قرآن شریف اردو اور دینیات پڑھ رہے ہیں۔

س: دعوت کے لئے کیا کر رہے ہیں آپ؟

ج: الحمدللہ علاقہ کے جماعت کے کام میں جڑتے ہیں ۔۱۲ء میں اور ۱۳ء میں چلہ لگایا، اس سال چار مہینے بھی اللہ نے لگوا دیئے، اور الحمدللہ نے وہ پنڈت جی جنھوں نے مسجد میں مورتی رکھی تھی وہ بھی ایمان میں آگئے ہیں، کچھ لوگ تو شوق سے مانتے ہیں، کچھ لوگوں کو خوف سے ماننا پڑتا ہے، پنڈت جی ایک کے بعد ایک حادثہ سے ڈر کر اسلام میں آئے ہیں۔

س: ان کے بارے میں بتایئے؟

ج: اب مجھے جانا ہے، ہماری گاڑی کا وقت ہے، میں ان کو لے کر آؤں گا، ان کی کہانی ان سے ہی سنوادوں گا۔

س: ارمغان پڑھنے والوں کو کچھ پیغام دیجئے؟

ج: دنیا کے کسی افسر منتری کے گھر یا اس کی پارٹی کا کچھ کام کوئی کر دے، تو وہ اس کو ضرور نوازتا ہے، سارے حاکموں کے حاکم، کن کے اشارے سے ساری کائنات کو بنانے والے کے گھر مسجد میں اس کے دین کی ذرا خدمت کر کے تو دیکھے کیسے نوازتے ہیں میرے مالک! میرے پتاجی نے ذرا سی جھاڑو اس کے گھر میں لگائی، اس کے کلام کا سنسکار کیا، ہمارے پورے خاندان کو دین سے اجڑے دیار ہریانہ میں اور اس کے بھی بھوانی کے ویران ترین علاقہ میں کس طرح ہدایت سے نوازا، ہر ایک اس کا تجربہ کر کے دیکھ لے۔

س: واقعی بہت کام کی بات آپ نے کہی۔ جزاکم اللہ۔ فی امان اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ج: وعلیکم السلام دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ ☆

فکری امانت

"سربکف" مجلہ آپ کو کیسا لگا؟ کیا "سربکف" آپ کے ذوق پر کھرا اترتا ہے؟ اس کی تحریروں کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

اور۔۔۔اس کی بہتری کے لیے ہم کیا کرسکتے ہیں؟

اسے پڑھ کر آپ کے ذہن میں جو خیالات آتے ہیں وہ ہم سب کی امانت ہے۔ آپ اسے ہم تک پہنچائیں، ہم ان شاء اللہ اسے بہتر انداز میں سربکف کے قارئین تک پہنچا دیں گے۔

اپنی رائے دینے کے لیے اس صفحے پر جائیں(کلک):

http://sarbakaf.blogspot.com/p/feedback.html

یا اس ای میل پر روانہ کریں: SarbakafMagazine@gmail.com

☆ بشکریہ ماہنامہ ارمغان، اپریل 2014، ص 17-22

قرآن وحدیث اور جہاد

شاہین احمد

سارا قرآن اور نبی پاک ﷺ کی ساری سیرت جہاد سے پُر ہے۔ اس شمارے کی ایک خاص تحریر جس میں جہاد (بمعنی قتال فی سبیل اللہ) کی فرضیت کو بالکل واضح اور قطعی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ (مدیر)

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ (البقرہ:۲۱۶)

ترجمہ: قتال کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) برا لگتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات کو برا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے تم ایک کام کو بھلا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں برا ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں جہاں جہاد کی فرضیت کو بالکل واضح اور قطعی انداز میں بیان فرمایا گیا ہے وہاں ایک اور بہت اہم نکتے کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ انسان کا علم اور عقل ناقص ہے اس لئے وہ محض اپنی عقل کی بنیاد پر کسی چیز کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا اگر انسان کی عقل ہی پوری طرح صحیح اور غلط کی پہچان کر سکتی تو پھر وحی الٰہی کی ضرورت کیوں پیش آتی؟ اور اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو مختلف ادوار میں کیوں مبعوث فرماتے؟ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو لیکن اس میں تمہارے لئے خیر ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز سے کو اپنے لئے اچھا سمجھو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ کیونکہ کیا اچھا ہے، کیا برا ہے، کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے اس کا علم تمہیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر قدم پر شریعت ہماری رہنمائی کرتی ہے یہ ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا، اور ہمیں کس موقع پر کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ ایک مسلمان کے لئے جائز و ناجائز کو پرکھنے کا پیمانہ شریعت کے احکام ہیں نا کہ ہماری ناقص عقل۔

اسلام میں شریعت کے احکام معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس سب سے بڑا ذریعہ قرآن کریم اور اُس کے بعد حدیثِ پاک ہے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج کی طرح جہاد کا حکم بھی اسلام میں بڑی صراحت اور وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ جہاد کا مسئلہ جتنا اہم

ہے اتنا ہی صاف شفاف اور غیر مبہم بھی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں کہ تمام شریعتوں میں سب سے کامل شریعت وہ ہے جس میں جہاد کا حکم ہو۔ جہاد کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنِ پاک نے جس قدر تفصیل سے جہاد کے مسئلے کو بیان فرمایا اتنی تفصیل کسی اور فریضے کی بیان نہیں فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر لکھنے کے دوران جب جہاد کا ذکر آیا تو مفسرین کرام کے قلم لکھتے ہی چلے گئے اور اُن کا اندازِ بیاں ہی بدل گیا۔ قرآن مجید نے "جہاد فی سبیل اللہ" کی اصطلاح کو جابجا استعمال فرمایا ہے جس کے معنی قتال فی سبیل اللہ کے آتے ہیں اور خود قتال کا صیغہ بھی بار بار استعمال ہوا ہے۔ کتاب اللہ میں جہاد فی سبیل اللہ کے ۲۶ صیغے ہیں اور قتال کے ۷۹ صیغے استعمال ہوئے ہیں ۔ سورۃ توبہ اورانفال سمیت قرآن پاک کی آٹھ (۸)سورتیں مکمل طور پر جہاد کے بارے میں ہیں ۔ بعض سورتوں کے نام ہی جہاد کے موضوع پر ہیں جیسے سورۃ احزاب سورۃ محمد (قتال)، سورۃ الفتح، سورۃ الصف۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ تو فرماتے ہیں کہ قرآنِ پاک کا موضوع ہی جہاد ہے۔

قرآنِ کریم صرف جہاد کی فرضیت اوراحکام بیان فرمانے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ ایک مسلمان کو مختلف پیراؤں میں جہاد کی ترغیب دے کر جہاد کے لئے کھڑا کرتا ہے، پھر اُس کا ہاتھ تھام کر اُس کو جہاد کے میدان میں لے جاتا ہے، مثالیں اور جہاد کے قصص بیان کرکے اُس کے جذبۂ جہادوشہادت کو بیدار کرتا ہے، ترک جہاد پر وعیدیں سناتا ہے، مشکلات پر اُس کو صبر اور ثابت قدمی کی تلقین کرتا ہے، جہاد کے احکام وفضائل سناتا ہے اوراجر وثواب کے وعدے کرتا ہے، مجاہد کے گھوڑے کی قسمیں کھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فرشتوں کے اُترنے کی بشارتیں سناتا ہے، اُس کو جنگ کا طریقہ بیان کرتا ہے، دشمنوں کی چالیں اور حیلے بتا کر اُن سے خبر دار کرتا ہے، مجاہد جب ڈرتا ہے تو حضور اکرم ﷺ کی سیرت اور صحابہ کرامؓ کے واقعات بیان کرکے اُس کے حوصلے بلند کرتا ہے، ظاہری شکست پر اُس کو تسلیاں دیتا ہے۔ غرض قدم قدم پر مجاہد کے ساتھ رہ کر اُس کی رہنمائی کرتا ہے اور بالآخر اسے شہادت کے عظیم مرتبہ تک پہنچادیتا ہے اور پھر لوگوں پر شہید کو مردہ کہنے حتیٰ کہ مردہ گمان کرنے پر بھی پابندی لگادیتا ہے اور حکم ہوتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْھِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾

(آلِ عمران ۱۶۹ تا ۱۷۱)

ترجمہ :"جولوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں کھاتے پیتے ہیں وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطاء فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں

پہنچے (شہید نہیں ہوئے) ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے"۔

ہاں ہماری ناقص عقلیں شہید کی اس زندگی کو سمجھنے سے قاصر ہیں ۔ بے شک ہمیں اللہ تعالیٰ کی گواہی پر یقین ہے کہ شہید زندہ ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان زندوں میں شامل فرمائے۔

قرآن مجید میں آیاتِ جہاد

قرآن کریم میں سینکڑوں آیات فریضۂ جہاد کو بیان کرتی ہیں جن کو پڑھنے کے بعد نا صرف جہاد کے بارے میں کوئی اشکال ذہن میں نہیں رہ سکتا بلکہ ان آیات کو سمجھنے کے بعد کوئی مسلمان ترکِ جہاد کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں آیات جہاد کی حتمی تعداد کا تعین تو ابھی تک نہیں کیا جا سکتا لیکن دورِ حاضر کے عظیم علمی شاہکار، قرآن کریم کی آیاتِ جہاد کی اوّلین مستقل تفسیر "فتح الجواد فی معارف آیاتِ الجہاد" میں ۵۵۸ آیاتِ جہاد کی تفسیر و تشریح علماء سلف کے تفسیری اقوال کے ذریعے بیان کی گئی ہے۔ یہ عظیم کارنامہ امیر المجاہدین حضرت مولانا محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ نے سرانجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اپنے شایانِ شان اجر عطا فرمائے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا فرما دیا۔ جہاد کی حقیقت کو سمجھنے اور دل کی مکمل تسلی و تشفی کے لئے صرف اس ایک کتاب کا مطالعہ ہی کافی ہے۔ قرآن کریم نے جہاد کو کس قدر اور کس کس انداز میں بیان فرمایا ہے اس کا مزا تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہی آ سکتا ہے البتہ ذیل میں قرآنِ کریم کی مختلف سورتوں میں آیاتِ جہاد کی تعداد پیش کی جاتی ہے:

بقرہ:۵۳، آلِ عمران:۶۲، نساء:۴۲، مائدہ:۲۰، انفال:۷۵ (مکمل سورۃ)، توبہ:۱۲۹ (مکمل سورۃ)، حج:۱۷، نور:۴، احزاب:۲۲، محمد:۳۸ (مکمل سورۃ)، فتح:۲۹ (مکمل سورۃ)، حجرات:۵، حدید:۴، مجادلہ:۹، حشر:۱۷، ممتحنہ:۱۳ (مکمل سورۃ)، صف:۱۴ (مکمل سورۃ)، منافقون:۱۱ (مکمل سورۃ)، تحریم:۱، عادیات:۸، نصر:۳ (مکمل سورۃ)۔

کل آیات جہاد:۵۵۸

قرآنِ پاک میں موضوعاتِ جہاد

قرآن مجید نے جہاد کے تقریباً ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ قرآنِ کریم میں بیان کئے گئے جہاد کے تمام موضوعات کا احاطہ کرنا تو بہت مشکل ہے البتہ ان موضوعات کی ایک جھلک ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

* فرضیتِ جہاد

* جہاد کی شرائط(۱۔مسلمان ہونا۲ ۔مرد ہونا۳۔آزاد ہونا۴۔عاقل ہونا۵۔بالغ ہونا۶۔استطاعت ہونا(معذور پر فرض نہیں)

* اہدافِ جہاد(کفر کی طاقت کا توڑ، مسلمانوں اور مساجد و عبادت گاہوں کا تحفظ،غلبۂ اسلام وغیرہ)

* احکامِ جہاد

* جہاد کی دعوت اور ترغیب و تحریص

* فضائل جہاد(پہرہ دینے،سفر کرنے،مجاہدین کے اسلحہ ودیگر سامان،سواری،کافروں کو قتل کرنے،زخمی ہونے کے فضائل وغیرہ)

* مجاہد کے لئے جنت کی حوروں اور بے شمار انعامات کا تذکرہ

* جہاد کی تیاری(جسمانی،روحانی،جنگی اور دفاعی تیاری وغیرہ)

* جہاد کی ادائیگی (اصول و قواعد جنگ ،صبر واستقامت ،جہاد میں زخمی ہونا،بہادری کی ترغیب اور بزدلی کی مذمت ،اتفاق واتحاد،جہاد میں خوف کا بیان،ذکر اللہ کا التزام وغیرہ)

* جہاد کی برکتیں ،فوائد اور حکمت (تکمیلِ ایمان ، ظلم سے نجات ،کافروں سے آزادی ،خلافت کا قیام ،امن کا قیام ،فلاح یعنی حقیقی کامیابی،اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ،فتنہ ارتداد کا علاج،پاکیزہ روزی مالِ غنیمت وغیرہ)

* ترک جہاد پر وعیدیں اوراس کے نقصانات

* ترک جہاد نفاق کی علامت اور منافقین کی جہاد سے پہلو تہی اور بہانے

* جہاد کی مخالفت کے نقصانات

* اس امت کے "خیر امت" ہونے کی وجہ جہاد

* جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب وفضائل

* موت اوراس کے وقت کا اٹل ہونا

* شہادت کی ترغیب وفضائل

* فدائی مجاہدین

* جنت،حوروں اور بے شمار انعامات کی بشارت

* انبیاء علیہم السلام اور گزشتہ امتوں میں جہاد کا تذکرہ

* غزوات کا تذکرہ

* فتوحات کی پیشین گوئی
* یہودیوں کی ذلت وپستی کی پیشین گوئی
* فتح وشکست کے اسباب واثرات
* امیر جہاد کی صفات، برکات واطاعت امیر
* مجاہدین کے اوصاف
* جہاد کے لئے خود کا وقف کرنا
* لڑائی کے طریقے
* منافقین سے جہاد
* کافروں سے دوستی کی ممانعت
* کافروں کے شر سے بچنے کا طریقہ - جہاد
* مسلمانوں کے دشمن
* اللہ تعالیٰ کی نصرت
* فرشتوں کا مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑنا
* مال غنیمت کا بیان
* علم اور جہاد
* حدود اللہ کی پابندی
* قیدیوں کو چھڑانے کا بیان
* جہاد میں نماز (صلاۃ خوف کا حکم)
* جہاد کی دعائیں وغیرہ

حدیث شریف اور جہاد

حضوراکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیاہے کہ میں لوگوں (کافروں) سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں، پھر جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلے گا اُس کا مال اور اُس کی جان مجھ سے محفوظ ہو جائے گی سوائے شرعی حق کے اور اُس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گا۔ (بخاری)☆

احادیث کی کتابوں میں محدثین کرام نے جو "کتاب السیر" کا باب باندھا ہے اس میں جہاد کے متعلق احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ اس کی وجہ علماء کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ حضوراکرم ﷺ کی سیرت کا غالب حصہ جہاد، غزوات و سرایہ پر مشتمل ہے اس لئے جہاد سے متعلق احادیث پر مشتمل اس باب کا نام "کتاب السیر" رکھا گیا۔ کتب احادیث میں جہاد کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہزاروں فرامین اس بات کا ثبوت ہیں کہ حضوراکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم "حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ☆" (یعنی مسلمانوں کو جہاد کا شوق دلایئے) کا حق ادا فرمادیا۔ کتب احادیث میں جہاد سے متعلق احادیث کی اس قدر کثرت ہی جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہے اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے حضرت مولانا محمد مسعود ازہر حفظہ اللہ کی کتاب "فضائل جہاد مختصر" کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ اس کتاب میں جہاد سے متعلق ۴۰ احادیث کی تشریح کے علاوہ مختلف کتب احادیث میں جہاد سے متعلق احادیث کے ابواب کی فہرست بھی دی گئی ہے تاکہ ذوقِ تحقیق رکھنے والے قارئین سہولت کے ساتھ احادیث جہاد تلاش کرسکیں۔ یہاں صرف اس فہرست کو نقل کرنے پر اکتفا کیا جارہاہے:

۱۔ صحیح بخاری شریف میں کتاب الجہاد کے عنوان سے ۲۴۱ ابواب ہیں۔ (صفحہ ۳۹۰ تا ۴۵۲ جلد اوّل)

۲۔ صحیح مسلم شریف میں کتاب الجہاد کے عنوان سے ۱۰۰ ابواب ہیں۔ (صفحہ ۸۱ تا ۱۴۴ جلد دوم)

۳۔ ترمذی شریف میں کتاب الجہاد کے عنوان سے ۱۵۵ ابواب ہیں۔ (صفحہ ۲۸۲ تا ۳۰۲ جلد اوّل)

۴۔ ابوداؤد شریف میں کتاب الجہاد کے عنوان سے ۱۷۶ ابواب ہیں۔ (صفحہ ۳۴۲ تا ۳۶۲ جلد اوّل) تا ۹ جلد دوم)

۵۔ نسائی شریف میں کتاب الجہاد کے عنوان سے ۸۴ ابواب ہیں۔ (صفحہ ۵۳ تا ۶۶ جلد دوم)

۶۔ ابن ماجہ شریف میں کتاب الجہاد کے عنوان سے ۴۶ ابواب ہیں۔ (صفحہ ۱۹۷ تا ۲۰۷)

۷۔ مشکوٰۃ شریف میں کتاب الجہاد جلد اول صفحہ ۳۲۹ تا ۳۵۵ (کل صفحات ۲۶)

۸۔ الترغیب والترہیب میں کتاب الجہاد صفحہ ۳۶۵ تا ۴۵۵ جلد ثانی (کل صفحات ۹۰)

☆ اُمرت اَن اُقاتل الناس حتی (الخ) کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ صحیح البخاری رقم 25 (مدیر)

☆ القرآن، 8، الانفال: 65 (مدیر)

۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں کتاب الجہاد صفحہ ۲۱۲ تا ۵۴۶ (کل صفحات ۳۳۴)

۱۰۔ سنن کبریٰ بیہقی میں کتاب الجہاد جلد ۹ صفحہ ۱ تا ۱۸۳ (کل صفحات ۱۸۳)

۱۱۔ کنز العمال میں کتاب الجہاد جلد ۴ صفحہ ۲۷۸ تا ۶۳۷ (کل صفحات ۳۵۹)

۱۲۔ اعلاء السنن میں کتاب الجہاد جلد ۱۲ صفحہ ۱ تا ۶۷۴ (کل صفحات ۶۷۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وحدیث سے جوڑے رکھیں اوراس پر عمل کرتے ہوئے جہاد جیسے عظیم راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)☆

......*

☆ تحفۂ جہاد، ص 61-69، ناشر-دار القلم، تاریخ اشاعت غیر مذکور

اونٹ کا ہونٹ

طلحہ السیف، انتخاب: حق کی یلغار

ایک اونٹ صحرا میں جارہا تھا اور ساتھ ساتھ ایک لومڑی دوڑتی جارہی تھی۔

کسی نے پوچھا:

" بی لومڑی! اتنی دیر سے کیوں اونٹ کے ساتھ دوڑی چلی جارہی ہو؟..."

"عقلمند" لومڑی بولی:

"اونٹ کا نچلا ہونٹ لٹکا ہوا ہے کسی بھی لمحے جدا ہو کر گرنے والا ہے۔ اسے کھانے کی طلب میں مشقت اُٹھا رہی ہوں۔"

سننے والے نے کہا:

" بی صاحبہ! پھر ہمیشہ بھوکی ہی رہو۔ اس گوشت کی ساخت ایسی ہے کہ گرتا ہوا دکھائی دیتا ہے مگر گرے گا نہیں اور تم خواہ مخواہ کی مشقت اُٹھاتی پھرو گی..."

دنیا بھر کے حکمرانوں کو عید مبارک اور یہ تاریخی ضرب المثل بھی اُن کی نذر...

بے چاروں کو جہاد اور مجاہدین کے پیچھے دوڑتے دوڑتے اِتنا وقت ہو گیا اس امید میں کہ یہ گریں گے اور ہم انہیں ہڑپ کر جائیں گے۔ مگر اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کا کلمہ سب سے بلند ہے اور اس کلمے کے محافظ بہت سخت جان ہیں۔ ہاں یہ بات ہے کہ "جہاد" کی ساخت اس طرح کی ہے کہ دھوکہ ضرور ہو جاتا ہے دیکھنے والوں کو کہ یہ اب ختم ہوا اور اب مٹا... تعداد کی قلت، اسباب تھوڑے، ٹیکنالوجی میں پیچھے، مالی اعتبار سے کمزور اور انسانی خامیوں سے

لبریز اور مقابل تعداد میں برتر، اسباب میں فائق، مال سے مالا مال اور تربیت میں بھی بڑھ کر، تو دیکھنے والوں کو ایسا لگتا ہے کہ ختم ہو جائے گا، مٹ جائے گا۔ بھلا مسجدوں کے جوتوں والی جگہ کھڑے ہو کر رومال پھیلا کر چند نوٹ جمع کر لیے جائیں تو ان سے دنیا کی بڑی بڑی معیشتوں بگ فور اور بگ ایٹ جیسے معاشی مگر مچھوں کے بے انتہاء وسائل کا مقابلہ کیونکر ممکن ہے؟

دنیا کی طاقتور اور انتہائی تربیت یافتہ فوجوں سے کیلشیم اور دیگر ہر طرح کے وٹامنز کی کمی کے شکار نحیف اور کمزور نوجوان لڑا کر مجاہدین کس طرح غالب آسکتے ہیں؟ غلبہ تو دور کی بات ہے اپنا وجود کس طرح برقرار رکھ سکتے ہیں۔ یہ سب باتیں سوچ کر مجاہدین کے خاتمے کی آس لگا کر دوڑنے والے لوگ اب باقاعدہ ہانپنا شروع ہو چکے ہیں اور کچھ ہی دنوں کی بات ہے تھک ہار کر گریں گے اور مر جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ لیکن اونٹ کا ہونٹ نہیں گرے گا۔

دنیا میں ہر سال جہاد کا ایک نیا محاذ کھل رہا ہے۔ ہر چند ماہ بعد ایک نئی جہادی قوت منظر عام پر آ رہی ہے۔ عورتوں اور بچوں کے شوق جہاد میں ناقابل یقین حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ مال خرچ کرنے والے بڑھ رہیں ہیں۔ انفاق فی سبیل اللہ کا عمل ترقی پکڑ رہا ہے۔ مجاہدین کی افرادی قوت بھی بڑھ رہی ہے اور مال بھی۔ ترقی یافتہ ملکوں کے وہ پاسپورٹ جو ویزے کے محتاج نہیں اور ان پر کہیں بھی آیا جایا جا سکتا ہے جہاد میں شمولیت کا آسان راستہ بن گئے ہیں۔ انٹرنیٹ جہاد کی دعوت میں اضافے کا موثر ذریعہ بن کر سامنے آیا ہے۔ ٹی وی کا شیطان مجاہدین کی کارگزاریاں مفت میں دنیا بھر کو سنا رہا ہے۔ حالانکہ یہ تمام ذرائع جہاد کو ختم کرنے، بدنام کرنے اور نوجوانوں کو راہِ جہاد سے ہٹانے کے لئے ایجاد کئے گئے تھے۔ لیکن بی لومڑی کے یہ تمام جوتے اسی کے اپنے سر پر برس رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس زمانے کے شہدائِ کرام کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور انہیں اعلیٰ مقامات عطاء فرمائے، اُنہوں نے اپنا گرم خون پیش کر کے اُمتِ مسلمہ کا سر فخر سے بلند کر دیا اور اسلام کی حقانیت منوا دی۔

الحمد للہ "الرحمت" کی قربانی مہم جس میں مسلمانوں کو قربانی کے ایثار کا اہم سبق پڑھایا جاتا ہے گذشتہ تمام سالوں کا ریکارڈ توڑ گئی اور چرمِ قربانی مہم جس میں انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت ہے وہ بھی نئی بلندیوں کو پہنچی۔

اہل ایمان کا شکریہ! جنہوں نے اپنی قربانی جہاد کے ساتھ ملا کر اسے اور بھی قیمتی بنالیا اور کفر کی تباہی، ذلت اور بربادی میں اپنا موثر حصہ شامل کیا۔ سب کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک۔

ہمارے حکمران بے چارے ہر سال نئی قانون سازی کرتے ہیں کہ قربانی کی کھالیں مجاہدین کے ہاتھ نہ لگیں لیکن ہر سال اَعداد و شمار دوسری کہانی سنا دیتے ہیں۔ ہدایت کی دعا کے ساتھ انہیں بھی عید مبارک۔

کاش یہ حقیقت کو سمجھ لیں اور اونٹ کا ہونٹ گرنے کے انتظار میں فضول بھاگ دوڑ ترک کر دیں۔۔۔

یہ ہونٹ نہیں گرے گا۔☆

☆...☆...☆

☆ بشکریہ القلم۔ السلام علیکم.. طلحہ السیف (شمارہ 465)

کیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شیطان اغوا کر لیتا تھا؟

محسن اقبال حفظہ اللہ

ایک شیعہ نے تاریخ طبری سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا ہے کہ سیدنا ابو بکرصدیق رضی اللہ عنہ کو بعض اوقات شیطان اغواء کر لیتا تھا۔

تاریخ طبری کی یہ روایت سخت ضعیف ہے۔اس کی مکمل سند درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمِّي، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفٌ، وَحَدَّثَنِي السَّرِيُّ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي ضَمْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ،

اس روایت کا ایک راوی سیف بن عمر سخت ضعیف ہے۔اس کی تحقیق درج ذیل ہے۔

أهل السنة والجماعة:

ـ1ـإمام أهل الجرح يحيى بن معين المتوفى (232 أو 233 هـ) . قال عن سيف : (فَلْس خير منه) .لكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي ج4 ص507 رقم 851 ، تهذيب الكمال ج10 ص326).

ـ2ـ محمد بن عبدالله بن نُمَيْر الهمْداني المتوفى (234 هـ): سيف الضبي تميمي ، وكان جُمَيْع يقول : حدثني رجل من بني تميم ، وكان سيف يضع الحديث ، وكان قد اتهم بالزندقة). المجروحين لابن حبان ج1 ص345 – 346 ، الميزان للذهبي ج3 ص353 رقم 3642)

ـ3ـ أبو زرعة الرازي المتوفى (246هـ) قال : (ضعيف الحديث). تهذيب الكمال ج12 ص327

ـ4ـ قال أبو داوود المتوفى (246هـ) صاحب السنن في سيف : (ليس بشيء).سؤالات الآجري لأبي داود ج1 ص214 رقم 216)

ـ5ـ أبو حاتم الرازي المتوفى (277هـ) قال عنه : (متروك الحديث).الجرح والتعديل ج4 ص278 رقم (1189

ـ6ـ أورد النسائي المتوفى (303هـ) صاحب السنن في كتابه (الضعفاء والمتروكين) وقال عنه : (سيف بن عمر الضبي : ضعيف).الضعفاء والمتروكين للنسائي رقم 256)

ـ7ـ الإمام عبدالرحمن بن أبي حاتم الرازي المتوفى (327هـ) صاحب كتاب الجرح والتعديل قال في سيف : (وسيف متروك الحديث).الجرح والتعديل ج7 ص136 رقم762)

ـ8-وقال ابن حبان المتوفى (354 هـ) ذكر سيف بن عمر في المجروحين فقال : (يروي الموضوعات عن الاثبات ، وقالوا : سيف يضع الحديث وكان قد اتهم بالزندقة).كتاب المجروحين لابن حبان ج1 ص 345 – 346

9-الحاكم النيسابوري المتوفى (405 هـ) صاحب المستدرک قال في سيف : (اتهم بالزندقة وهو في الرواية ساقط). تهذيب التهذيب ج4 ص296

10ـوذكره ابن الجوزي المتوفى (571 هـ) في الضعفاء ، وقال أيضاً : (وهذا حديث موضوع بلا إشكال وفيه جماعة مجروحين ، وأشدهم في ذلک سيف وسعد ،وكلاهما متهم بوضع الحديث).الموضوعات لابن الجوزي ج1 ص362 رقم 444ـ

11ـالذهبي المتوفى (847 هـ) قال عن سيف : (متروک باتفاق) .المغني ج1 ص460 رقم 2716)

12۔جلال الدين السيوطي المتوفى (911 ھ۔) قال عن سيف : بعد أن عقب على حديث هو في سنده فقال : (موضوع ، فيه ضعفاء أشدهم سيف). اللئالي المصنوعة للسيوطي ج1 ص392۔

13۔وقال علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى (807 ھ۔) في حديث ضعفه لأجل سيف قال : (وفيه سيف بن عمر متروك) فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي ج1 ص460۔

14۔محمد بن علي الشوكاني المتوفى (1250 ھ۔) قال عن سيف : في سند هو فيه : (وفي إسناده سيف بن عمر ، وهو وضاع). الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة ص 491

15۔ قال الشيخ المحدث محمد العربي التباني توفي نحو (1390 ھ۔) في كتابه القيم (تحذير العبقري من محاضرات الخضري) . (1/275) (سيف بن عمر الوضاع المتهم بالزندقة المتفق على أنه لا يروي إلا عن المجهولين)

الشيعة:

۔1، قال الخوئي المتوفى (1413ھ۔) : (سيف بن عمر الوضاع الكذاب). معجم رجال الحديث ج11 ص 207)

۔2۔ قال الأميني المتوفى (1390 ھ۔) عن سيف :" راوي الموضوعات ، المتروك ، الساقط ، المتسالم على ضعفه ، المتهم بالزندقة" .ونقل العلامة الأميني أقوال أهل الجرح والتعديل فيه. (الغدير ج8 ص 84 – 85 و 140 – 141 و 327 و 351)

سیف بن عمر کو شیعہ علماء نے بھی ضعیف اور متروک کہا ہے۔

شیعہ عالم الامینی کا یہ قول ایران سے شیعہ عالم سیستانی کے مکتب سے شایع کی گئی کتاب السلف الصالح میں بھی پیش کیا گیا ہے کہ سیف بن عمر متروک اور ضعیف ہے۔

اس کے علاوہ شیعہ کا اصل اعتراض اس روایت کے لفظ اغوینّھم پہ تھا اور شیعہ کا استدلال تھا کہ

قرآن کی آیت یہ ہے : قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾

اس نے کہا کہ پروردگار جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں ان بندوں کے لئے زمین میں ساز و سامان آراستہ کروں گا اور سب کو اکٹھا گمراہ کروں گا,علاوہ تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص بنا لیا ہے۔

یہاں پر اغوینّھم کا لفظ ہے ، یعنی میں انہیں اغوا کروں گا۔

ابو بکر کہتا ہے کہ مجھے کبھی کبھا شیطان اغوا کر لیتا ہے جبکہ قرآن میں کہا گیا ہے کہ شیطان اللہ تعالی کے خالص بندوں کو اغوا نہیں کر پائیگا۔تو ابو بکر کیسے خلیفہ تھے جو کہتے ہیں کہ مجھے شیطان اغوا کر لیتا ہے۔ماننا پڑیگا کہ ابو بکر مومن نہیں تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام زین العابدینؒ نے بھی اپنے لئے انہی الفاظ کا استعمال کیا ہے جس کا ذکر شیعہ کتب میں موجود ہے۔

روایت یہ ہے
يقول الإمام زين العابدين في مناجاته : «إلهي إليك أشكو نفسا بالسوء أمارة, وإلى الخطيئة مبادرة, وبمعاصيك مولعة، ولسخطك متعرضة، تسلك بي مسالك المهالك، وتجعلني عندك أهون هالك، كثيرة العلل، طويلة الامل، إن مسها الشر تجزع, وإن مسها الخير تمنع، ميالة إلى اللعب واللهو، مملوءة بالغفلة والسهو، تسرع بي إلى الحوبة وتسوفني بالتوبة. إلهي أشكو إليك عدوا يضلني، وشيطانا يغويني، قد ملأ بالوسواس صدري، وأحاطت هواجسه بقلبي، يعاضد لي الهوى، ويزين لي حب الدنيا، ويحول بيني وبين الطاعة والزلفى. إلهي إليك أشكو قلبا قاسيا، مع الوسواس متقلبا، وبالرين والطبع متلبسا، وعينا عن البكاء من خوفك جامدة, وإلى ما يسرها طامحة. إلهي لا حول ولا قوة إلا بقدرتك، ولا نجاة لي من مكاره الدنيا إلا بعصمتك. فأسألك ببلاغة حكمتك، ونفاذ مشيتك، أن لا تجعلني لغير جودك متعرضا، ولا تصيرني للفتن غرضا، وكن لي على الأعداء ناصرا، وعلى المخازي والعيوب ساترا، ومن البلايا واقيا، وعن المعاصي عاصما، برأفتك ورحمتك يا أرحم الراحمين.

(الصحيفة السجادية ص 236.)

اب شیعہ کو چاہیئے کہ یہ لفظ بیان کرنے پہ جو فتوی وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہ لگاتے ہیں وہی فتوی امام زین العابدین پہ لگائیں کہ کیا امام زین العابدینؒ کو بھی شیطان نے اغوا کر لیا تھا؟؟؟

اگر ان کے نزدیک یہ لفظ بیان کرنے سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مومن نہیں ہیں تو پھر یہی لفظ بیان کرنے سے امام زین العابدینؒ بھی مومن نہیں ہو سکتے۔

غلامِ خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

محسن اقبال

☆☆☆

قانونی آگاہی

اسمِ مجلہ	سربکف
سنِ آغاز	2015(جولائی)
مدتِ اشاعت	دوماہی(Two Monthly)
مدیر	شکیب آحمد
اوسط تعداد	لاتعداد
میدانِ اشاعت	آن لائن(برقی مجلہ)E-publish, Online
زمرہ	اسلامی

ردِّ قادیانیت کورس

(قسط۔۱)

منظور احمد چنیوٹی عفااللہ عنہ

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ہم پہ یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔

(نقش دوام از مولانا انظر شاہ کاشمیری مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ص۱۹۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ،

امابعد:

دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ سے فراغت کے بعد ملتان میں امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے قائم کردہ ختم نبوت مدرسہ میں رد قادیانیت کی تربیت حاصل کرنے کیلئے 1951ء میں بندہ ناچیز داخل ہوا، فاتح قادیان استاذ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ سے تربیت حاصل کی، ہم کل چار/پانچ ساتھی تھے۔ 1952 کے اوائل میں فارغ ہوا اور اس کے بعد مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودہا میں تدریس کی خدمت پر مامور ہو گیا، درسی کتب پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کو رد قادیانیت کی تربیت دینا بھی شروع کر دی، وہاں سے 1954ء میں اپنے آبائی شہر چنیوٹ آکر جامعہ عربیہ کی بنیاد رکھی، اور حسب معمول طلباء کی تربیت جاری رہی، پھر میرے مربی اور شفیق استاد حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے حکم پر شعبان کی تعطیلات میں کراچی میں ان کے جامعہ علوم الاسلامیہ میں مدت تک یہی خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرتا رہا، اسی طرح تنظیم اہل سنت کے زیر اہتمام ملتان میں بھی حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ اور حضرت علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ کے حکم پر دس/پندرہ روزہ تربیتی کورس کراتا رہا۔ اپنی کاپی جو راقم نے اپنے استاد مرحوم فاتح قادیان سے دوران تربیت لکھی تھی اس سے ضروری حوالہ جات طلباء کو لکھواتا تھا اور بندہ نے اپنے تجربہ کی روشنی میں ایک نئی ترتیب دیدی جس میں استاد محترم کی تربیت کے برعکس پہلا موضوع

بجائے "حیات عیسی علیہ السلام" کے "مرزا قادیانی کے صدق وکذب" کو اصل موضوع قرار دیا اور قادیانیوں سے موضوع گفتگو طے کرنے کیلئے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ اصل موضوع مدعی نبوت کی ذات اور کردار ہے۔اگر وہ ایک سچا اور شریف النفس انسان بھی ثابت ہو جائے تو ہمیں دوسری بحثوں "حیات مسیح علیہ السلام" اور "ختم نبوت" کے موضوعات پر گفتگو کرنے اور فریقین کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، ہم بغیر کسی قسم کی بحث کئے اسے اپنے تمام دعاوی میں سچا مان لیں گے اور اگر وہ اپنی تحریرات سے شریف اور سچا انسان ہی ثابت نہ ہو بلکہ پرلے درجہ کا کذاب، بدزبان، بدکردار، بداخلاق، شرابی اور زانی، انگریز کا ٹاؤٹ ثابت ہو رہا ہو تو پھر دوسری بحثوں میں پڑنا فریقین کا وقت ضائع کرنا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی اور اسکے دونوں جانشینوں نے خود اس بات کا فیصلہ دے دیا ہے اس لئے میری ترتیب میں پہلا عنوان "تعین موضوع" ہے اور یہی اصل موضوع ہے جس پر راقم نے عقلی، نقلی دلائل پیش کئے ہیں اس موضوع کو طے کر لینے کے بعد حدیث رسول کریم ﷺ کی مطابق قادیانی کے کذاب ودجال ہونے پر چند دلائل دیے گئے ہیں اس کے بعد "حیات مسیح" پھر "ختم نبوت" کا موضوع پیش کیا گیا ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ اور دفتر تنظیم اہلسنت میں تیاری کراتے ہوئے شریک درس طلباء سے نوٹس تیار کرنے کیلئے کہا، ان نوٹس کی جانچ پڑتال کر کے ایک کاپی تیار کی۔آئندہ ہر سال اسی کاپی کی فوٹو سٹیٹ اپنے طلبہ میں تقسیم کر دی جاتی۔اس طرح ان نوٹس سے طلباء کا وقت بھی بچا اور دوران تحریر وہ عجیب غریب غلطیوں سے بھی بچ گئے۔دوران کورس قادیانی کتب سے حوالہ جات دکھا دیے جاتے تا کہ انہیں عین الیقین ہو جائے اور حوالہ جات کی مزید تشریح زبانی کر دی جاتی۔

اسی کاپی کی مدد سے مسجد نبوی شریف میں کئی سال مغرب اور عشاء کے درمیان یونیورسٹی کے طلبہ کو عربی میں پڑھاتا رہا۔ ۱۹۸۵ء میں مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر نے شاہ فہد کی خصوصی اجازت سے سرکاری طور پر اس حقیر کو دعوت دی تو بندہ یونیورسٹی میں طلباء کو عصر سے مغرب تک اسی کاپی کی مدد سے تیاری کراتا رہا۔ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی اور ہماری مادر علمی دار لعلوم دیوبند کے منتظمین نے 1990ء میں دارالعلوم میں ایک تربیتی کیمپ کا انتظام کیا، پورے ہندوستان سے منتخب علماء کو جمع کیا گیا اور دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طلباء کی ایک کثیر تعداد اس کے علاوہ تھی۔

بندہ نے ان نوٹس کی ایک کاپی وہاں ارسال کی کہ اس کی فوٹو سٹیٹ کروالیں تا کہ حاضرین کورس میں تقسیم کی جاسکے۔ چونکہ حاضرین کی تعداد زیادہ تھی اسلئے انہوں نے دو ہزار کے قریب اسی کاپی کو چھپوالیا۔

چونکہ قلمی کاپی کی نسبت پرنٹ کاپی کے صفحات کی تعداد کم تھی نیز اکابرین علماء دیوبند کی خواہش تھی کہ اس کاپی کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا جائے، اگرچہ راقم اس رائے سے کچھ زیادہ متفق نہیں تھا کیونکہ اس کا کامل فائدہ باضابطہ پڑھنے سے ہی ہوتا ہے، لیکن اکابر کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے بندہ ناچیز نے اس کی اجازت دے دی۔ چنانچہ میرے مشورہ اور رائے سے اس میں چند

مفید اضافے کرکے اور کچھ ترتیب درست کرکے عزیز محترم مولانا سلمان منصور پوری اطال اللہ عمرہ نائب مفتی واستاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، نواسہ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اسے کتابی شکل میں ترتیب دیدیا۔ میری نظر ثانی اور چند ضروری اضافہ جات کے بعد اب یہی کتاب "ردمرزائیت کے سنہری اصول" کے عنوان سے کتابی شکل میں تقریباً اڑھائی سو صفحات پر مشتمل کتاب دارالعلوم دیوبند کی کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چھپ چکی ہے اور وہاں سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

اس تمام وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یہ واضح ہوجائے کہ یہ کوئی باضابطہ تصنیف نہیں ہے بلکہ میرے ضروری نوٹس ہیں۔ اگرچہ ہر اردو پڑھا لکھا عالم، غیر عالم اپنی استعداد کے مطابق اس سے استفادہ کرسکتا ہے مگر اس سے مکمل استفادہ وہی کرسکتا ہے جو شریک دورہ ہوکر باضابطہ طور پر پڑھے اور سمجھے کیونکہ دوران تدریس ان حوالہ جات کی تشریح میں اور کئی مفید باتیں بھی آجاتی ہیں جو اس پندرہ روزہ کورس میں درج نہیں یا جو صرف دوران سبق ہی بتائی اور سمجھائی جاسکتی ہیں۔
اللہ تعالیٰ راقم موصوف کی اس کاوش اور محنت کو قبول فرمائیں اور گم گشتہ راہ قادیانیوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔
بندہ نے اس میں مزید اضافہ کرکے اسے ایک مستقل کتاب "ردّمرزائیت کے زرّیں اصول" کے عنوان سے ترتیب دے دیا ہے۔ جو کہ ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ سے دستیاب ہے۔
تمام حضرات سے درخواست ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشیں۔ آمین
احقر
منظور احمد چنیوٹی عفااللہ عنہ

﴿باب اول﴾
مرزاغلام احمد قادیانی کا مختصر تعارف

خاندانی پس منظر:
"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیے تھے ان خدمات کی وجہ سے جو چھٹیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چھٹیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں پھر

میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تیموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔"
(کتاب البریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۴ تا ۶)

نام ونسب:

"اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضی اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور میرے پر داد اصاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اَب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمر قند سے آئے تھے۔"
(کتاب البریہ ص ۱۴۴ بر حاشیہ روحانی خزائن ص ۶۳، ۱۶۲ ج ۱۳، مثلہ سیرۃ المہدی حصہ اول ج ۱ ص ۱۱۶)

تاریخ ومقام پیدائش:

مرزا غلام احمد قادیانی بھارت کے مشرقی پنجاب ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں اس نے یہ وضاحت کی ہے:

" اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔"
(کتاب البریہ ص ۱۵۹ حاشیہ روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

ابتدائی تعلیم:

مرزا قادیانی نے قادیان ہی میں رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جس کی تفصیل خود اس کی زبانی حسب ذیل ہے:

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ

میری تعلیم خدائے تعالی کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ 'فضل' ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اِن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالی نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔"

(کتاب البریہ بر حاشیہ ۱۶۱ تا ۱۶۳۔ روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۹ تا ۱۸۱)

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے کہ

"تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد یا اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیم کا نشان ظاہر فرمایا۔"

(دیباچہ براھین احمدیہ ص ۷، روحانی خزائن ص ۱۶ ج ۱)

ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان آنے کے باہر لے گیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت نمبر ۴۹، مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

واضح رہے کہ پنشن کی یہ رقم سات صد روپیہ تھی۔

(سیرۃ المہدی ج ا ص ۱۳۱ روایت نمبر ۱۲۲)

منکوحات مرزا:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تین بیویاں تھیں، پہلی بیوی جس کو 'پھجے کی ماں' کہا جاتا ہے اور اس کا نام حرمت بی بی تھا اس سے ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء میں شادی ہوئی۔

دوسری بیوی جس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے اس سے نکاح ۱۸۸۴ء میں ہوا۔ اس کی ایک اور بیوی بھی تھی جس کے ساتھ بقول اسکے اس کا نکاح آسمانوں پر ہوا تھا، جس کا نام محمدی بیگم تھا مگر اس کے ساتھ اس کی شادی ساری زندگی نہ ہو سکی اس کا مفصل تذکرہ آئندہ پیش گوئی نمبر ۶ کے ذیل میں آئے گا۔

اولاد:

۱۔ مرزا سلطان احمد

۲۔ مرزا فضل احمد

یہ دونوں مرزا پر ایمان نہ لائے تھے میرزا فضل احمد مرزا قادیانی کی زندگی میں مر گیا لیکن مرزا نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۷ جولائی ۱۹۴۳ء ص ۳)

جبکہ مرزا سلطان احمد کو مرزا نے عاق کر دیا تھا۔

مرزا کی دوسری بیوی سے درج ذیل اولاد ہوئی:

لڑکے ﴿مرزا محمود احمد۔ مرزا شوکت احمد۔ مرزا بشیر احمد اول۔ مرزا شریف احمد۔ مبارک احمد۔ بشیر احمد ایم اے۔

لڑکیاں ﴿مبارکہ بیگم۔ امۃ النصیر۔ امۃ الحفیظ بیگم۔ عصمت

ان میں سے فضل احمد، بشیر اول، شوکت احمد، مبارک احمد، عصمت اور امۃ النصیر کا مرزا کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا تھا جبکہ باقی اولاد (سلطان احمد، محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد، مبارک بیگم، امۃ الحفیظ بیگم) مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی زندہ رہی۔

(دیکھئے نسب نامہ مرزا، سیرۃ المھدی حصہ اول ص ۱۱۶ روایت ۱۱۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا کے ہاں دونوں بیویوں سے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں مرزا کی زندگی میں انتقال کر گئیں جبکہ چار لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ رہیں۔ ☆

(جاری ہے...)

☆ پندرہ روزہ رد قادیانیت کورس- منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ اشاعت غیر مذکور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرض الموت میں حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری نے اپنی چارپائی اٹھوائی اور دارالعلوم دیوبند کی مسجد کے محراب کے پاس رکھوا کر آخری وصیت ارشاد فرمائی ہے کہ:

" اس امت کیلئے اب تک قادیانیت سے بڑھکر فتنہ وجود میں نہیں آیا۔ مسلمانوں کے ایمان کو اس فتنۂ ارتداد سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس میں صرف کر ڈالو۔ یہ ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے، میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں "

یہ روایت حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی جسے نقل کر کے انکے تصدیقی دستخط کروالئے گئے حضرت افغانی نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کی یہ روایت مجھے مولانا محمد صدیق صاحب جو حاضر مجلس تھے کی وساطت سے پہنچی تھی، انہوں نے فارسی میں خط لکھا جس کا ایک جملہ یہ تھا:

"دریں بارہ کلام پر اثر نمود کہ سنگ خارہ موم مے کرد"

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سُنت تم پر لازم ہے۔ (سنن ابی داؤد ج2 ص290 باب فی لزوم السنۃ)

جھوٹے اہل حدیث

(تیسری اور آخری قسط)

مفتی آرزومند سعد حفظہ اللہ

"اہلِ حدیث" سننے میں اور پڑھنے میں کتنا پیارا لگتا ہے نا! لیکن پیارا تو "اہلِ قرآن" بھی لگتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ ایک قرآن کا نام لیکر اللہ پر جھوٹ بولتا ہے اور دوسرا حدیث کا نام لیکر نبی ﷺ پر۔ ملاحظہ ہوں اکاذیبِ "جی ایم" (مدیر)

جھوٹ نمبر ۸:

ابو اقبال سلفی اپنی کتاب مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف نامی کتاب میں لکھتا ہے۔

حنفیہ سفر کے رخصت والی آیات کو نہیں مانتے۔ ص ۲۳۔

الجواب: یہ بھی اسکا صریح جھوٹ ہے۔ فقہ حنفی کے تمام کتابوں میں یہ مسئلہ درج ہے کہ مسافر کے لئے نماز قصر ہے اور روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ فقہ حنفی کے ہر کتاب میں اس کے لئے الگ باب قائم ہے۔ مثلاً کنز الحقائق کی شرح البحر الرائق میں ہے۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ مشکول - (5 / 82)

بَابُ الْمُسَافِرِ) أَيْ بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ.

اس طرح ہر کتاب میں یہ باب قائم ہے۔ لیکن تعصب اور ضد میں آکر اس غیر مقلد نے احناف پر اتنا بڑا جھوٹ بول دیا کہ ایک عام آدمی بھی اسکے جھوٹ کو جان سکتا ہے۔

جھوٹ نمبر ۹:

ص۳۶ پر ایک اور جھوٹ لکھا ہے کہ رفع الیدین کو نقل کرنے والے پچاس صحابہؓ ہیں۔

الجواب: یہ بھی صریح جھوٹ ہے جو انکے بڑوں سے متواتر چلا آرہا ہے۔ غیر مقلدین کے لئے ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ آپ پچاس کے بجائے صرف پچیس صحابہ کرامؓ سے اپنی رفع یدین ثابت کردیں۔ یعنی چار رکعت والی نماز میں دس جگہ ہمیشہ کرنے اور نہ اٹھارہ جگہ نہ کرنے کی۔ ہم ان کو فی صحیح روایت انعام دینے کو تیار ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۰:

ص۳۷ پر لکھا ہے کہ احناف آمین کی احادیث کو نہیں مانتے۔

الجواب: یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ احناف کے اردو، عربی، فارسی بلکہ ہر زبان کی نماز سے متعلق کتاب اٹھا کر دیکھا جا سکتا ہے کہ احناف کے نزدیک آمین کی کیا حیثیت ہے۔ ایک ان پڑھ شخص بھی دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ یہ اللہ کا بندہ کتنا جھوٹ بولتا ہے۔ (فلعنۃ اللہ علی الکاذبین)

اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ صحیح احادیث سے آمین کا بالجہر کہنا ثابت ہے۔ حالانکہ صفت صلوۃ النبی ﷺ میں غیر مقلدین کے شیخ البانی نے لکھا ہے کہ مقتدی کے اونچی آواز میں آمین کہنے پر کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۱:

ص۴۴ پر تو حد کردی۔ کہتا ہے کہ صبح کی نماز کے قائم ہونے کے بعد والی احادیث کو نہ ماننے والا کب مسلمان رہ سکتا ہے۔ لیکن اسلام کے علاوہ ایک حنفی مذہب ہے جو اسکی اجازت دیتا ہے۔

الجواب: قارئین کرام اس جھوٹ پر تبصرہ کرنے کے بجائے آپ ان احادیث کا مشاہدہ کریں جن میں صحابہ کرامؓ سے نماز صبح کے قائم ہوتے ہوئے صبح کی سنتیں پڑھنا منقول ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے صبح کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد دو رکعت سنت پڑھی (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۲۵۱)

☆ طبرانی میں حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہے تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ستونے کے پاس کھڑے ہو کر اس کو ادا کیا۔

☆حضرت ابو درداءؓ کا عمل منقول ہے کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے دیکھا کہ لوگو نماز صبح باجماعت اداء کر رہے ہیں پھر بھی آپ نے صبح کی سنتیں پڑھ کر جماعت میں شرکت کی۔

☆حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم عمر بن الخطابؓ کے پاس آتے اس حال میں کہ ہم نے صبح کی سنتیں اداء نہ کی ہوتی تو ہم مسجد کے آخر میں سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جاتے۔ طحاوی جلد ا ص ۲۵۲۔

الغرض ابو اقبال صاحب کا یہ کہنا کہ صرف احناف ہی اس کے قائل ہیں یہ نرا جھوٹ ہے اور اس نے اس فتوی کے ذریعہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین اسلام سے خارج کر دیا ہے اس کا حساب اللہ تعالی خود لے گا۔

ص ۴۹ پر لکھا ہے کہ احناف جمع بین الصلوتین کی احادیث کو نہیں مانتے۔ ☆

الجواب: یہ بھی اس کا جھوٹ ہے احناف کے ہاں جس سفر یا کسی سخت مجبوری کی وجہ سے جمع صوری کی احادیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ جسکا طریقہ احادیث کیا کتابوں میں اس طرح منقول ہے کہ ظہر کو موخر کرکے اخیر وقت میں اداء کیا جائے اور عصر کو مقدم کرکے ابتدائے وقت میں ادا کیا جائے اس طرح مغرب کی نماز کو موخر کرکے اخیر وقت میں ادا کیا جائے اور عشاء کی نماز کو مقدم کرکے اول وقت میں پڑھا جائے۔ اس کو جمع صوری کہا جاتا ہے اور اسکا انکار کسی حنفی نے نہیں کیا۔ چنانچہ فقہ حنفی کے معتبر کتاب تبیین الحقائق میں ہے۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق - (1 / 423)

احْتَرَزَ بِقَوْلِهِ فِي وَقْتٍ عَنْ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا فِعْلًا بِأَنْ صَلَّى كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا فِي وَقْتِهَا بِأَنْ يُصَلِّيَ الْأُولَى فِي آخِرِ وَقْتِهَا وَالثَّانِيَةَ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا فَإِنَّهُ جَمْعٌ فِي حَقِّ الْفِعْلِ

اس طرح فتاوی شامی میں ہے۔

حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار - (1 / 382)

ما رواه مما يدل على التأخير محمول على الجمع فعلا لا وقتا أي فعل الأولى في آخر وقتها والثانية في أول وقته

☆ دیکھیے جھوٹ نمبر ۳، سربکف شمارہ ا ص ۵۶ (مدیر)

ناظرین احناف کا مسئلہ بالکل وہی ہے جو حدیث میں ہے۔ اس لئے یہ صاف جھوٹ ہے کہ احناف ان احادیث کو نہیں مانتے، البتہ آج کل کے غیر مقلدین جو جمع حقیقی کرتے ہیں کہ ظہر کے وقت میں عصر اور ظہر دونوں پڑھ لیتے ہیں اور مغرب کے وقت میں عشاء پڑھ لیتے ہیں یہ شیعہ کا مسلک ہے۔ اہل سنت میں سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں ہے۔

ص ۵۱ پر لکھا ہے کہ احناف سبحان اللہ والی احادیث کو نہیں مانتے۔☆

الجواب: احناف کے فقہ کے معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ جب امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو مقتدی سبحان اللہ کہہ کر امام کو لقمہ دے سکتا ہے۔ مثلاً عنایہ، مبسوط اور بدائع یہ مسئلہ اس طرح ہے۔

العناية شرح الهداية- (2 / 142)

إِذَا نَابَتْ أَحَدَكُمْ نَائِبَةٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّ التَّسْبِيحَ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقَ لِلنِّسَاءِ

المبسوط للسرخسي-مشكول- (2 / 74)

وَإِذَا مَرَّتْ الْخَادِمُ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ أَوْ أَوْمَأَ بِيَدِهِ لِيَصْرِفَهَا لَمْ تُقْطَعْ صَلَاتُهُ) لِمَا رَوَيْنَا {أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَارَ عَلَى زَيْنَبَ فَلَمْ تَقِفْ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَابَتْ أَحَدَكُمْ نَائِبَةٌ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّ التَّسْبِيحَ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقَ لِلنِّسَاءِ

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع- (2 / 445)

وَلَوْ دَفَعَ الْمَارَّ بِالتَّسْبِيحِ أَوْ بِالْإِشَارَةِ أَوْ أَخَذَ طَرَفَ ثَوْبِهِ مِنْ غَيْرِ مَشْيٍ وَلَا عِلَاجٍ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {فَادْرَءُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ}، وَقَوْلِهِ {إِذَا نَابَتْ أَحَدَكُمْ نَائِبَةٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّ التَّسْبِيحَ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقَ لِلنِّسَاءِ}

ناظریں کرام یہ فقہ حنفی کا مسئلہ بالکل واضح ہے اور احادیث کے مطابق ہے لیکن کیا کیا جائے تعصب کا کہ ابو الاقبال سلفی صاحب اس جھوٹ کو احناف کے ماتھے تھوپ کر لعنت کے مستحق بن گئے۔

☆ دیکھیے جھوٹ نمبر ۴، سربکف شمارہ ۱ ص ۵۶ (مدیر)

ابو اقبال صاحب اور کے ہمنوا جماعت کا یہ شیوہ رہا ہے کہ جھوٹ بول کر اپنے مسلک کو فروغ دینا چاہتے ہیں ہم عوام سے یہی عرض کرتے ہیں کہ جو شخص ۱۰۰ صفحات کے ایک رسالہ میں اتنے جھوٹ بولتا ہے اس پر دین کے بارے میں اعتماد کرنا نادانی ہے۔ اللہ تعالی امت کو اس فتنہ کے شرور سے محفوظ کرے۔ آمین۔

☆☆☆

عقائد علماء اہلحدیث

(تیسری اور آخری قسط)

عباس خان حفظہ اللہ

غیر مقلدوں کی چیلینج بازیاں خوب ہوتی ہیں۔ جنہیں اتنی سادہ سی بات بھی سمجھ نہ آتی ہو کہ ہر علم کی اصطلاحات جُدا ہوتی ہیں، ہر فن کی اصطلاح اُسی پر منطبق کر کے دیکھی جاتی ہیں، خصوصاً تصوف (احسان) میں۔ انہوں نے تصوف کی عبارت کو عقیدہ پر فٹ کیا، نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر "جی ایم" مفتی اور مجتہد بنا ہوا ہے۔ ذیل کے مضمون میں اُن کے اپنے عقائد بتائے گئے ہیں، شاید کچھ انصاف سے پڑھنے پر ذہن صاف ہو جائے۔ ہداھم اللہ۔ (مدیر)

عقیدہ نمبر 31

اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے تو فقط امام نماز لوٹائے مقتدی نہیں۔

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں:

امام حالت جنابت یا بغیر وضو کے نماز پڑھادے یا کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو جائے تو فقط امام اپنی نماز لوٹائے مقتدیوں کو لوٹانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی امام کا ذمہ ہے کہ وہ مقتدیوں کو یہ بتائے کہ میں نے اس حالت میں نماز پڑھادی ہے۔ (نزل الابرار ج 1 ص 101)

جبکہ نبی کریم ﷺ نے امام کو ضامن قرار دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر اسکی نماز صحیح ہو گی تو مقتدیوں کی بھی صحیح ہو گی اور اگر اس کی نماز فاسد ہو گی تو مقتدیوں کی بھی فاسد ہو گی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امانت دار ہوتا ہے۔

(مسند احمد ج9 ح4341)

عقیدہ نمبر32

ناپاک اور پلید کپڑوں میں نماز بلکل صحیح ہے۔

نواب نور الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ناپاک کپڑوں (جن پر پیشاب، پاخانہ وغیرہ گند لگا ہو) میں نماز صحیح ہے۔(عرف الجادی ص 21)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"نمازی کے جسم پر نجاست (پیشاب، پاخانہ) لگا ہوا ہو تو بھی نماز باطل نہیں"۔ (بدور الاہلہ ص38)

عقیدہ نمبر33

گدھی کتیا سورنی سب کا دودھ اہلحدیث کے ہاں پاک ہے۔

مجدد اہلحدیث نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

"گدھی کتیا، سورنی سب کا دودھ پاک ہے"۔ (بدور الاہلہ ص18)

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"کتے اور خنزیر کا جھوٹا پانی، دودھ وغیرہ بھی پاک ہے"۔ (نزل الابرار فقہ نبی المختار ج1 ص30)

عقیدہ نمبر34

توسل شرک اور ناجائز ہے۔

مولوی محمد احمد غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں:

وسیلہ کا یہی وہ غیر مشروط طریقہ ہے جو انسان کو شرک میں مبتلا کر دیتا ہے۔(فتاویٰ صراط مستقیم ص75)

طالب الرحمٰن زیدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

کسی فوت شدہ نبی یا ولی کا وسیلہ دینا جائز نہیں۔(آیئے عقیدہ سیکھئے ص159)

جبکہ حدیث میں ہے کہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط پڑتا تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے وسیلے سے اس طرح دعا کرتے

»اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا «(بخاری ج1ص137)

ایک اور حدیث میں ہے

حَدَّثَنَا طَاهِرُ بْنُ عِيسَى بْنِ قَيْرَسَ الْمُقْرِي الْمِصْرِيُّ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ " أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ, فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ, وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ, فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حَنِيفٍ, فَشَكَا ذَلِكَ إِلَيْهِ, فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ, ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ, ثُمَّ قُلِ: اللَّهُمَّ, إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقْضِي لِي حَاجَتِي, وَتَذْكُرُ حَاجَتَكَ, وَرُحْ إِلَيَّ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ, فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ, فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ عُثْمَانُ, ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ, فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ, فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ, فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ, وَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ, فَقَضَاهَا لَهُ, ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ, وَقَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ, فَأْتِنَا, ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ, فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ, فَقَالَ: لَهُ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا, مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي, وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ

حضرت عثمانؓ بن حنیفؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس ضرورت کیلئے آیا جایا کرتا تھا اور حضرت عثمان (غالباً مصروفیت کی وجہ سے) اس کی طرف توجہ نہ فرماتے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ملا اور اس کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ وضو کر کے مسجد میں جاکر دو رکعات نماز پڑھو اور پھر کہو اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپکی طرف متوجہ ہوتا ہوں ہمارے پیارے نبی ﷺ کے وسیلے سے۔

(معجم الصغیر ج1ص183-184 صحیح)

عقیدہ نمبر35

عیسائیوں کا قبضہ بھی دار لاسلام ہوتا ہے۔

وکیل اہلحدیث محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

ہندوستان باوجود یہ کہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے۔☆(الاقتصاد فی مسائل اجہاد ص25)

عقیدہ نمبر36

حضرت عیسیٰؑ کے والد کا اثبات۔ العیاذ باللہ

مشہور غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

عیسی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تو اپنا شوہر اور اس کا باپ بتارہی ہے اور باپ بیٹا بھی دونوں اسے تسلیم فرمارہے ہیں مگر صدیوں بعد لوگوں نے انہیں بے پدر بتایا اور آپ کی والدہ کو بے شوہر بتایا کیا خوب ہے۔(عیون زمزم ص40)

نوٹ:

اس عقیدہ میں حضرت عیسیٰؑ کے لئے والد ثابت کیا گیا ہے حالانکہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے قرآن یہی بتاتا ہے۔

عقیدہ نمبر37

مرزئیوں کے پیچھے نماز پڑھنا

مولوی عبد العزیز صاحب سیکرٹری جمعیہ مرکزیہ اہلحدیث ہند لاہور صاحب ، غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری صاحب (جو کہ فرقہ اہلحدیث کے ہاں شیخ الاسلام ہیں) کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"آپ(ثناء اللہ امرتسری صاحب) نے لاہوری مرزئیوں کے پیچھے نماز پڑھی"۔

"آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزئیوں کے پیچھے نماز جائز ہے"

"آپ نے مرزئیوں کو عدالت میں مرزئی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزئیوں کو مسلمان مانا"۔

العیاذ باللہ

(فیصلہ مکہ ص36)

☆کیونکہ ہم آقا کے وفادار ہیں اور

ع: سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے (مدیر)

عقیدہ نمبر 38

جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں۔

چنانچہ نواب نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو خیر ہے کھاتے وقت پڑھ لے۔ (عرف الجادی 239)

عقیدہ نمبر 39

کپڑوں پر اگر حلال جانوروں کا پیشاب پاخانہ لگا ہوا ہو تو اس میں پڑھنی درست ہے۔

چنانچہ فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے عالم لکھتے ہیں:

"اور جس کپڑے پر وہ (حلال جانوروں کا پیشاب پاخانہ) لگا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے"۔ ☆

(فتاویٰ ستاریہ ج 1 ص 105)

عقیدہ نمبر 40

نماز کی طرف دعوت دینا درست نہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے بڑے عالم طالب الرحمن صاحب کی ایک بڑی حماقت لکھتے ہیں:

"کیا لوگوں کو نماز کی دعوت دینا اسوۂ رسول ﷺ ہے۔ اگر نہیں تو پھر نبی ﷺ کے طریقے کو کیوں نہیں اپنایا جاتا"۔ (یعنی نماز کی دعوت نہ دی جائے) ☆

(تبلیغی جماعت عقائد و نظریات ص 10)

عقیدہ نمبر 41

کتا پاک ہے اور اس کا پاخانہ بھی نجس نہیں۔

☆ حلال جانوروں کا حلال یعنی حرام جانوروں کا حرام، مجتہد ہوں تو ایسے! (مدیر)

☆ زندگی بھر تو پیارے نبی ﷺ نماز ہی کی دعوت دیتے رہے، خود اذان میں حی علی الصلوۃ کی صدا لگوائی، آخر وقت میں بھی نماز کی تاکید فرمائی۔ اور انہیں نماز کی دعوت دینے کے جواز کی تلاش ہے۔ نماز کی نہیں تو کیا اجتہاد کی دعوت دی جائے گی؟ لاحول ولا قوۃ (مدیر)

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے عالم جنہیں فرقہ اہلحدیث امام شوکانی کے نام سے جانتی ہے لکھتے ہیں:

حدیث کی وجہ سے صرف کتے کا لعاب نجس ہے علاوہ ازیں اس کی بقیہ مکمل ذات یعنی گوشت، ہڈیاں، خون بال وغیرہ پاک ہے کیونکہ اصل طہارت ہے اور اس کی ذات کی نجاست کے متعلق کوئی دلیل موجود نہیں"۔

(فقہ الحدیث ص147)

کتے کا پاخانہ بھی پاک ہے۔

چنانچہ امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

اور لوگوں (غیر مقلدین) کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ کتے کا پاخانہ نجس ہے یا نہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں"۔(نزل الابرار ص50)

نواب نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

کتے اور خنزیر کے پلید ہونے کا دعویٰ ٹھیک نہیں۔(عرف الجادی ص10)

عقیدہ نمبر42

صحابہ کرامؓ میں سے بعض لوگ فاسق تھے العیاذ باللہ

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے جو فاسق تھے جیسے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہا یے ہی معاویہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، مغیر بن شیبہ رضی اللہ عنہا اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہکے متعلق۔

(نزل الابرار ج3 ص94)

نعوذ باللہ من ذالک

عقیدہ نمبر43

رام چندر اور لکشمن نبی ہیں اور انہیں نبی ماننا واجب ہے۔

فرقہ اہلحدیث کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم دیگر انبیاء کی نبوت کا انکار کریں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہیں کیا اور کافروں میں تواتر کے ساتھ وہ معروف ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نیک انبیاء تھے جیسے رام چندر کچھمن کرشن جی جو ہندوؤں میں ہے اور زرا تشت

جو فارسیوں میں ہیں اور کنفیوس اور مہاتما بدھ جو چین اور جاپان میں ہے اور سقراط جو یونان میں ہیں ہم پر واجب ہے کہ ہم یوں کہیں ہم ان تمام انبیاء پر ایمان لائے اور ان میں کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم سب کے فرمان بردار ہیں۔(ہدایۃ المہدی ص 85)

حافظ عبد القادر صاحب روپڑی غیر مقلد اس کا دفاع کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض انبیاء کا ذکر آیا ہے اور بعض کا نہیں آیا۔۔۔ آگے فرماتے ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے عرب کے سوا اور نبیوں کا ذکر نہیں کیا جیسے ہندوستان، چین، یونان، فارس، یورپ افریقہ، امریکہ جاپان اور برما وغیرہ۔۔۔ اس لئے ان نبیوں کی نبوت سے انکار کرنا جائز نہیں۔۔۔(آگے امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں۔) پس ہم پر واجب ہے کہ ہم کل انبیاء پر ایمان لاویں اور ان میں سکی میں تفریق نہ کریں۔☆

(فتوحات اہلحدیث ص148)

اگر قران پاک میں سب انبیاء کا ذکر نہیں آیا تو اس کا کیا مطلب ہے کہ کہیں سے بھی پکڑ پکڑ کے انبیاءٔ کی تعداد کو پورا کیا جائے؟ اور انہیں نبی ماننے کو واجب قرار دے دیا جائے؟ اور واجب کا انکاری گنہگار ہوتا ہے لیکن غیر مقلدین کے ہاں واجب اور فرض ایک ہی ہیں لہذا ان کے عقیدے کے مطابق رام چندر وغیرہ کو نبی نہ ماننے والا کافر ہوا؟

عقیدہ نمبر 44

نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔

مشہور اہلحدیث نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

"چنانچہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں اسلئے نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ اس بات کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھے اور آپ ﷺ کی اس حاضری سے غافل نہ ہو"۔

(مسک الختام فی شرح بلوغ المرام ص259-260)

☆ فقیر یہاں پر سربکف ا ص ۱۵ کی ایک عبارت کا تذکرہ ناگزیر سمجھتا ہے: **"تعلیم الاسلام" میں ولکل قوم ہاد کے تحت بتایا گیا ہے کہ گوتم بدھ، رام، لکشمن وغیرہ اپنے دور کے ہاد میں شمار کیے "جاسکتے" ہیں، چنانچہ اُن کا مذاق نہ اُڑایا جائے۔** یہاں "جاسکتے" پر خصوصی تاکید ضروری ہے، لیکن مذکورہ حوالہ جات میں جیسا کہ مضمون نگار نے واضح کیا ہے، اسے واجب کہا ہے جو کہ درست نہیں۔(مدیر)

عقیدہ نمبر 45

غیر اللہ سے مدد

غیر مقلد عالم غلام رسول صاحب نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رحم یا نبی اللہ ترحم

یعنی رحم کر اے اللہ کے نبی رحم کر

چونکہ جاہل غیر مقلدین کے ہاں کفر و شرک کے کوئی اصول متعین نہیں اسلئے ان کا جہاں جی چاہتا ہے کفر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں:

قبلۂ دیں مددی، کعبۂ ایماں مددی
ابن قیم مددی قاضئ شوکاں مددی

ترجمہ:

اے میرے دین کے قبلہ مدد کر اے میرے ایمان کے کعبہ مدد کر اے ابن قیم مدد کر اے قاضی شوکانی مدد کر۔

(ہدیۃ المہدی صفحہ 23)

نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

يا سيدى يا عروتى و وسيلتى
و يا عدتى فى شدة ورخائى
قد جئت بابك ضارعا متضرعا
متاوها بتفنس الصد بتنفس الصعداء
مالكى ورائك مستغاث فارحمن
يا رحمة للعالمين بكائى

ترجمہ:

اے میرے آقا اے میرے سہارے اور اے میرے وسیلے اور اے خوشحالی و بدحالی میں میری متاع میں روتا گڑگڑاتا اور ٹھنڈی آہیں بھرتا۔ آپ کے درپہ آیا ہوں آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں ۔ سو اے رحمۃ للعالمین میری گریہ وزاری پر رحم فرما۔(ماثر صدیقی ج2ص30- 31)

غیر مقلدین سے سوال ہے کہ کیاان کے یہ علماء مشرک ہوئے یا نہیں؟

چونکہ غیر مقلدین کے ہاں کسی پر کوئی فتوی دینا یا اس کی تکفیر کرنے کوئی احتیاط نہیں اسلئے غیر مقلدین کے ان علماء کا مشرک ہونا لازم آتا ہے۔

عقیدہ نمبر46

زیادہ بھوک لگتی ہو تو روزہ معاف

نوب نور الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

روزہ رکھنے کیلئے استطاعت شرط ہے اس لئے جس کو بہت بھوک پیاس لگتی ہو یا جس کو بہت بھوک لگتی ہو اس کو روزہ رکھنا واجب نہیں۔

(عرف الجادی ص80)

عقیدہ نمبر47

عام عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

عورتوں کو جائز ہے کہ غیر مردوں کو دیکھیں البتہ ازواج مطہرات کو یہ منع تھا۔(نزل الابرار ج 3ص74)

مجدد اہلحدیث نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

پردہ کی آیات خاص ازواج مطہرات ہی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں امت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہیں۔

(البیان المرصوص ص168)

نور الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

وہ آیت جن میں پردہ کرنے کا حکم ہے وہ صرف رسول خدا ﷺ کی بیویوں کے ساتھ مختص ہے۔

(عرف الجادی ص52)

عقیدہ نمبر48

ماں بہن بیٹی وغیرہ کی قبل و دبر کے سوا پورا بدن دیکھنا جائز ہے۔

نور الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ماں بہن بیٹی وغیرہ کی قبل و دبر (یعنی اگلی پچھلی شرمگاہ) کے سوا پورا بدن دیکھنا جائز ہے۔(عرف الجادی ص52)

عقیدہ نمبر49

کافر کے پیچھے نماز جائز

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

ولو اخبر بعد الصلوة بانه کافر فلا یعیدون

نماز پڑھانے کے بعد کافر نے بتلایا کہ وہ کافر ہے تو بھی مقتدی اپنی نماز کو نہیں دہرائیں گے۔(کنز الحقائق ص24)

غیر مقلدین کا اس پر عمل:

خود غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب مرزئیوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے (فیصلہ مکہ ص36)

عقیدہ نمبر50

قضا نمازیں معاف

نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو نماز بلا عذر شرعی چھوڑ دی گئی ہو اس کی قضا واجب ہے۔(عرف الجادی ص35)

علماء اہل حدیث اور ان کی تربیت کردہ انکی نجس عوام کے چند عقائد و نظریات جو ان میں پائے جاتے ہیں اور کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔

1۔ کرامت صاحب کرامت کے اختیار میں ہوتی ہے اللہ کے نہیں۔

2۔ فقہاء سب گمراہ تھے۔

3۔ نماز میں آہستہ آمین کہنے والا یہودی ہے۔

جبکہ خود یہ لوگ صرف فرض نماز میں دو جگہ اونچی آمین کہتے ہیں اور بقیہ 22 جگہ پر یہودیوں کی طرح کھڑے رہتے ہیں اور عورتین توان کی ہر وقت ہی یہودیوں کی طرح نماز پڑھتی ہیں۔

4۔ اجماعی اور غیر اجتہادی مسائل میں اجتہاد کا کرنا

5۔ قرآنی تعویذ لٹکنا بھی شرک ہے۔

6۔ جہاں اللہ اب موجود ہے وہاں مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے موجود نہ تھا

7۔ قبر میں جسم عذاب وثواب سے بری ہوتا ہے۔

8۔ تین طلاق تین نہیں۔

9۔ قبر میں روح کے لوٹنے کا انکار

جبکہ قبر میں روح کا لوٹنا صحیح صریح حدیث سے بھی ثابت ہے۔

" حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ کیلیئے نکلے اور قبرستان میں پہنچے لیکن ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی آپ ﷺ بھی وہاں جلوہ افروز ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے پاس ہی بیٹھ گئے آپ نے (ایک طویل حدیث میں) مومن اور کافر کی وفات کا تذکرہ فرمایا اس میں مومن کے بارے میں یہ ارشاد مذکور ہے کہ:

"مومن کی روح کو پھر (مرنے کے بعد) ساتوں آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ میرے بندے کا نام علیین میں درج کر دو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی میں ان کو لوٹاؤنگا اور اسی سے دوسری مرتبہ نکالوں گا پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں "من ربک" تمہارا رب کون ہے۔۔۔ الخ"

اور اسی حدیث میں کافر کے بارے میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ

"آسمانوں کے دروازے اس کیلیئے نہیں کھلتے اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اس کی کارگذاری اور نام وغیرہ سجین میں لکھ دو جو ساتویں زمین میں ہے پھر اسکی روح وہاں سے پھینکی جاتی ہے پھر آپؐ نے ارشاد خداوندی پڑھا کہ جو شخص اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک کرتا ہے پس گویا کہ وہ آسمان سے گرا اور اس کو پرندے اچک کر لے گئے یا ہوا نے گہرے گڑھے میں ڈال دیا۔ اور پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں "من ربک" تیرا رب کون ہے۔۔۔ الخ"

امام حاکمؒ اس روایت کی متعدد اسانید نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

«هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، فَقَدِ احْتَجَّا جَمِيعًا بِالْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَزَاذَانَ أَبِي عُمَرَ الْكِنْدِيِّ، وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ فَوَائِدُ كَثِيرَةٌ لِأَهْلِ السُّنَّةِ وَقَمْعٌ لِلْمُبْتَدِعَةِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِطُولِهِ، وَلَهُ شَوَاهِدُ عَلَى شَرْطِهِمَا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى صِحَّتِهِ» .

"یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔(اگے فرماتے ہیں)اس حدیث میں اہل سنت کے لئے کئی فوائد اور اہل بدعت کے عقائد کے قلع قمع کا خاصا ثبوت موجود ہے"۔

[المستدرك على الصحيحين : كتاب الإيمان :أَمَا حَدِيثُ مَعْمَرٍ]

10۔اللہ کی صفت حاضر ناظر کا انکار

11۔بدعی طلاق کو واقع نہ کرنے فتویٰ دینا

12۔سلف احناف پر لعن طعن کرنا۔

13۔بزرگ گان دین کے اشعار اور صوفیا کی عبارات میں سے من پسند عقیدہ اخذ کر کے اس کی تکفیر کر لینا۔

14۔اولی الامر سے فقیہ مراد لینے کو غلط کہنا

حضرت جابر بن عبداللہؓ اس آیت (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہیں کہ أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ "اولی الامر سے مراد فقہ والے ہیں" یعنی کہ فقہاء کرام ہیں۔امام حاکمؒ اس کو حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ "یہ حدیث صحیح ہے"۔(مستدرک علی الصحیحین جلد ا ص ۲۱۱: صحیح)

محدثین کے قاعدے کے مطابق صحابی کی تفسیر مسند اور مرفوع ہوتی ہے یعنی آنحضرت ﷺ کا فرمان ہوتی ہے اور اس کی طرح حجت ہوتی ہے۔

★ امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

" تَفْسِيرَ الصَّحَابِيِّ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ" ۔(المستدرک علی الصحیحین ج ا صفحہ ۷۲۶)

"صحابی کی تفسیر مسند ہوتی ہے"۔(یعنی آنحضرت ﷺ کا فرمان ہوتی ہے)

15۔ائمہ اربعہؒ کے اجتہادی اختلافات کو قرآن سنت کی طرح لوٹانے کا دعویٰ کر کے خود عقائد میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف کر لینا۔

16۔ائمہ کے اجتہادی اختلافات کو گمراہی قرار دینا اور اپنے فروعی واصولی دونوں اختلافات کو حق قرار دینا۔

17۔فقہ کے متعلق بدگمانیاں پھیلانا۔

18۔فقیہ کے کسی غیر شرعی فعل پر کوئی شرعی حکم بتانے کو غلط کہنا۔

19۔ قرآن وسنت سے مسائل اخذ کرنے کا دعویٰ کرنا اور گند اور کچرہ جمع کرنا۔

20۔اپنے آپ کو فقہاء سے زیادہ حدیث کے سمجھنے والا کہنا۔

21۔ قرآن وحدیث کے ظاہری معنی پر اکتفاء کرلینا اور تفقہ حاصل نہ کرنا۔

22۔سماع موتی کو شرک قرار دینا

جبکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ»[المستدرك على الصحيحين (ج/1ص/536) سندہ صحیح]

" اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ (مردہ) اسوقت جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتا ہے جب لوگ اس سے واپس ہوتے ہیں"۔

امام حاکمؒ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ یعنی یہ حدیث صحیح ہے مسلم کی شرط پر۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ مردہ دفن کے بعد قبر میں قبر سے واپس ہونے والے لوگوں کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ اور آواز سنتا ہے اور جب یہ سنتا ہے تو انسانوں کی آواز بطریق اولیٰ سنتا ہے۔ لیکن اس کے سننے سے یہ بات نہیں کہ وہ سن کر کسی کی کوئی مدد بھی کر سکتا ہے جیسا آج کل جاہل مشرکین کا خیال ہوتا ہے اور یہ بھی نہیں کہ ان مشرکین کے ڈر سے بندہ نبی ﷺ کی حدیث کا ہی انکار کر دے۔

23۔غیر مدخولہ کو ایک لفظ سے تین طلاق دینے کو واقع نہ سمجھنا۔

24۔علماء سلف کی عبارات کو توڑ موڑ کر پیش کرنا اور ان کی طرف جھوٹ منسوب کر دینا۔

25۔فقہاء کرام پر کافروں والی آیات فٹ کرنا۔

26۔حدیث کے معنی میں صحابی کو بھی چھوڑنا تابعی کو بھی چھوڑنا اور ان کے خلاف اپنا من گھڑت معنی بیان کرنا۔

27۔اللہ کی ذات جہاں مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے تھی اب وہاں نہیں ہے۔

28۔عرش اور اللہ کی ذات کے درمیان بھی ایک فاصلہ غیر اللہ یعنی مخلوق ہے۔

29۔ تین طلاق کو تین ماننا گمراہی ہے۔

30۔حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں۔

31۔ عورتیں بھی مردوں کی طرح ٹانگیں چوڑی کر کے نماز پڑھیں

32۔ جماعت اہلسنت حنفی شافعی مالکی حنبلی کے مقابلے میں شیعوں اور مرزئیوں کے عقائد و مسائل کو ترجیح دینا

33۔ فاتحہ کے قرات ہونے کا انکار

34۔ تواتر کا انکار

35۔ قرآن حدیث کو جان چھڑانے کا ذریعہ بنانا۔

36۔ ضعیف اور موضوع حدیث میں کوئی فرق نہ کرنا۔

37۔ اپنی ذاتی تحقیق سے فقہ لکھ کر اسے نبی ﷺ معصوم کی طرف منسوب کر دینا۔

38۔ نبی ﷺ کی قبر اطہر کے پاس یہ عقیدہ رکھ کر صلاۃ سلام پیش کرنا ہے کہ نبی ﷺ یہ نہیں سن رہے

39۔ اپنی ہر غلطی کو اجتہادی خطا کا نام دے دینا

40۔ اللہ کی صفات متاشابہات کو لغت سے سمجھنا۔

41۔ امام ابو حنیفہؒ پر لعن طعن کرنا۔

42۔ بلا دلیل بات کی پیروی کو اتباع کہنا غلط ہے۔

43۔ طلاق کی دل میں نیت سے بھی نکاح نہیں ہو گا بلکہ زنا ہو گا

44۔ حد نہیں کا مطلب جائز ہونا ہوتا ہے۔

غیر مقلدین کے کئی جاہل علماء نے فقہ کے خلاف اپنی کتب اور تقاریر میں ایسا کہا ہے اور کہتے ہیں اور انکی عوام بھی یہی کہتی ہے۔

اب ذرہ یہ لوگ ایک سوال کا جواب دیں کہ

پیشاب پینے پر کتنی حد ہے؟

اگر حد ہے تو حد دکھائیں اگر نہیں ہے تو پی کر دکھائیں۔

☆☆☆

عقیدہ وحدت الوجود

اہل حدث عرف وکٹورین علماء دیوبند پر بھتان لگاتے ہیں کہ علماء دیوبند وحدتُ الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں جوکہ ایک کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے ۔ یہ بھتان فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل چند جہلاء نے پھیلایا ہوا ہے اور اپنی طرف سے عوام کواس کا مطلب بتلاتے ہیں پھران سے کہتے ہیں یہ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے ، اس باب میں ایک مختصر مگرجامع مضمون لکھنا چاہتا ہوں ۔

1۔ علماء حق علماء دیوبند پر ایک بہتان چند جہلاء ونام نہاد اہل حدیث کی طرف سے یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ یہ لوگ الله تعالی کے لئے حُلول واتحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں جس کو ' وحدتُ الوجود ' کہا جاتا ہے اور اس کا مطلب ومفہوم یہ لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ (معاذالله) الله تعالی تمام کائنات کے اجزا مثلا حیوانات جمادات نباتات وغیرہ ہر چیز میں حلول کیا ہوا ہے یعنی مخلوق بعینہ خالق بن گئی اور جتنے بھی مشاہدات ومحسوسات ہیں وہ بعینہ الله تعالی کی ذات ہے ۔ (معاذالله ثم معاذالله وتعالی الله عن ذالک علوا کبیرا)

بلا شک ' وحدتُ الوجود' کا یہ معنی ومفہوم صریح کفر وضلال ہے جس کا ایک ادنی مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا چہ جائیکہ علماء حق علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہو ۔ (سبحانک هذا بهتان عظیم) ناحق بہتان والزام لگانے والے جاہلوں ومتعصبین کا منہ کوئی بند نہیں کرسکتا اور نہ کوئی مقرب جماعت علماء اس سے محفوظ رہ سکتی ہے اور ہرزمانے میں کمینے اور جاہل لوگوں نے علماء ربانیین کی مخالفت وعداوت کی ہے ،لہذا جولوگ اپنی طرف سے ' وحدتُ الوجود ' کا یہ معنی کرکے اس کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں اور عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں یقینا ایسے لوگ الله تعالی کے پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے علماء دیوبند اور دیگر صوفیہ کرام وحدتُ الوجود کے اس کفریہ معنی ومفہوم سے بری ہیں ۔ واضح رہے کہ کچھ بدبخت لوگ اس بیان وتصریح کے بعد بھی یہ بہتان لگاتے رہیں گے کیونکہ ان کا مقصد حق بات کو قبول کرنا اور اس پرعمل کرنا نہیں ہے بلکہ ان کا مقصدِ واحد توابلیس کی پیروی کرتے ہوئے علماء حق علماء دیوبند کی مخالفت وعداوت ہی ہے چاہے علماء دیوبند ہزار باریہ کہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے ہماری نصیحت تو ایسے عام ناواقف لوگوں کے لئے ہے جوایسے جھوٹے اورجاہل لوگوں کی سنی سنائی باتوں کی اندھی تقلید کرکے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ اور اس بارے میں امام شعرانی شافعی رحمہ الله کے یہ نصیحت آمیز کلمات ذہن میں رکھیں قسم اٹھاکرفرماتے ہیں کہ:

جب بتوں کے پجاریوں کو یہ جراءت نہیں ہوئی کہ اپنے معبودان باطلہ کو عین الله تعالی کی ذات تصور کریں بلکہ انہوں نے بھی یہ کہا جیسا کہ قرآن میں ہے

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ ☆

یعنی ہم ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں تو اولیاء اللہ کے متعلق یہ بہتان لگانا کہ وہ حلول واتحاد کا عقیدہ رکھتے تھے، سراسر بہتان اور جھوٹ ہے اور ان کے حق میں ایک محال وناممکن دعوی ہے جس کو جاہل واحمق ہی قبول کریگا۔

2۔ جن صوفیہ کرام اور بزرگان دین کے کلام میں ' وحدتُ الوجود ' کا کلمہ موجود ہے اور ایسے لوگوں کی فضل وعلم تقوی و ورع کی شہادت کے ساتھ ان کی پوری زندگی اتباع شرع میں گذری ہے تو اس حالت میں ان کے اس کلام کی اچھی تاویل کی جائے گی جیسا کہ علماء محققین کا طریقہ ہے اس قسم کے امور میں ۔اور وہ تاویل اس طرح کہ ایسے حضرات کی مراد ' وحدتُ الوجود ' سے وہ نہیں ہے جو ملحد و زندیق لوگوں نے مراد لیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے ۔ اس کلمہ اور اس طرح کے دیگر کلمات جو صوفیہ کرام کی کتب میں وارد ہوئے ہیں جو بظا ہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں ان کی مثال اس اعرابی کی طرح ہے جس کا دفاع خود آپ ﷺ نے کیا ہے۔ (صحیح بخاری ومسلم) کی روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جنگل بیابان میں اپنی سواری پر سفر کر رہا تھا اس پر اس کا کھانا پینا بھی تھا لہذا وہ تھکاوٹ کی وجہ سے آرام کے کے لئے ایک درخت کے سایہ میں لیٹ گیا جب اٹھا تو دیکھا کہ سواری سامان سمیت غائب ہے وہ اس کو تلاش کرنے کے لئے گیا لیکن اس کو نہیں ملا لہذا پھر اس درخت کے نیچے مایوس ہو کرلوٹ آیا اور موت کے انتظار میں سو گیا پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری بھی موجود ہے اور کھانا پینا بھی وہ اتنا خوش ہوا بلکہ خوشی وفرحت کی اس انتہا پر پہنچا کہ اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے .

اللهم انت عبدی و انا ربك

. یعنی اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب ۔

اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی بندہ کی توبہ سے اِس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں ۔

جاء في الحديث الذي رواه الإمام مسلم 'لله أشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب إليه من أحد كم كان على راحلته بأرض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فأيس منها فأتى شجرة فاضطجع في ظلها وقد أيس من راحلته فبينما هو كذلك إذ هو بها قائمة عنده بخطامها، ثم قال من شدة الفرح: اللهم أنت عبدي وأنا ربك! أخطأ من شدة الفرح.' او كما قال النبی ﷺ

اب اس حدیث میں اس آدمی کا قول" اے اللہ تو میرابندھ میں تیرا رب "کیا ان ظاہری الفاظ کو دیکھ کر نام نہاد اہل حدیث وہی حکم لگا ئیں گے جو دیگر اولیاء وعلماء کے ظاہری الفاظ کو لے کر اپنی طرف سے معنی کرکے حکم لگاتے ہیں ؟ یا حدیث کے ان ظاہری الفاظ کی تاویل کریں گے ؟**خوب یاد رکھیں کہ ' وحدتُ الوجود ' کا مسئلہ نہ ہمارے عقائد میں سے ہے نہ ضروریات دین میں سے ہے،** نہ ضروریات اہل سنت میں سے، نہ احکام

☆ سورہ۳۹،الزمر:3(مدیر)

کا مسئلہ ہے کہ فرض واجب سنت مستحب مباح کہا جائے بلکہ صوفیہ کرام کے یہاں یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے اور یہ صوفیہ کرام کے یہاں محض احوال کا مسئلہ ہے فقط اور اس سے وہ صحیح معنی ومفہوم مراد لیتے ہیں۔

☆☆☆

نام نہاد اہل حدیث کے پچاس سوالات کے جوابات

عبد الرشید قاسمی سدھارتھ نگری حفظہ اللہ

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم فرماتے ہیں، " جنہیں تنقید سکھائی جاتی ہے، وہ تنقید ہی کرے گا۔" چنانچہ غیر مقلدین کو شروع ہی سے شکوک و شبہات، اعتراضات و سوالات، اگر... مگر... کیوں... کیسے... لیکن ...یوں اور توں میں الجھادیا جاتاہے، بلکہ سکھادیا جاتاہے، توانہیں صرف سوالات کرنے آتے ہیں۔
ایک دلچسپ تحریر، جس میں زیادہ تحقیقی جوابات کی بجائے خوشگوار انداز میں برجستگی کے ساتھ الزامی جوابات کی بوچھاڑ کی گئی ہے۔ (مدیر)

(1) تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب: غیر منصوص مسائل میں مجتہد کے قول کو تسلیم کرلینے یا بالفاظ دیگر دلیل کی تحقیق اور مطالبہ کے بغیر محض اس حسن ظن پر کسی کا قول مان لینے کو تقلید کہتے ہیں کہ وہ دلیل کے موافق ہی بتائے گا۔

(2) تقلید ضروری کیوں ہے؟

جواب: اس لئے کہ ہر فرد شریعت کا مکلف ہے، اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے، اور ہر کس وناکس براہ راست قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط واستخراج نہیں کر سکتا، اس لئے غیر مجتہد کے لئے تقلید ضروری ہے۔

(3) تقلید کس کی ضروری ہے؟

جواب: مجتہد، اہل الذکر، اولوا الامر اور منیب الی اللہ کی۔

(4) کیوں میں حنفی ہوں؟

(5) کیوں میں مالکی ہوں؟

(6) کیوں میں شافعی ہوں؟

(7) کیوں میں حنبلی ہوں؟

جواب: آپ کچھ بھی نہیں ہیں، آپ کی تو دنیا ہی الگ ہے، ہاں جو لوگ ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کو مجتہد و منیب الی اللہ سمجھ کر ان کے اجتہادی فیصلوں پر عمل کرتے ہیں، اور غیر منصوص مسائل میں ان کی اتباع اور تقلید کرتے ہیں، وہ اسی اتباع اور تقلید کی وجہ سے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہلاتے ہیں۔

(8) کیا تقلید کرنا فرض ہے؟

جواب: تقلید فرض نہیں بلکہ واجب لغیرہ ہے، اور وہ غیر شریعت کی پاسداری ہے۔

(9) تقلید کب تک کرنا ضروری ہے؟

جواب: جب تک مکلف کے اندر اجتہادی اور استنباطی واستخراجی صلاحیت نہ ہو جائے۔

(10) جب عیسی علیہ السلام دنیا میں پھر سے نازل ہونگے تو ان چار اماموں میں سے کس کی تقلید کریں گے؟

جواب: کسی کی بھی نہیں، بلکہ وہ خود مجتہد ہوں گے، اور مجتہد کے لئے اجتہاد واجب اور تقلید حرام ہے۔

(11) عیسی علیہ السلام جس امام کی تقلید کریں گے وہ حق پر ہو گا کیوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں؟

جواب: کسی امام کی تقلید کریں گے ہی نہیں، پھر حق وناحق کا مسئلہ کیسا؟

(12) چار اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے کا حکم کس نے دیا؟ اللہ نے؟ رسول نے؟ خود ان اماموں نے؟ یا آج کے مولویوں نے؟

جواب: سب نے دیا ہے، اللہ نے بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی، اور خود ائمہ اور علماء نے بھی، اس لئے کہ سب نے قرآن وسنت پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے، اور یہ غیر مجتہد کے لئے اجتہادی مسائل میں کسی مجتہد کے اجتہادی فیصلے کو تسلیم کئے بغیر ہو ہی نہیں سکتا، اور اسی کا نام تقلید ہے۔

(13) اسلام میں صرف چار طرح کا حکم ہے، فرض، واجب، سنت اور نفل، تو پھر ان چار اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا کیا ہے، فرض، واجب، سنت یا نفل؟

جواب: واجب لغیرہ ہے، اور وہ غیر جس کی وجہ سے تقلید واجب ہوئی احکام شرعیہ کی پاسداری ہے

اگر نفل ہے تو پھر آپ کے لئے فرض کیسے بن گئی؟

جواب: کس نے کہا کہ فرض ہے؟

جب ہم نے نہ نفل کا دعوی کیا نہ فرض کا، تو نفل کا اثبات اور فرض کا استفہامیہ انکار چہ معنی دارد؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اب تک جو تقلید آپ کے یہاں حرام، شرک، ناجائز اور نہ جانے کیا کیا تھی، وہ اب نفل ہو گئی؟

(14) صحابہ کون تھے؟ حنفی، مالکی، شافعی یا حنبلی؟

جواب: صحابہ کس کی قرآت پر قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے؟ اور حدیث کی کونسی کتاب پڑھتے تھے؟ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد یا ابن ماجہ؟

جس طرح قراء سبعہ اور ائمہ محدثین سے پہلے صحابہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اور حدیث پڑھتے پڑھاتے تھے، اسی طرح فقہ ائمہ اربعہ کی تدوین سے پہلے احکام شرعیہ پر عمل بھی کرتے تھے۔

(15) کیا صحابہ میں کوئی ایک صحابی اس قابل نہیں تھا کہ ان کو اپنا امام بنا دیا جائے؟

جواب: کیا صحابہ میں کوئی اس قابل نہیں تھا کہ اس کی قرآت پر قرآن کریم کی تلاوت کیجائے اور اس کی کتاب پڑھی پڑھائی جائے اور اسی کو اپنا مستدل بنایا جائے؟

(16) صحابہ کا درجہ بڑا ہے یا بعد والے امتیوں کا؟ پھر ان میں سے کوئی امام کیوں نہیں بنا؟

جواب: صحابہ کا درجہ بڑا ہے یا بعد والے امتیوں کا؟ پھر ان کی قرآت اور کتاب کیوں نہیں پڑھی پڑھائی جاتی؟

(17) ہم تو چار امام کو مانتے ہیں، لیکن شیعہ تو بارہ امام کو مانتے ہیں، تو پھر ہم ان کو گمراہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: ائمہ کی تعداد گمراہی کا سبب نہیں، اور نہ ہم اس وجہ سے انہیں گمراہ کہتے ہیں، ورنہ تو آپ کو شیعوں سے بھی بڑھ کر گمراہ سمجھتے۔

بلکہ گمراہی کا سبب فساد عقیدہ ہے، ہم ائمہ اربعہ کو اولوا الامر، اہل ذکر، مجتہد و منیب، قانون دان، شارح اور غیر معصوم سمجھتے ہیں، جب کہ شیعہ اپنے بارہ ائمہ کو قانون ساز، شریعت ساز اور معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں، جو یقیناً گمراہی ہے۔

(18) کیا ان چار اماموں میں سے کسی ایک امام کا نام قرآن وحدیث میں آیا ہے؟

جواب: جس طرح شریعت پر عمل کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کا حکم قرآن وحدیث میں آیا ہے، لیکن ائمہ محدثین اور قراء سبعہ کا نام نہیں آیا۔ اسی طرح احکام شرعیہ کی پاسداری کا حکم تو قرآن وحدیث میں آیا ہے، لیکن ائمہ اربعہ کا نام نہیں آیا۔

(19) جو لوگ ان چار اماموں کے پیدا ہونے سے پہلے مر چکے ان کا کیا ہوگا؟

جواب: ان کی فکر چھوڑیے، پہلے آپ اپنی فکر کیجئے کہ مرنے کے بعد آپ کا کیا ہوگا؟ اس لئے کہ ائمہ اربعہ سے پہلے کا زمانہ خیر القرون کا زمانہ تھا، لوگوں کے اندر تدین، تقوی، خوف آخرت، خشیت الٰہی اور اتباع شریعت کا غلبہ تھا، وہ آپ کی طرح خواہش پرست اور ہوا و ہوس کے دلدادہ نہیں تھے کہ.....

میٹھا	میٹھا	ہپ	ہپ
کڑوا	کڑوا	تھو	تھو

(20) ان چار اماموں کے والدین کس امام کی تقلید کرتے تھے؟

جواب: قراء سبعہ اور ائمہ محدثین کے والدین کس کی قرآت پر قرآن اور کس کی حدیث کی کتاب پڑھتے تھے؟

(21) امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد (رحمہم اللہ) کونسے امام کو مانتے تھے؟

جواب: سارے ائمہ کو مانتے تھے، البتہ کسی امام کی تقلید نہیں کرتے تھے، اس لئے کہ وہ خود مجتہد و مستنبط تھے، اور مجتہد کے لئے اجتہاد واجب ہے۔

(22) اگر میں ایک امام کو مانتا ہوں تو کیا باقی امام حق پر نہیں؟

جواب: ہم تو سارے ائمہ کی امامت تسلیم کرتے بلکہ برحق مانتے ہیں، ہاں اگر ماننے کا مطلب اس کے فیصلہ کے مطابق شریعت پر عمل کرنا ہو، تو یہ بتادیں کہ اگر آپ ایک نبی کو مانتے ہیں اور ایک قاری کی قرات پر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، تو کیا باقی انبیاء اور قراء حق پر نہیں؟

(23) اگر سب امام حق پر ہیں تو پھر میں ایک ہی امام کے پیچھے کیوں؟

جواب: اس لئے کہ آپ خواہش پرست اور ہوا و ہوس کے دلدادہ ہیں، اور شریعت خواہش پرستی سے منع کرتی ہے۔

(24) امام ایک دوسرے کے استاذ شاگرد تھے تو پھر ان کی فقہ الگ الگ کیوں؟

جواب: جس طرح ائمہ محدثین کی کتابیں ایک دوسرے کا شاگرد ہونے کے باوجود الگ الگ ہیں، اسی طرح ائمہ کی فقہ بھی الگ الگ ہوگئی۔

(25) اگر سب امام حق پر ہیں تو پھر ان کے اندر آپس میں اختلاف کیوں؟

جواب: جس طرح سارے صحابہ اور سارے قراء کا حق پر ہونے کے باوجود آپس میں اختلاف ہے، اسی طرح ائمہ کا بھی اختلاف ہے، اس لئے کہ کسی بھی امام کا کوئی ایسا قول نہیں جو کسی صحابی سے ثابت نہ ہو۔

(26) ان چار اماموں میں سے باقی تین اماموں کی اپنی لکھی ہوئی کتاب آج بھی موجود ہے، لیکن ابو حنیفہ کی لکھی ہوئی کتاب کا نام کیا ہے؟ یہ کتاب حنفی مسجدوں میں کیوں نہیں پڑھائی جاتی؟

جواب: اگر اطاعت و فرماں برداری یا تقلید و اتباع کے لئے مطاع و متبوع کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب کا ہونا ضروری ہے، تو یہ بتائیے کہ امام الائمہ بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک یا صحابہ کرام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کونسی کتاب دنیائے اہل حدیث میں موجود ہے، جسے آپ لوگ اپنی مساجد میں پڑھ پڑھا کر عمل کرتے ہیں؟

(27) اگر امام کو نہ ماننا گناہ ہے، تو ایک امام کو ماننے سے دوسرے تین امام چھوٹ جاتے ہیں، اس کا گناہ میرے سر پر کیوں؟

جواب: جس طرح ایک نبی اور ایک قاری کو ماننے سے باقی انبیاء اور قراء نہیں چھوٹتے، اسی طرح ایک امام کو ماننے سے دوسرے ائمہ بھی نہیں چھوٹتے، اس لئے کہ سب کی تعلیم ہے کہ شریعت پر عمل کرو اور خواہشات کی اتباع نہ کرو، اور یہ ایک امام کی مان کر ہی ہو سکتا ہے، آپ گناہ کی بالکل فکر نہ کریں۔

(28)جب اماموں نے اپنے آپ کو حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی جیسی نسبتوں سے نہیں جوڑا، تو پھر میں کیوں اپنے آپ کو ایسی نسبتوں سے جوڑتا/جوڑتی ہوں؟

جواب: جب امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو محمدی، اہل حدیث، اہل اثر اور سلفی اثری وغیرہ نسبتوں سے نہیں جوڑا، تو پھر آپ کیوں آپ آپ کو ان نسبتوں سے جوڑتے / جوڑتی ہیں؟ اور ان ناموں سے متعارف کراتے / کراتی ہیں؟

(29) کیا ہمارے امام نے ہم سے کہا ہے کہ صرف میری ہی تقلید کرنا، اور میرے علاوہ کسی کی بھی تقلید نہ کرنا؟

جواب: امام نے یہ کہا ہے کہ قرآن وسنت پر عمل کرنا اور خواہشات کی پیروی مت کرنا، اور یہ ایک امام کی ہی تقلید سے ہو سکتا ہے، جیسا کہ علماء امت نے صراحت کی ہے۔

(30) کیا میرا منہج وہی ہے جو ہمارے امام کا تھا؟

جواب: جی ہاں ہمارا منہج تو وہی ہے جو ہمارے امام کا ہے، البتہ چونکہ آپ کا کوئی امام ہی نہیں اس لئے آپ لا منہج اور لا مذہب ضرور ہیں

(31) میں اپنے امام کے بارے میں کتنا جانتا ہوں؟

جواب: جب آپ کا کوئی امام ہی نہیں، تو آپ کیا جانیں گے، البتہ اتنا ضرور بتادیجئے کہ جس نبی کا آپ کلمہ پڑھے ہیں، اور جن کی امامت اور رسالت ونبوت کا اقرار جزو ایمان ہے، ان کے بارے میں آپ کتنا جانتے ہیں؟

(32) کتنی کتاب اب تک میں نے یا میرے گھر والوں نے اپنے امام کی پڑھی ہے؟

جواب: جب آپ اور آپ کے گھر والوں کا کوئی امام ہی نہیں، تو اس کی کتاب کیا پڑھیں گے؟ ہاں یہ ضرور بتادیجئے کہ آپ یا آپ کے گھر والوں نے اب تک امام الائمہ بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اب تک کتنی کتابیں پڑھی ہیں؟

(33) قبر میں فرشتے کیا مجھ سے یہ پوچھیں گے کہ بتا تیرا امام کون ہے؟

جواب: یہ تو نہیں پوچھیں گے، البتہ جو سوال کریں گے ان کا جواب ان ائمہ کی تقلید کے بغیر مشکل ہے۔

(34) قیامت کے دن کیا مجھ سے یہ سوال کیا جائے گا کہ بتا تیرا امام کون تھا؟ اور تو اس کی تقلید کرتا تھا؟

جواب: یہ پوچھا جائے گا کہ بتا تو نے شریعت کے احکامات پر عمل کیا یا نہیں؟ اور شریعت کے غیر منصوص احکام پر غیر مجتہد کے لئے کسی مجتہد کی تقلید کے بغیر عمل کرنا دشوار ہے۔

(35) قبر میں یا قیامت کے دن باقی تین اماموں کے بارے میں کیا جواب دوں گا؟

جواب: آپ اگر کسی ایک کی مان کر احکام شرعیہ پر عمل کرلئے تو باقی ائمہ کے بارے میں آپ سے پوچھا ہی نہیں جائے گا، تو جواب کی تیاری کیسی؟

ہاں اگر عامی اور جاہل ہونے کے باوجود کسی کی نہیں سنے، تو آپ کی جہالت آپ کو نہیں بچاسکے گی، اور یہ ضرور پوچھا جائے گا کہ جب معلوم نہیں تھا تو اپنی خواہش پرستی و نفس پرستی کے مقابلے میں کسی اولوا الامر اور اہل ذکر سے پوچھ کر عمل کیوں نہیں کیا؟

(36) اگر میں نے اپنے امام کا نام بتا بھی دیا، اور اگر مجھ سے یہ سوال ہو گیا کہ صرف اس امام (مثلاً امام شافعی) کی ہی تقلید کو کیوں چنا؟ تو اس کا میں کیا جواب دوں گا؟؟

جواب: ایسی صورت میں کسی اور کے بارے میں پوچھا ہی نہیں جائے گا، اس لئے کہ کسی ایک امام کی تقلید سے مقصود اصلی (احکام شرعیہ پر عمل) حاصل ہو جاتا ہے۔

(37) کیا میری یا میرے والدین کی یا میرے علماؤں☆ کی اتنی حیثیت ہے کہ کس امام کو مانا جائے اور کس کو چھوڑا جائے؟

☆ علم۔ عالم۔ معلوم۔ عالم بمعنیٰ جاننے والا، اس کی جمع علماء ہے۔ جمع کو مزید جمع کرکے "علماؤں" کہنا... چہ معنی دارد؟ (مدیر)

جواب: حیثیت نہیں، بلکہ بتوفیق الہی صحیح اور غلط، اور حق وباطل کی تمیز اور صحیح راستے کی رہنمائی ہے، جسے توفیق خداوندی اور اراۃ الطریق کہا جاتا ہے، اور یہی اراۃ الطریق کا فریضہ ہم آپ کے ساتھ بھی انجام دے رہے ہیں، اللہ ہماری اور آپ کی راہ راست کی رہنمائی فرمائے، اور تاحیات اس پر قائم رکھے۔

(38) کیا یہ لوگ امام سے زیادہ تقوی والے اور علم والے ہیں؟

جواب: امام سے زیادہ تو نہیں، البتہ آپ، آپ کے علماء اور والدین سے علم وتقوی میں زیادہ ہونے میں کوئی شک نہیں، اس لئے کہ آپ کے علماء (جو درحقیقت جہلاء ہیں) خود دین حق سے جاہل اور غلط راستے پر ہیں، تو پھر ان کے شانہ بشانہ چلنے والے آپ اور آپ کے والدین کے پاس کہاں سے علم اور تقوی آئے گا۔

(39) اور ایک خاص سوال یہ ہے کہ جب یہ امام نہیں تھے تو مسلمان کس کی تقلید کرتے تھے؟

جواب: جس طرح قراء سبعہ اور ائمہ محدثین سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت اور حدیث پڑھی پڑھائی جاتی تھی، اسی طرح غیر منصوص مسائل پر عمل بھی ہوتا تھا۔

☆بھائیو! اگر آپ کے پاس ان سوالات کے جوابات نہیں ہیں، تو معاف کرنا، آپ نہ حنفی ہیں، نہ مالکی اور نہ حنبلی

جواب: سارے سوالات کے جوات بحمد اللہ ہیں، بلکہ دے بھی دیئے، اور یقینا ہم مسلکا حنفی ہیں، والحمد للہ علی ذلک

☆اور شاید آپ کو یہ بھی نہیں پتہ کہ آپ کیا ہیں؟؟

جواب: ہمیں تو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم دینا مسلم، مسلکا حنفی اور نسبتا دیوبندی ہیں، البتہ آپ کیا ہیں؟ اس کی وضاحت ضرور فرمادیں۔

اور کچھ سوالات:

جواب: جی! فرمائیں، ہم بھی خدمت کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔

(40) وہ کونسا امام ہوگا جو اللہ کے آگے ہماری سفارش کے لئے سجدہ میں جائے گا؟

جواب: خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، اور انہی کے لائے ہوئے دین پر عمل کرنے کے لئے ہم نے ائمہ کی تقلید اختیار کیا ہے۔

(41)وہ کونسا امام ہو گا جس کی سفارش ہمارے حق میں اللہ قبول کرے گا؟

جواب: امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور دیگر مقبول بارگاہ خداوندی، جنہیں خاص اجازت حاصل ہوگی۔

(42)وہ کونسا امام ہو گا جو حوض کوثر پر کھڑا ہو گا؟

جواب: خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہونگے، اور اپنے لائے ہوئے دین میں تبدیلی کرنے والوں کو سحقا سحقا لمن بدل دینی کہہ کر حوض سے دور بھگائیں ۔

(43)وہ کونسا امام ہو گا جس کے بارے میں ہم سے قبر میں سوال ہو گا؟
جواب: خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور انہی کی شریعت پر عمل کرنے کے لئے ہم نے ائمہ مجتہدین کے دامن کو پکڑا ہے۔

(44)وہ کونسا امام ہے جس کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور جس کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے؟
جواب: خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور اسی اطاعت کے جذبہ اور نافرمانی سے بچنے کے لئے ہم نے ائمہ مجتہدین کی تقلید اختیار کیا ہے۔
(45)وہ کونسا امام ہے جس کا کلمہ ہم نے پڑھا ہے؟

(46)وہ کونسا امام ہے جو اپنی امت کی خاطر رویا ہے؟

(47)وہ کونسا امام ہے جس کے لائے ہوئے دین پر ایمان لانا نجات کے لئے ضروری ہے؟
جواب: خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور انہی کے لائے ہوئے دین اور شریعت پر عمل کرنے اور خواہش پرستی سے بچنے کے لئے ہم نے ائمہ کی تقلید کی ہے۔
(48)سوچئے! کیا ہم اتنے غافل ہیں اسلام سے؟

جواب: اگر ہم اسلام سے غافل ہوتے، تو اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے کسی اولواالامر اور اہل ذکر کی تقلید ہی کیوں کرتے؟ آپ کی طرح مادر پدر آزاد گھومتے پھرتے نہیں ؟؟

(49) کیا تقلید کی وجہ سے یہ امت فرقوں میں نہیں بٹی؟

جواب: نہیں، اس لئے کہ مقلدین کا باہمی جو اختلاف ہے وہ وہی ہے جس میں صحابہ و تابعین باہم مختلف تھے، اور یہ کوئی معیوب نہیں!

البتہ اس سے شاید کسی بھی عقلمند کو انکار نہ ہو کہ جب تک ہند و پاک میں تقلید پر اتفاق رہا، سارے مسلمان باہم شیر وشکر تھے، کسی کے اندر اسلام کی طرف غلط نگاہ بھی اٹھانے کی ہمت نہیں تھی، لیکن افسوس! کہ جب آپ کے آباؤ واجداد نے ترک تقلید اور مادر پدر آزادی کا نعرہ لگایا، اسی وقت سے آج تک امت ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو سکی، اور وہ مسلمان جو اب تک شیر وشکر تھے، باہم دست وگریباں ہونے لگے، اور آج اس کے نتیجہ میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہورہا ہے، دنیا دیکھ رہی ہے، یہ کوئی لفاظی نہیں بلکہ وہ حقائق ہیں جنہیں آپ کے بڑوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔

(50) اگر اختلاف اس امت کے لئے رحمت ہے تو پھر ہم اور زیادہ اختلاف کریں؟

جواب: ہند وپاک میں آپ کے جنم لئے ہوئے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے، اور ان ایام میں آپ نے جمہور امت (جو ائمہ اربعہ کی تقلید پر متفق تھی) سے قادیانیت، نیچریت، انکار حدیث، مودودیت اور نہ جانے کتنے فرقے اپنی کوکھ سے جنم دیئے، اب باقی کیا رہ گیا ہے، جو اور کریں گے۔

خدا را امت کو اب اور فرقوں میں مت تقسیم کیجئے، بہت ہوگیا، اختلاف کا جو مقصد تھا وہ بھی آپ کو حاصل ہو گیا، جاگیریں اور جائیدادیں بھی ملیں، انگریز ملک چھوڑنے کے باوجود اب تک آپ کے احسانوں کو فراموش نہیں کر سکا، فی الحال اسلام پر ہر چہار جانب سے حملے ہو رہے ہیں، سب کا نشانہ واحد اسلام ہے، سب کی نگاہیں اسلام کی طرف اٹھی ہوئی ہیں، ہر ایک موقع کی تلاش میں گھات لگائے بیٹھا ہے، ایسے وقت میں امت مسلمہ کے اتحاد کی سخت ضرورت ہے، خدارا! خدارا! امت کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کرو، اور جو ایک ہیں ان میں انتشار نہ پیدا کرو۔

اللہ ہم سب کو صحیح راستے پر چلنے اور باطل وگمراہ راستے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔

☆☆☆

عورتوں کی امامت کا مسئلہ اور غیر مقلد علماء کا جھوٹ، خیانت اور دھوکہ

حافظ محمود احمد (عرف عبد الباری محمود)

قارئین کرام! علمائے اہلحدیث (غیر مقلدین علماء) کو احناف اور فقہ حنفی سے اس قدر چڑھ ہے کہ وہ جہل، جھوٹ، خیانت اور بد دیانتی کا سہارا لیکر آئے دن فقہ حنفی اور احناف کو بدنام کرتے رہتے ہیں جس کا ایک نمونہ یہاں پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بہت بڑے عالم جنکا نام ابو الاقبال سلفی ہے، اپنی کتاب "اصلی اسلام کیا ہے؟ اور جعلی اسلام کیا؟" میں جگہ جگہ جھوٹ، خیانت اور بد دیانتی کا مظاہرہ کیا ہے، (تفصیل جاننے کیلئے دیکھئے: مولانا مرتضیٰ حسن صاحب سدھارتھ نگری کی کتاب "ضدی ابلیس" اور "پردہ اُٹھ رہا ہے")

اس کتاب کے صفحہ ۷۹/۴ پر عورتوں کی امامت سے متعلق دو روایتیں نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ أَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا. (ابو داؤد باب امامت النساء)

رسول اللہ ﷺ نے (حضرت، ناقل) ام ورقہ (رضی اللہ عنہا، ناقل) کو اپنے گھر والوں کی امامت کرانے کا حکم دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا تَؤُمُّ النِّسَاءَ وَتَقُوْمُ وَسْطَهُنَّ. (مستدرک حاکم باب امامت المرأۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا صف کے بیچ میں کھڑی ہو کر عورتوں کی امامت کراتی تھیں۔"

پھر لکھتے ہیں:

"دونوں حدیثیں بالکل صاف اور واضح ہیں۔ ایک میں رسول کا حکم ہے... دوسری میں زوجۂ رسولؐ کا اس پر عمل ہے۔ لیکن حنفی مذہب اللہ کے رسول کے اس حکم کو نہیں مانتا۔ نہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس حکم (یہاں سلفی صاحب نے اپنی جہالت سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے "عمل" کو "حکم" بنا دیا ہے، ناقل) پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے۔ بلکہ اپنی طرف سے گڑھ کر فتویٰ دیتا ہے۔ اور اس حکم رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے۔"

یہی سلفی صاحب اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"ناظرین یہ ہیں صحیح احادیث جن سے صاف طور پر ثابت ہے کہ عورتیں عورتوں کی امامت کر سکتی ہیں۔ لیکن حقانی اور حنفیہ ان تمام صحیح حدیثوں کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ عورت عورتوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔ یہ امت حنفیہ ہے اس لئے اسلام کے رسول کا حکم یہ کیوں کر مان سکتی ہے۔" (مذہبِ حنفی کا دینِ اسلام سے اختلاف، صفحہ ۴۵)

اس فرقہ کے ایک اور بڑے عالم حکیم صادق سیالکوٹی اپنی کتاب "سبیل الرسول" میں لکھتے ہیں:

"حنفی بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف عورتوں کو بھی جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دیں۔ عورت کی امامت عورت کے لئے روا رکھی، لیکن فقہ میں یہ کام منع قرار پائے کہ حدیث کی برابری کتنی بری چیز ہے" (صفحہ ۱۵۷)

اسی فرقہ کے ایک اور مشہور غیر مقلد عالم فاروق الرحمٰن صاحب یزدانی حضرت عائشہؓ کی مستدرک حاکم اور ابوداؤد کے حوالہ سے روایت مع ترجمہ نقل کر کے لکھتے ہیں:

"اس روایت سے کس قدر واضح ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ ابوداؤد شریف کی روایت میں ام ورقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جماعت کرانے کا حکم دیا ہے اور مستدرک حاکم کی روایت میں فرض نماز کا بھی ذکر ہے کہ وہ امامت فرض نماز کی ہوتی تھی۔ مگر کیا کیا جائے اس رائے و قیاس کے مرض کا کہ حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اس نے اپنا شعار بنالیا ہے چنانچہ فقہ حنفی میں لکھا ہے:

ویکرہ للنساء ان یصلین وحدھن الجماعۃ [ہدایہ ج۱، ص۱۲۵، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، شرح وقایہ ۱۷۶/۱، قدوری ص۴۴]

یعنی مکروہ سمجھا گیا ہے کہ عورتیں علیحدہ جماعت سے نماز پڑھیں۔ یعنی مردوں کی جماعت کے علاوہ جماعت کرائیں۔"

مزید لکھتے ہیں:

"قارئین اوپر آپ نے حدیث پڑھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ورقہؓ کو جماعت کرانے کا حکم دیا ہے مگر یہ فقہ حنفی ہے کہ اسے مکروہ سمجھ رہی ہے۔ تو گویا جس کام کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کا مشورہ ہی نہیں بلکہ کرنے کا حکم دیں لیکن فقاہت کا تقاضہ ہے کہ اس کو نا پسند کیا جائے۔ یہ حال ہے امت کے دعویداروں کا۔" (احناف کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف، صفحہ ۳۱۸و۳۱۹)

*****الجواب*****

قارئین کرام! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دے رکھی تھی کہ اگر عورتیں اپنی جماعت کریں تو ان کی نماز باطل نہیں ہوگی بلکہ جائز ہوگی لیکن ابوالاقبال سلفی، حکیم صادق سیالکوٹی اور فاروق الرحمٰن یزدانی نے اس کو ایسا بیان کیا ہے کہ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اس پر برابر عمل ہوتا رہا ہے جبکہ صورت حال یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں استمرار کے ساتھ اس پر عمل نہیں تھا (جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا) لیکن ابوالاقبال سلفی، حکیم صادق سیالکوٹی اور فاروق الرحمٰن یزدانی کو چونکہ فقہ حنفی کو بدنام کرنا تھا اس لئے ایسا بیان کیا۔

قارئین کرام! ابوالاقبال سلفی اور صادق سیالکوٹی نے ہدایہ کو حدیث کے خلاف بتانے کے لئے ایک عبارت تو نقل کر دی لیکن وہ عبارت اڑادی جس سے کہ حدیث کے خلاف نہیں بلکہ اس کے موافق ہو رہی تھی. دیکھئے ہدایہ میں صاف لکھا ہے:

وان فعلن قامة الامام وسطھن

یعنی عورتیں اگر خود جماعت کریں تو جو عورت امام ہو ان کے بیچ میں کھڑی ہو. (دلیلیں آگے آرہی ہیں)

قارئین! ہدایہ کی یہ عبارت کتنی صاف ہے کہ اگر عورتیں ایسا کریں تو ان کی نماز درست ہوگی اور انکی جماعت کا طریقہ بھی بتلادیا مگر اقبال سلفی اور صادق سیالکوٹی نے از راہ خیانت اس عبارت کو گول کر دیا اور جھوٹ بولتے ہوئے یہ بتلایا کہ فقہ حنفی میں عورتوں کی جماعت منع ہے. (لعنت اللہ علی الکذبین)

قارئین! رہا مسئلہ فقہ حنفی میں عورتوں کی جماعت کے مکروہ ہونے کا،، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں خود اس کو ناپسند کیا گیا ہے۔ دیکھئے عورتوں کی جماعت سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"لا خیر فی جماعة النساء الا فی المسجد او فی جنازة قتیل

یعنی عورتوں کی جماعت میں کوئی بھلائی نہیں ہے الا یہ کہ مسجد میں یا مقتول کے جنازہ میں"

(رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط بحوالہ اعلاء السنن جلد ۴ صفحہ ۲۴۲)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی جماعت میں خیریت (یعنی بھلائی) کی نفی فرمائی ہے جو اس کے کراہیت کی کافی دلیل ہے۔

اور خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لا تؤم المرأة ۔یعنی عورت امامت نہ کرے" (المدونة الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۸۶)

مرد و عورت کی امامت کی جائے قیام میں فرق کی دلیل

مرد امامت میں آگے کھڑا ہوگا اس لئے کہ حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم تین (آدمی) ہوں (اور باجماعت نماز پڑھنے لگیں) تو ہم میں ایک آگے ہو جایا کرے۔ (ترمذی شریف جلد ۱، باب ماجاء فی الرجل یصلی مع الرجلین)

اور حضرت جابرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سلسلہ کا اپنا واقعہ یوں بیان کیا ہے ایک موقع پر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھما کر مجھے اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا، اتنے میں (حضرت) جبار بن صخرؓ بھی وضو کر کے آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر پیچھے کر دیا (اب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے آگے)۔ دیکھیے: صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقاق)

جبکہ عورت امام کی جائے قیام کے بارے میں درج ذیل روایتیں آئی ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: "تؤم المرأة النساء تقوم فی وسطهن

یعنی عورت (اگر) عورتوں کی امام بنے تو ان کے درمیان کھڑی ہو" (مصنف عبد الرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

(۲) حضرت ریطہ حنفیہؒ روایت کرتی ہیں:

(ایک دفعہ) حضرت عائشہؓ نے فرض نماز میں عورتوں کی امامت کرائیں تو ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔ (مصنف عبد الرزاق، جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

(۳) یحییٰ بن سعید خبر دیتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نفل نماز میں عورتوں کی امامت کراتی تھیں تو ان کے صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔ (حوالہ سابق)

(۴) حضرت عائشہؓ ماہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتی تھیں تو بیچ میں کھڑی ہوتی تھیں۔

(کتاب الآثار، باب المرأة النساء...)

(۵) نصب الرایہ کتاب الصلاۃ میں ہے کہ:

عن ام الحسن انها رأت ام سلمة زوج النبی صلی الله علیه وسلم تؤم النساء فتقوم معهن فی صفهن

یعنی حضرت ام حسن سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت ام سلمہؓ کو دیکھا کہ وہ عورتوں کی امامت کرتی تھیں تو ان کے ساتھ ان کے صف میں کھڑی ہوتی تھیں.

فائدہ: ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ مرد امامت میں صف میں آگے کھڑا ہو گا، جبکہ عورت امامت میں صف کے آگے نہیں، بلکہ درمیانِ صف کھڑی ہو گی۔ اور یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ عورتوں کی اپنی جماعت فی نفسہ جائز ہے لہذا اگر وہ اپنی جماعت کرنا چاہیں تو منع نہیں ہے، لیکن شریعت کی نظر میں یہ بہتر و پسندیدہ بھی نہیں ہے جیسا کہ اوپر میں گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس میں خیریت (یعنی بھلائی) کی نفی کی ہے جو "لا خیر فی جماعۃ النساء الا فی المسجد او فی جنازۃ قتیل" سے واضح ہے۔

یہی وجہ ہے کہ زمانہ خیر القرون میں اس کا رواج نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ نے جو امامت کرائی ہیں تو یہ ابتداء اسلام میں تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ ابو داؤد کی شرح بذل المجہود میں ہے:

الا ان جماعتہن مکروھۃ عندنا و عند الشافعی مستحبۃ کجماعۃ الرجال و یروی فی ذلك احادیث لکن تلك کانت فی ابتداء الاسلام ثم نسخت...

"یعنی ہمارے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے جیسے مرد کی جماعت اور یہ کہ جو روایت کی گئی ہے عورتیں امامت کرواتی تھیں تو یہ ابتداء اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا" (جلد ۴ صفحہ ۲۰۹)

اسی طرح مولانا عبد الحئی لکھنویؒ فرماتے ہیں:

فاین ذالك من ابتداء الاسلام

لکن یمکن ان یقال انہ منسوخ

"یعنی تو ایسا ہے کہ یہ ابتداء اسلام سے، لیکن ممکن ہے کہ اسے منسوخ کہا جائے" دیکھئے: (حاشیہ ہدایہ)

لہذا خلاصہ کلام یہ کہ:

عورتوں کی اپنی جماعت فی نفسہ جائز ہے لہذا اگر وہ اپنی جماعت کرنا چاہیں تو منع نہیں ہے، لیکن شریعت کی نظر میں یہ بہتر و پسندیدہ بھی نہیں ہے۔

اللہ پاک ہم کو صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

حضرت گنگوہیؒ پر تکذیب رب العزت کا بہتان اور اس کا جواب

مولانا ساجد خان نقشبندی حفظہ اللہ

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب نے "حسام الحرمین" نامی اعلیٰ کتاب میں، کل ملا کر ہمارے چار اکابر پر صریح کفر کا فتوی جڑا تھا، اور انہیں فتوی کی رو سے اکثر بریلوی آج بھی ان اکابرین کے ماننے والے 'دیوبندیوں' کو صاف کافر کہتے ہیں اور سلام کرنا بھی نادرست سمجھتے ہیں۔ 4 اکابرین میں سے، (جنہیں اکابرینِ اربعہ بھی کہتے ہیں) ایک حضرت گنگوہیؒ ہیں جن پر الزام یہ تھا کہ حضرت کا عقیدہ ہے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے معاذ اللہ۔ اسے "امکانِ کذب کا مسئلہ" بھی کہتے ہیں (مدیر)

مولوی احمد رضا خان اپنی تکفیری دستاویز "حسام الحرمین" پر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا حال یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتوے میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ و تعالی کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کر دے کہ معاذ اللہ تعالی نے جھوٹ بولا اور یہ عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق، گمراہی درکنار، فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا کہہ چکے ہیں جیسا اس نے کہا بس نہایت کار یہ ہے کہ اس نے تاویل میں خطا کی۔۔۔ یہی وہ ہیں جنھیں اللہ تعالی نے بہرا کیا اور اس کی آنکھیں آندھی کر دیں (حسام الحرمین مع تمہید ایمان ص 71 مکتبۃ المدینہ)

قارئین کرام حضرت گنگوہیؒ کی طرف کسی ایسے فتوے کی نسبت کرنا سراسر افتراء اور بہتان ہے حسام الحرمین کی اس سے پہلی والی بحث یعنی تحذیر الناس میں تو مولوی احمد رضا خان نے تحذیر الناس کی متفرق عبارتیں جوڑ کر کفر کی مسل تیار بھی کر لی تھی یہاں تو یہ بھی ناممکن ہے۔ بحمد اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ مرقوم نہیں ہیں نہ ہی کسی فتوے کا یہ مضمون ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ صرف خان صاحب یا ان کے کسی دوسرے ہم پیشہ بزرگ کا افتراء اور بہتان ہے۔ بفضلہ تعالی ہمارے اکابر اس شخص کو کافر، مرتد، ملعون سمجھتے ہیں جو خداوند تعالی کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے اور اس سے

بالفعل صدور کذب کا قائل ہو بلکہ جو بد نصیب اس کے کفر میں شک کرے ہم اس کو بھی خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ جن پر خان صاحب نے یہ ناپاک اور شیطانی بہتان لگایا خود انہی کے مطبوعہ فتاوی میں یہ فتوی موجود ہے:

ذات پاک حق تعالی جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے۔ اس سے کہ متصف بوصف کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالی اس کے کلام میں ہر گز ہر گز شائبہ کذب کا نہیں قال اللہ تعالی: و من اصدق من اللہ قیلاا(فتاوی رشیدیہ جلد اول ص118 و تالیفات رشیدیہ ص96)

جو شخص اللہ تعالی کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ قطعا کافر و ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے۔ وہ ہر گز مومن نہیں تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا (ایضا)۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس صریح اور چھپے ہوئے فتوے کے ہوتے ہوئے حضرت ممدوح پر یہ افتراء کرنا کہ معاذ اللہ وہ خدا کو کاذب بالفعل مانتے ہیں یا ایسا بکنے والے کو مسلمان کہتے ہیں کس قدر شرمناک کاروائی ہے۔؟؟الحساب یو م الحساب ۔ شرم۔۔۔ شرم۔۔۔ شرم۔۔۔

رہا مولوی رضاخان صاحب کا یہ لکھنا کہ "میں نے ان کا وہ فتوی مع مہر و دستخط بچشم خود دیکھا" اس کے جواب میں ہم صرف اتنا عرض کریں گے جب اس چودہویں صدی کا ایک عالم و مفتی ایک چھپی ہوئی کثیر الاشاعت کتاب (تحذیر الناس) کی عبارتوں میں قطع و برید کرکے ص3,14,28 کی عبارتوں میں تحریف کرکے ایک کفریہ مضمون گھڑ کے تحذیر الناس کی طرف منسوب کر سکتا ہے تو کسی جعلساز کیلئے کسی کے مہر و دستخط بنالینا کیا مشکل ہے ؟ (آپ حضرات اکثر سنتے ہونگے اخبارات و ٹی وی میں کہ فلاں جگہ سے جعلساز پکڑے گئے جن سے جعلی سرکاری مہریں برآمد ہوئی ہیں جو پاسپورٹ پر لگانے کے کام آتی تھی وغیرہ وغیرہ) کیا دنیا میں جعلی سکے جعلی نوٹ جعلی دستاویز تیار کروانے والے موجود نہیں ؟ مشہور ہے کہ بریلی اور اس کے گرد و نواح میں اس فن کے بڑے بڑے ماہر رہتے ہیں جنکا ذریعہ معاش ہی یہی ہے۔

بہرحال مولوی احمد رضاخان نے حضرت گنگوہیؒ کے جس فتوے کا ذکر کیا ہے اس کی کوئی اصل نہیں فتاوی رشیدیہ جو تین جلدوں میں چھپ کر آچکی ہے (اس وقت یہ مجموعہ تالیفات رشیدیہ کے ساتھ بھی چھپ چکا ہے جس میں حضرت گنگوہیؒ کی تمام تصانیف کو جمع کر دیا گیا ہے) وہ بھی اس کے ذکر سے خالی ہے۔ بلکہ اس میں تو اس کے خلاف چند فتوے موجود ہیں جن میں سے ایک اوپر نقل

بھی کیا جا چکا ہے۔اور اگر فی الواقع خان صاحب نے اس قسم کا کوئی فتوی دیکھا ہے تو وہ یقیناًان کے کسی ہم پیشہ بزرگ یا ان کے کسی پیشرو کی جعلسازی اور دسیسہ کاریوں کا نتیجہ ہے۔

حضرات علمائے کرام ومشائخ کرام رحمھم اللہ کی عزت وعظمت کو مٹانے کیلئے حاسدوں نے اس سے پہلے بھی اس قسم کی کاروائیاں کی ہیں۔اس سلسلے کے چند عبرت آموز واقعات ہم یہاں عرض کردیتے ہیں:

☆ امت کے جلیل القدر فقیہ اور محدث اعظم امام احمد حنبلؒ اس دنیا سے کوچ فرمارہے ہیں کہ اور کوئی بدنصیب حاسد عین اسی وقت تکیہ کے نیچے لکھے ہوئے کاغذات رکھ جاتا ہے جن میں خالص ملحدانہ عقائد اور زندیقانہ خیالات بھرے ہوئے ہیں۔ کیوں؟صرف اس لئے کہ لوگ ان تحریرات کو امام احمد بن حنبلؒ ہی کی کاوش دماغی کا نتیجہ سمجھیں گے اور جب ان کے مضامین تعلیمات اسلامی کے خلاف پائیں گے تو ان سے بدظن ہو جائیں گے اور لوگوں ک دلوں سے ان کی عظمت نکل جائے گی۔پھر ہماری دکان جو امام کے فیض عام سے پھیکی پڑ چکی تھی چمک اٹھے گی۔

☆ امام لغت علامہ فیروز آبادی صاحب قاموسؒ زندہ تھے مشہور امام ومرجع خواص وعام تھے حافظ حجر عسقلانیؒ نے ان کے خرمن علم سے خوشہ چینی کی۔حاسدین نے ان کی اس غیر معمولی مقبولیت کو دیکھ کر ان کی اس عظمت کو بڑ لگانے کیلئے ایک پوری کتاب حضرت امام ابو حنیفہؒ کی مطاعن میں تصنیف کرڈالی جس میں خوب زور وشور سے امام اعظمؒ کی تکفیر بھی کی اور یہ جعلی کتاب ان کی طرف منسوب کرکے دور دراز تک شائع کروادی۔ حنفی دنیا میں علامہ فیروز آبادیؒ کے خلاف نہایت زبردست ہیجان پیدا ہو گیا لیکن بیچارے علامہؒ کو اس کی خبر بھی نہ تھی یہاں تک جب وہ کتاب ابو بکر الخیاط البغوی الیمانی کے پاس پہنچی تو انھوں نے علامہ فیروز آبادی کو خط لکھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟علامہ موصوف اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

اگر وہ کتاب جو افتراء میں میری طرف منسوب کردی گئی ہے آپ کے پاس ہو تو فوراًاس کو نذر آتش کردیں خدا کی پناہ!میں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تکفیر وانا اعظم المعتقدین فی امام ابی حنفیہ۔اس کے بعد ایک ضخیم کتاب امام ابو حنیفہؒ کے مناقب میں لکھی۔

☆ امام مصطفی کرمانی حنفیؒ نے نہایت جانکاہی سے "مقدمہ ابو اللیث سمرقندی" کی مبسوط شرح لکھی جب ختم کرچکے تو مصر کے علماء کو دکھلانے کے بعد اس کی اشاعت کا ارداہ کیا۔تصنیف الحمد اللہ کامیاب تھی۔بعض حاسدوں کی نظر میں کھٹک گئی انھوں نے سمجھ لیا کہ اس کی اشاعت سے ہماری دکانیں پھیکی پڑ جائیں گی اور تو کچھ نہ کرسکے البتہ یہ خباثت کی کہ اس کے "باب آداب الخلاء" کے اس مسئلہ

کے حاجت کے وقت آفتاب وماہتاب کی طرف رخ نہ کرے۔ اپنی دسیسہ کاری سے اتنا اضافہ کر دیا کہ ”چونکہ ابراہیمؑ ان دونوں کی عبادت کرتے تھے“ معاذ اللہ۔ علامہ کرمانیؒ کو اس شرارت کی کیا خبر تھی انھوں نے لاعلمی میں وہ کتاب مصر کے علماء کے سامنے پیش کر دی جب ان کی نظر اس دلیل پر پڑی تو سخت برہم ہوئے اور تمام مصر میں علامہؒ کے خلاف ہنگامہ کھڑا ہو گیا قاضی مصر نے واجب القتل قرار دے دیا۔ بیچارے راتوں رات جان بچا کر مصر سے بھاگ گئے ورنہ سر دئے بغیر چھوٹنا مشکل تھا۔

یہ گنتی کے چند واقعات تھے ورنہ تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو حاسدوں کی ان شرارتوں سے تاریخ کے واقعات بھرے پڑے ہیں۔ پس اگر بالفرض فاضل بریلوی اپنے اس بیان میں سچے ہیں کہ انھوں نے اس مضمون کا کوئی فتوی دیکھا ہے تو یقیناً وہ اسی قبیل سے ہے۔ لیکن پھر بھی فاضل بریلوی کو اس بنا پر کفر کا فتوی دینا ہرگز جائز نہ تھا جب تک کہ وہ خود خوب تحقیق نہ کر لیتے کہ یہ فتوی حضرت مولانا کا ہی ہے یا نہیں؟ فقہ کا مسلم اور مشہور مسئلہ ہے کہ ”الخط یشبہ الخط“ یعنی ایک انسان کا خط دوسرے انسان سے مل جاتا ہے اور خود خان صاحب بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ:

تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ الخط یشبہ الخط، الخط لایعمل بہ (ملفوظات حصہ دوم ص170 فرید بک اسٹال لاہور)۔

رہے وہ دلائل جو خان صاحب نے اس فتوے کے صحیح ہونے کیلئے اپنی کتاب تمہید ایمان میں لکھے تو وہ نہایت لچر اور تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہیں قارئین کرام ذرا ان کو بھی خود دیکھ لیں اور جانچ لیں:

یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتوے اٹھارہ برس ہوئے 1308ھ میں رسالہ صیانۃ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا ہے۔ پھر 1318ھ میں مطبع گلزار حسینی بمبئی میں اس کا مفصل رد چھپا پھر 1320ھ میں پٹنہ عظیم آباد میں اس کا ایک قاہرہ رد چھپا اور فتوی دینے والا جمادی الاخر ۱۳۲۳ ھ میں مرا اور مرتے دم تک ساکت رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتوی میرا نہیں حالانکہ خود چھپائی ہوئی کتابوں سے اس کا انکار کر دینا سہل تھا نہ یہی بتلایا کہ وہ مطلب نہیں جو علمائے اہلسنت بتلا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ (تمہید ایمان ص49)

حشو وزائد کو حذف کر دینے کے بعد خان صاحب کی اس دلیل کا صرف حاصل یہ ہے کہ:

(۱) یہ فتوی مع رد کے مولانا ممدوحؒ کی زندگی میں تین دفعہ چھپا۔

(۲) انھوں نے تازیست اس فتوے سے انکار نہیں کیا نہ اس کا کوئی مطلب بتلایا۔

(۳) اور چونکہ معاملہ سنگین تھا اس لئے خاموشی کو عدم التفات پر بھی محمول نہیں کیا جاسکتا لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ فتوے انہی کا ہے اور اسی بنا پر ہم نے ان کی تکفیر کی اور تکفیر بھی ایسی کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔

اگرچہ خان صاحب کے ان دلائل کا لچر پوچ و مہمل ہونا ہمارے نقد تبصرے کا محتاج نہیں۔ ہر معمولی سی عقل رکھنے والا بھی تھوڑے سے غور و فکر کے بعد اس کو لغویت سمجھے گا تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ہر ہر جز پر تھوڑی سی روشنی ڈال دیجائے تاکہ آپ سے خان صاحب کے علم و مجددیت کی کچھ داد دلوا دیجائے۔

خان صاحب کی پہلی دلیل کا بنیادی مقدمہ یہ ہے کہ:

یہ فتوے مولانا کی حیات میں تین دفعہ چھپے۔

اس مقدمے میں سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ یہ فتوے مولانا کے مخالفین نے چھاپے۔ مولانا یا آپ کے متوسلین کی طرف سے کبھی اس کی اشاعت نہیں ہوئی (خیر اس راز کو تو اہل بصیرت ہی سمجھ سکتے ہیں) ہم کو تو اس کے متعلق صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اگر خان صاحب کے بیان کو صحیح سمجھ لیا جائے کہ یہ فتوی متعدد بار بمع رد کے حضرت گنگوہیؒ کی حیات میں شائع ہوا جب بھی لازم نہیں آتا کہ حضرت کے پاس بھی پہنچا ہو یا ان کو اس کی اطلاع بھی ہوئی ہو۔ اگر ان کے پاس بھیجا گیا تو سوال یہ ہے کہ ذریعہ قطعی تھا یا غیر قطعی؟ پھر کیا خان صاحب کو اس کی وصولیابی کی اطلاع ہوئی؟ اگر ہوئی تو وہ ذریعہ قطعی تھا یا ظنی؟ بحث کے پہلوؤں سے چشم پوشی کر کے کفر کا قطعی فتوی دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟۔ بہر حال جب تک قطعی طور پر ثابت نہ ہو جائے کہ فی الواقع حضرت گنگوہیؒ نے کوئی ایسا فتوی لکھا تھا جس کا قطعی اور متعین مطلب وہی تھا جو مولوی احمد رضا خان نے لکھا اس وقت تک ان تخمینی بنیادوں پر تکفیر قطعاً ناروا بلکہ معصیت ہے۔ حضرت مولانا ممدوحؒ تو ایک گوشہ نشین عارف باللہ تھے جن کا حال بلا مبالغہ یہ تھا

بسو دائے جانان زجان مشتغل
بذکر حبیب از جہاں مشتغل

خان صاحب کے دوسرے مقدمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مولاناؒ نے اس فتوے کا انکار نہیں کیا نہ اس کی تاویل کی۔

اس کے متعلق تو پہلی گزارش یہی ہے کہ جب اطلاع ہی ثابت نہیں تو انکار کس چیز کا اور تاویل کس بات کی ؟ اور فرض کر لیجئے کہ ان کو اطلاع ہوئی لیکن انھوں نے ناخدا ترس مفتریوں کی اس ناپاک حرکت کو ناقابل توجہ سمجھا ان کو بحوالہ خدا کر کے سکوت فرمایا۔ رہا یہ کہ کفر کی نسبت کوئی معمولی بات نہ تھی جس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ تو اول تو یہ ضروری نہیں کہ دوسرے بھی آپ کے نظریہ سے متفق ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس کے انکار کی ضرورت نہ سمجھی ہو۔ کہ ایمان والے خود ہی اس ناپاک افتراء کی تکذیب کر دیں گے۔ یا انھوں نے یہ خیال کیا ہو کہ اس گند کو اچھالنے والے علمی اور مذہبی دنیا میں کوئی مقام نہیں رکھتے لہٰذا ان کی بات کا کوئی اعتبار نہیں کرے گا۔ بہر حال سکوت کیلئے یہ وجوہ بھی ہو سکتی ہیں۔ پھر قطع نظر ان تمام باتوں سے یہ کہنا ہی غلط ہے کہ کفر کا معاملہ سنگین تھا بے شک خان صاحب کی "مجددیت" کے دور سے پہلے تکفیر ایسی غیر معمولی اہمیت رکھتی تھی لیکن خان صاحب کی روح اور ان کی موجودہ ذریت مجھے معاف فرمائے کہ جس دن سے افتاء کا قلمدان خان صاحب کے بے باک ہاتھوں میں گیا ہے اس روز سے تو کفر اتنا سستا ہو گیا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ ندوۃ العلماء والے کافر جو نہ مانے کافر، اہلحدیث کافر جو نہ مانے کافر، دیوبندی کافر جو نہ مانے کافر، مولانا عبد الباری فرنگی صاحب کافر اور تو اور تحریک خلاف میں شرکت کے جرم اپنے برادران طریقت عبد الماجد صاحب بدایوانی، عبد القادر بدایوانی کافر اس کو بھی چھوڑو مصلی رسول ﷺ پر کھڑا ہونے والا شخص آئمہ اسلام سب کافر۔ کفر کی وہ بے پناہ مشین گن چلی کہ الٰہی توبہ بریلی کے ڈھائی نفر انسانوں کے سوا کوئی مسلمان نہ رہا۔ پس ہو سکتا ہے کہ خان صاحب کسی اللہ والے کو کافر کہیں اور وہ اللہ والا اس کو نباح الکلاب (کتوں کا بھونکنا) سمجھتے ہوئے خاموشی اختیار کرے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولانا مرحومؒ کو اس فتوے کی اطلاع ہوئی اور مولاناؒ نے انکار بھی کیا ہو مگر خانصاحب کو اس کی اطلاع نہ ہوئی پھر عدم اطلاع سے عدم انکار کیوں سمجھا جا سکتا ہے ؟ کیا عدم علم عدم الشئی کو مستلزم ہے ؟۔ اہل علم اور ارباب عقل و دانش غور فرمائیں کہ کیا اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے بھی تکفیر جائز ہو سکتی ہے ؟ دعویٰ تو یہ تھا کہ:

ایسی عظیم احتیاط والے (یعنی خود بدولت جناب خانصاحب) نے ہر گز ان دشنامیوں) حضرت گنگوہیؒ وغیرہ) کو کافر نہ کہا جب تک یقینی، قطعی واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو گیا۔ جس میں اصلا اصلا ہر گز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے۔ (تمہید ایمان ص55)

اور دلیل اس قدر لچر کے یقین کیا ظن کو بھی مفید نہیں۔ اور اگر ایسی ہی دلیلوں سے کفر ثابت ہوتا ہے تو پھر تو اسلام اور مسلمانوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔ کوئی جاہل اور دیوانہ کسی باخدا کو کافر کہے اور وہ اس کو ناقابل خطاب سمجھتے ہوئے اعراض کرے اور اسکے لئے اپنی صفائی پیش نہ کرے بس خان صاحب کی دلیل سے کافر ہو گیا۔ چہ خوش۔

گر ہمیں مفتی و ہمیں فتوی

کار ایماں تمام خواہد شد

ادھر فقہاء کی یہ تصریحات کہ ۱۹۹ احتمالات کفر کے ہوں صرف ایک احتمال اسلام کا پھر بھی تکفیر جائز نہیں ادھر یہ مجدد کہ محض خیالی وو ہمی مقدمے جوڑ کر کہتا ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔ اللہ کی پناہ۔

یہی وہ خیالات وواقعات ہیں جسکی بنیاد پر ہم سمجھتے ہیں کہ خان صاحب نے فتاوی کفر کسی غلط فہمی یا علمی لغزش پر جاری نہ کئے تھے بلکہ در حقیقت اس کی تہ میں صرف حسد و جاہ پرستی اور نفس پرستی کا بے پناہ جذبہ کار فرما تھا۔

☆☆☆

شعر و ادب

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ حِکْمَۃً

بلا شبہ کتنی ہی شاعری حکمت و دانائی سے لبریز ہوتی ہے۔(صحیح بخاری، جلد سوم: حدیث نمبر 1098 حدیث متواتر و مرفوع)

گریۂ خوں

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جب کبھی دل سے آہ کرتا ہوں
منزلیں پیشِ راہ کرتا ہوں

عشق کی نامراد وادی میں
اپنے غم سے نباہ کرتا ہوں

ساری خلقت سے دور ہو کے کبھی
دشت کو خواب گاہ کرتا ہوں

صبر کو شکوہ و گلہ کیوں ہے
ضبطِ غم بے پناہ کرتا ہوں

گریۂ اشک عشق میں کیا ہے
گریۂ خوں بھی گاہ کرتا ہوں

دردِ دل جب شدید ہوتا ہے
یاد میں اُن کی آہ کرتا ہوں

لذتِ ذکر کیا کہوں اخترؔ
جھوم کر واہ واہ کرتا ہوں

دل کی لگی

خواجہ مجذوبؒ

یہ دنیا اہلِ دنیا کو بسی معلوم ہوتی ہے
نظر والوں کو یہ اجڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے

یہ کس نے کردیا سب دوستوں سے مجھ کو بیگانہ
مجھے اب دوستی بھی دشمنی معلوم ہوتی ہے

طلب کرتے ہو دادِ حسن تم، پھر وہ بھی غیروں سے!
مجھے تو سن کے بھی اک عار سی معلوم ہوتی ہے

میں رونا اپنا روتا ہوں تو وہ ہنس ہنس کے سنتے ہیں
انہیں دل کی لگی، اک دل لگی معلوم ہوتی ہے

نہ جائیں میری اس خندہ لبی پر دیکھنے والے
کہ لب پر زخم کے بھی تو ہنسی معلوم ہوتی ہے

اگر ہمت کرے پھر کیا نہیں انسان کے بس میں
یہ ہے کم ہمتی جو بے بسی معلوم ہوتی ہے

تصوف و سلوک

قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

جبریلؑ نے پوچھا احسان کی حقیقت بتایئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احسان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو (تو کم از کم) اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم، جلد اول: حدیث نمبر 96 حدیث متواتر و مرفوع)

حُسنِ ادب اور اُس کی اہمیت

(قسط۔۱)

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

علماء، مشائخ اور بزرگوں کی عزت و تکریم معمولی عمل نہیں ہے۔ آج کل عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس نے دو لفظ پڑھ لیے وہ گویا 'میں' ہو کر رہ گیا۔ ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کی جو تشریح میں کر سکتا ہوں، وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ (اور درست بھی ہے، جو تشریح ۱۴۰۰ سال میں کسی صحابی اور تابعی، کسی ولی اور بزرگ نے نہیں کی...وہ تشریح صرف یہی لوگ کر سکتے ہیں، اور کوئی نہیں کر سکتا)
دلوں کو شفقت بھرے انداز میں جھنجھوڑتی تحریر، جو ہمیں یاد دلاتی ہے کہ

ع ادب پہلا قرینہ ہے عبادت کے قرینوں میں (مدیر)

بڑوں کا ادب واحترام ، اساتذہ وشیوخ کا اکرام وخدمت گزاری اوراُن کا پاس ولحاظ ہمیشہ سے اکابر دین علماء سلف کا امتیازی وصف رہا ہے مگر آج آزادی کے غلط تصور اور مغرب زدگی کے اثر سے یہ چیزیں رفتہ رفتہ ختم ہورہی ہیں۔آج سے پچیس تیس سال پہلے ہمارے دینی مدارس کے طلبہ میں جو شائستگی وتہذیب جو متانت وسنجیدگی اور جو ادب واحترام پایا جاتا تھا آج اُس کی جھلک بھی کہیں مشکل ہی سے نظر آتی ہے ،یہ کمی بڑی افسوسناک کمی ہے۔علومِ دینیہ کے حاملین کو اسلامی تہذیب ،اسلامی آداب ، اور اسلامی اخلاق کا حامل ہونا چاہیے۔ہمارے لیے ہمارے اکابر واسلاف کی روش قابل تقلید ہے اسی میں ہماری عزت وسربلندی ہے اور اسلاف کی مستحسن روش ہی پر چل کر ہم اسلام کے تقاضے کو پورا کرسکتے ہیں۔ہمارے مذہب نے جس طرح عقائد وعبادات اورمعاملات واخلاق کے سبق ہم کو بتائے ہیں اسی طرح اُس نے ہم کو آداب بھی سکھائے ہیں ،نیک روش ،اچھے چال چلن اور عمدہ طور طریق کی تعلیم بھی دی

ہے اوردوسرے امور دین کے ساتھ ساتھ ادب ووقار سیکھنے اورسکھانے کی تاکید بھی کی ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ان الھدی الصالح والسمت الصالح والاقتصاد جزء من خمسة وعشرین جزء من النبوة ۔رواہ احمد۔

(عمدہ روش ،اچھے انداز اورمیانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے یعنی یہ چیزیں انبیاء علیہم السلام کے عادات وفضائل میں سے ہیں) اسی لیے علماء نے فرمایا :یسن ان یتعلم الادب والسمت والفضل والحیاء وحسن السیرة شرعا وعرفا (الآداب الشرعیہ ۱/۴۷۲)یعنی ادب ووقار، فضل وحیا اور حسن سیرت سیکھنا شرعاً وعرفاً مسنون ہے۔

نیز حدیث نبوی میں وارد ہے: لان یؤدب الرجل ولدہ خیر لہ من ان یتصدق بصاع ۔(ترمذی) آدمی اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو یہ ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے اور فرمایا :مانحل والد ولدا من نحلة افضل من ادب حسن ۔کسی باپ نے اپنی اولاد کو عمدہ ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا، اور ارشاد ہے کہ بیٹے کا ایک حق باپ پر یہ بھی ہے کہ اس کو اچھا ادب سکھائے (عوارف)۔ایک اورحدیث میں ہے: تعلموا العلم ،وتعلموا للعلم السکینة والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ ۔(طبرانی) علم سیکھو اور علم کے لیے سکون ووقار سیکھو، اورجس سے استفادہ کرواس کے لیے تواضع کرو۔اس مضمون کا ایک اثر بھی حضرت عمر سے مروی ہے۔(الآداب الشرعیة ۲/۵۱ و ۱/۲۵۴)۔حضرت عمر سے یہ بھی مروی ہے تأدبوا ثم تعلموا (الآداب الشرعیہ ۳/۵۵۷) ادب سیکھو پھر علم سیکھو۔ابو عبداللہ بلخی نے فرمایا ادب العلم اکثر من العلم علم کاادب علم سے زیادہ ہے۔امام ابن المبارک نے فرمایا کہ آدمی کسی قسم کے علم سے باعظمت نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم کو ادب سے مزین نہ کرے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ آیت کریمہ : قوا انفسکم واھلیکم نارا کی تفسیر ادبوھم وعلموھم سے فرماتے تھے یعنی اپنے اہل واولاد کو آگ سے بچانے کا مطلب یہ بیان فرماتے تھے کہ ان کو ادب سکھاؤ اور تعلیم دو۔عبداللہ ابن المبارک فرماتے ہیں کہ مجھ سے مخلد بن الحسین نے فرمایا کہ ہم بہت ساری حدیثوں کے سننے اور پڑھنے سے زیادہ محتاج ادب سیکھنے کے ہیں۔(الآداب شرعیة ۳/۵۵۸)

حضرت حبیب ابن الشہید (جوامام ابن سیرین کے شاگرد ہیں) اپنے لڑکے سے کہا کرتے تھے کہ بیٹے ! فقہاء وعلماء کی مجلسوں میں بیٹھ کر ان سے ادب سیکھو یہ چیزمیرے نزدیک بہت ساری حدیثوں کے جاننے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض نے بعض طلبہ حدیث کی کچھ خفیف حرکتیں دیکھیں تو فرمایا کہ اے وارثانِ انبیاء ! تم ایسے

رہوگے ؟ حضرت وکیع نے بعض طلّاب کی کچھ نازیبا باتیں اور حرکتیں سنیں اور دیکھیں تو فرمایا کہ کیا حرکت ہے ، تم پروقار لازم ہے۔(آداب شرعیۃ ۲۴۳/۱) ایک بار عبداللہ بن المبارک سفر کررہے تھے لوگوں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے ؟ فرمایا بصرہ جا رہا ہوں ، لوگوں نے کہا ، اب وہاں کون رہ گیاہے جس سے آپ حدیث نہ سن چکے ہوں ،فرمایا ابن عون کی خدمت میں حاضری کا ارادہ ہے،ان کے اخلاق اوران کے آداب سیکھوں گا۔عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں کہ ہم بعض علماء کی خدمت میں علم حاصل کرنے نہیں جاتے تھے بلکہ صرف اس مقصد سے حاضری دیتے تھے کہ ان کی نیک روش ان کا طرز وانداز سیکھیں گے۔علی ابن المدینی وغیرہ متعددائمہ حدیث یحیٰ ابن سعید قطان کے پاس بعض اوقات صرف اس لیے حاضر ہوتے تھے کہ ان کی روش وانداز دیکھیں۔اعمش کہتے ہیں کہ طالبین علم فقیہ (استاذ) سے ہرچیز سیکھتے تھے حتی کہ اُسی کی سی پوشاک اورجوتے پہننا سیکھتے تھے (آداب)۔حضرت امام احمد کی مجلس میں پانچ ہزار سے زائد آدمی شریک ہوتے تھے جن میں سے صرف پانچ سو کے قریب آدمی تواُن سے حدیثیں سن کر لکھتے تھے اورباقی سب لوگ ان سے حسن ادب اور وقار ومتانت سیکھتے تھے۔(آداب ۱۳/۲)

ادب سیکھنے اور سکھانے کی اس اہمیت کو واضح کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عالم کا حق ،اور ان کے اجلال واحترام کے احکام بھی ذکر کردیئے جائیں۔

اُستاذ کامرتبہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی بتادیا میں اُس کا غلام ہوں، وہ چاہے مجھے بیچے یا آزاد کردے یا غلام بنائے رکھے۔امام زرنوجی نے اس کو ذکرکرنے کے بعد خود فرمایا ہے :

رأیت احق الحق حق المعلم

و اوجبہ حفظا علی کل مسلم

سب سے زیادہ واجب الرعایۃ اورضروری حق ہر مسلمان کے ذمہ معلم (اُستاذ) کا حق میں نے پایا

لقد حق ان یھدی الیہ کرامۃ

لتعلیم حرف واحد الف درھم

وہ اس لائق ہے کہ ایک حرف بتانے کی قدر دانی میں اس کو ایک ہزار درہم ہدیہ پیش کیا جائے

"شرح الطریقۃ المحمدیۃ" میں ایک حدیث بھی بایں الفاظ مذکور ہے: من علم عبدا آیۃ من کتاب اللّٰہ فھو مولاہ، لاینبغی ان یخذلہ ولا یستأثر علیہ احدا یعنی کسی قرآن پاک کی ایک آیت سکھا دے وہ اس کا آقا ہے اس کو کبھی اس کی مدد نہ چھوڑنی چاہیے ،نہ اس پر کسی کو ترجیح دینی چاہیے۔ناچیز کہتا ہے کہ اس حدیث کی اسناد عوارف المعارف میں یوں مذکور ہے :

اخبرنا الشیخ الثقۃ ابوالفتح محمد بن سلیمان قال انا ابو الفضل حمید قال انا الحافظ ابو نعیم قال ثنا سلیمان بن احمد قال ثنا انس بن اسلم قال ثنا عتبۃ بن رزین عن ابی امامۃ الباھلی عن رسول اللہ ﷺ۔ (عوارف علی ھامش الاحیاء ۷۴/۱)

اور مجمع الزوائد میں ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔(۱۲۸/۱)

شرح الطریقۃ المحمدیۃ میں یہ بھی مذکور ہے کہ استاذ کا حق ادا کرنے کو ماں باپ کا حق ادا کرنے پر مقدم جانے ، اس کے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ جس وقت امام حلوانی بخارا چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے تو امام زرنجری کے علاوہ ان کے سب شاگرد سفر کرکے ان کی زیارت کو گئے،امام زرنجری ماں کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے نہ جاسکے ،مدت کے بعد جب ملاقات ہوئی توانھوں نے غیر حاضری پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے یہی معذرت پیش کی ، امام حلوانی نے فرمایا کہ خیر تم کو عمر تو ضرور نصیب ہو گی مگر درس نصیب نہ ہو گا یعنی درس میں برکت اور بکثرت لوگوں کا ان کے درس سے فائدہ اُٹھانا نصیب نہ ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اوران کا حلقۂ درس کبھی نہ جما۔الآداب الشرعیہ میں ہے :وذکر بعض الشافعیۃ فی کتابہ فاتحۃ العلم ان حقہ آکد من حق الوالد (۴۹۶/۱) یعنی بعض شوافع نے اپنی کتاب فاتحۃ العلم میں لکھا ہے کہ معلم کا حق باپ کے حق سے زیادہ مؤکد ہے۔

اُستاذ اور ہر عالم کے حقوق :

امام خیر اخری نے فرمایا کہ عالم کا حق جاہل پر اور اُستاذ کا حق شاگرد کے ذمہ یکساں ہی ہے اور وہ یہ ہے (۱) بے علم یا شاگرد عالم یا استاذ سے پہلے بات شروع نہ کرے (۲) اس کی جگہ پر نہ بیٹھے (۳) اس کی بات غلط بھی ہو تو رد نہ کرے☆ (۴)اس کے آگے نہ چلے۔

تعلیم المتعلم میں ہے کہ اُستاذ کی تعلیم وتوقیر میں یہ بھی داخل ہے کہ (۱) اُس کے پاس مباح گفتگو بھی زیادہ نہ کرے (۲) جس وقت وہ تھکا ماندہ ہو اُس وقت اُس سے کوئی سوال نہ کرے(۳) لوگوں کو مسائل بتانے یا تعلیم دینے کا کوئی وقت اُس کے یہاں مقرر ہے تو اُس وقت کا انتظار کرے (۴) اس کے دروازے پر جا کر دروازے نہ کھٹکھٹائے بلکہ صبر وسکون کے ساتھ اُس کے ازخود برآمد ہونے کا انتظار کرے۔

شرح الطریقۃ المحمدیہ میں بھی منقول ہے کہ استاد کا ہاتھ چومنا بھی داخل تعظیم ہے اور ابن الجوزی نے مناقب اصحاب الحدیث میں لکھا ہے : ینبغی للطالب ان یبالغ فی التواضع للعالم ویذل نفسہ لہ ومن التواضع للعالم تقبیل یدہ ۔یعنی طالب علم کے لیے زیبا ہے کہ عالم کے لیے تواضع میں مبالغہ کرے اوراپنے نفس کو اس کے لیے ذلیل کردے اور عالم کے لیے تواضع کی ایک صورت اس کا ہاتھ چومنا بھی ہے۔(آداب شرعیہ ۲/۲۷۲)

استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے آنے جانے کے وقت شاگرد کھڑا ہوجائے☆[1] ۔استاد عالم کے لیے قیام کا جواز بلکہ استحباب آداب شرعیہ میں بھی مذکور ہے اور اس باب میں امام نووی کا ایک مستقل رسالہ ہے۔شرح الطریقۃ میں یہ بھی ہے کہ استاد کی کوئی رائے یا تحقیق شاگرد کو غلط معلوم ہوتی ہو☆[2] تو بھی اس کی پیروی کرے جیسا کہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کے قصہ سے ثابت ہے۔استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے سامنے تواضع سے پیش آئے ، چاپلوسی کرے، اس کی خدمت کرے، اس کی مدد کرے اور علانیہ وخفیہ اس کے لیے دعاء کرتا رہے۔(شرح الطریقہ)

☆ رد کرنا ادب کے خلاف ہے، جبکہ غلط بات پر غلطی سے آگاہ کرنا بھی ضروری ہے، اس خیال کے ساتھ کہ آگاہ کرنا ادب کے دائرہ میں آتا ہو۔چونکہ پیارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ والدین سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں نرمی کرو، چنانچہ اساتذہ کا درجہ بھی ماں باپ کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔(مدیر)

[1]☆ البتہ استاد اگر منع کردے تو اور بات ہے۔نیز استاد کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ طلباء وتلامذہ کا اپنے لیے کھڑا ہونا پسند کرے (مدیر)

[2]☆ صراحتاً قرآن وسنت سے متصادم ہو تو اور بات ہے (مدیر)

امام غزالی نے احیاء العلوم میں یہ فرمایا ہے :ینبغی ان یتواضع للمعلم ویطلب الثواب والشرف بخدمتہ (۱/۳۸) چاہیے کہ معلم کے لیے تواضع کرے اور اس کی خدمت کرکے شرف وثواب کمائے،اس کے بعد ایک حدیث نقل کی ہے۔لیس من اخلاق المومن التملق الا فی طلب العلم یعنی مؤمن کے اخلاق میں تملق (چاپلوسی) کی کوئی جگہ نہیں ہے مگر طلب علم کی راہ میں(رواہ ابن عدی من حدیث معاذ وابی امامۃ باسنادین ضعفین)۔

تعلیم المتعلم (ص۷) میں ہے کہ استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کی اولاد اور متعلقین کی توقیر کرے ترغیب وترہیب منذری میں حدیث مرفوع ہے تواضعوا لمن تعلمون منہ یعنی جس سے علم حاصل کرو اس کے لیے تواضع کرو۔فردوس دیلمی کے حوالہ سے ایک حدیث نبوی منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بڑوں کے آگے چلنا کبائر میں سے ہے ، بڑوں کے آگے کوئی ملعون ہی چل سکتا ہے ، پوچھا گیا یارسول اللہ! بڑوں سے کون مراد ہیں ، فرمایا علماء اورصلحاء۔مراد یہ ہے کہ ان کی عظمت ومنزلت کا لحاظ نہ کرکے استخفافاً آگے چلنا مذموم وقابلِ نکیر ہے۔شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے کہ علم زوال کا ایک سبب معلم کے حقوق کی رعایت نہ کرنا بھی ہے اور فرمایا کہ استاد کو جس شاگرد سے تکلیف پہنچے گی وہ علم کی برکت سے محروم رہ جائے گا۔

کسی اور عالم کا قول ہے کہ جو شاگرد اپنے استاذ کو نا مشروع امر کا ارتکاب کرتے دیکھ کر اگر اعتراض وبے ادبی سے کیوں کہدے گا وہ فلاح نہ پائے گا ، یعنی نامشروع پر ٹوکنے کے لیے بے ادبی مباح نہیں ہے۔دوسرے سے تنبیہ کرائے یا خود ادب واحترام کے ساتھ استفسار کی صورت میں کہے یا اس طرح کہے کہ نصیحۃ مسلم معلوم ہو۔

اجلال علم وعلماء :

ابوداؤد میں مروی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے مسلمان اورعالم وحافظ قرآن اور بادشاہ عادل کی عزت کرنا خدا کی تعظیم میں داخل ہے۔الآداب الشرعیہ میں بروایت ابی امامہ یہ حدیث مرفوع منقول ہے کہ تین باتیں خدا کی تعظیم کی فرع ہیں اسلام میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے والے کی توقیر اور کتاب اللہ کے حامل کا احترام اور صاحب علم کا اکرام خواہ چھوٹا ہو یا بڑا(۱/۲۵۶)۔اسی کتاب میں حضرت طاؤس سے مروی ہے من السنۃ ان یوقر اربعۃ العالم وذو الشیبۃ

والسلطان والوالد یعنی عالم اور بوڑھے اور بادشاہ اور باپ کی توقیر سنت ہے۔ایک اور حدیث مرفوع میں اہل علم کے استخفاف کو منافق کا کام بتایا گیا ہے۔(مجمع الزوائد ۱/۱۴۷)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو ہم میں کے بڑے کی عزت نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کھائے اور عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری اُمت سے نہیں ہے۔ابن حزم نے لکھا ہے (اتفقوا علی ایجاب توقیر اھل القرآن والاسلام والنبی ﷺ وکذلک الخلیفۃ والفاضل والعالم) یعنی حاملین قرآن واسلام اور نبی ﷺ اسی طرح خلیفۂ وقت اور فاضل ،عالم کی توقیر کو واجب قرار دینے پر اجماع ہے۔(الآداب الشرعیہ ۱/۴۹۵)

امام مالک فرماتے ہیں کہ ہارون رشید نے میرے پاس آدمی بھیج کر سماعِ حدیث کی خواہش ظاہر کی میں نے کہلا بھیجا کہ علم لوگوں کے پاس نہیں جایا کرتا۔رشید یہ جواب پاکر خود آئے اور آکر میرے پاس دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے میں نے کہا : یا امیر المومنین ! ان من اجلال اللہ اجلال ذی الشیبۃ المسلم یعنی خدا کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ بوڑھے مسلمان کا احترام کیا جائے۔ہارون کھڑے ہوگئے پھر میرے سامنے شاگردانہ انداز سے بیٹھے ایک مدت کے بعد پھر ملاقات ہوئی تو کہا یا اباعبداللہ تواضعنا لعلمک فانتفعنا بہ ہم نے آپ کے علم کے لیے تواضع کیا تو ہم نے اس سے نفع اُٹھایا۔ (آداب شرعیہ ۲/۵۵)

امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ خلیفہ مہدی جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور امام مالک ان کے سلام کو گئے تو مہدی نے اپنے دونوں لڑکوں ہادی اور رشید کو امام مالک سے حدیث سننے کا حکم دیا ،جب شہزادوں نے امام مالک کو طلب کیا توانھوں نے آنے سے انکار کر دیا۔مہدی کو اس کی خبر ہوئی اور اس نے ناراضی ظاہر کی تو امام نے فرمایا کہ العلم اھل ان یوقر ویؤتی اھلہ یعنی علم اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی توقیر کی جائے اور اس کے اہل کے پاس آیا جائے۔اب مہدی نے خود لڑکوں کو امام صاحب کے پاس بھیجا ،جب وہ وہاں پہنچے تو شہزادوں کے اتالیق نے امام سے خواہش ظاہر کی کہ آپ خود پڑھ کر سنادیں ، امام نے فرمایا کہ جس طرح بچے پڑھتے ہیں اور معلم سنتا ہے اسی طرح اس شہر کے لوگ محدث کے پاس حدیثیں پڑھتے ہیں جہاں خطا ہوتی ہے محدث ٹوک دیتا ہے۔مہدی کو اس کی خبر پہنچائی گئی اور اس نے اس پر بھی اظہار عتاب کیا، توامام مالک نے مدینہ کے ائمہ سبعہ کا نام لے کر فرمایا کہ ان تمام حضرات کے یہاں یہی معمول تھا کہ شاگرد پڑھتے تھے اور وہ حضرات سنتے تھے۔یہ سن کر مہدی نے کہا کہ تو انہیں کی اقتداء ہونی چاہیے

اور لڑکوں کو حکم دیا کہ جاؤ تم خود پڑھو، لڑکوں نے ایسا ہی کیا۔(آداب شرعیہ ۲/۵۵) ایک مرتبہ امام احمد کسی مرض کی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اثنائے گفتگو میں ابراہیم بن طہمان کا ذکر نکل آیا انکا نام سنتے ہی امام احمد سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ یہ نازیبا بات ہوگی کہ نیک لوگوں کا ذکر ہو اور ہم ٹیک لگائے رہیں۔(آداب شرعیہ ۲/۲۶)

اُستاذ کا لحاظ پہلے لوگوں میں :

امام شعبی کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت سوار ہونے لگتے تو حضرت ابن عباس رکاب تھام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے اسی طرح حضرت ابن عمر (صحابی) نے مجاہد (تابعی) کی رکاب تھامی۔امام لیث بن سعد امام زہری کی رکاب تھامتے تھے۔مغیرہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کی ہیبت ہم پر ایسی تھی جیسی بادشاہ کی ہوتی ہے اور یہی حال امام مالک کے شاگردوں کا امام مالک کے ساتھ تھا۔ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعی کی نظر کے سامنے ان کی ہیبت کی وجہ سے مجھے کبھی پانی پینے کی جرأت نہیں ہوئی۔(الآدب الشرعیہ ۱/۲۵۶)

(۲) ثابت بنانی حضرت انس کے شاگرد اور تابعی ہیں یہ جب حضرت انس کی خدمت میں جاتے تو ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اس لیے حضرت انس اپنی لونڈی سے کہا کرتے تھے کہ ذرا میرے ہاتھوں میں خوشبو لگا دے وہ آئے گا تو بے ہاتھ چومے نہ مانے گا۔(مجمع الزوائد ۱/۱۳۰)☆

(جاری ہے)

☆ بشکریہ ماہنامہ انوارِ مدینہ لاہور۔ دسمبر 2004ص 43

قرآنِ پاک کی ترتیب و تفہیم

انسانی احساسات جُوں جُوں پروان چڑھتے جاتے ہیں ویسے ویسے زندگی میں آنے والے نشیب و فراز سوالات کی پٹاری کھولے زندگی کو سوالیہ نشان بنادیتے ہیں۔ یہ سوال ہماری زندگی کا مقصد متعین کرتے ہیں کہ ان جوابات کی روشنی میں زندگی گزارنا ہی بطریقِ احسن ہے۔

لفظ میرا سرمایہ ہے۔ مجھے جینے کا طریقہ لفظوں نے سکھایا ہے۔ میری زندگی میں پہلا لفظ اس ہستی کے لیے نکلا، جس نے مجھے تخلیق کیا۔ احساس نے مجھے "ماں" اور "اللہ" دو الفاظ سکھائے اور میری جستجوِ لفظ نے سوالات کا انبار میرے سامنے رکھ دیا ہے۔ زندگی میں انسان خود سے بہت زیادہ سوالات کرتا ہے۔ جب سوالات کا جواب تشفی بخش نہیں ملتا تو تلاش میں نکل پڑتا ہے۔ میں نے ایک حدیث کی تحقیق کے لیے اصحاب و تابعین کو ایک براعظم کونے سے دوسرے کونے میں سفر کرتے ہوئے پڑھا تو حیرت نہیں ہوئی کہ اسلام کا حکم یہی کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ لفظ میرا سرمایہ ہیں... کبھی کبھی دل کرتا ہے ان لفظوں کو چوموں جو حقِ باری تعالی کا کلام ہیں... نوری کلام جو انسان کے قلم کی پیداوار نہیں ہے۔

مجھ تک قرانِ پاک الفاظ سے پہنچا۔ میں جب بھی یہ الفاظ سنتی تھی مجھ پر سحر طاری ہوجاتا اور ہر دفعہ میں سوچا کرتی تھی کہ میں نے اس کو سمجھ کر پڑھا نہیں ہے مگر اس کے اندر پھر بھی اتنی تاثیر ہے۔ اس احساس نے مجھے قرانِ پاک کا ترجمہ پڑھنے پر مجبور کردیا۔ ☆ جب ترجمہ پڑھا تو مجھ پر انکشافات ہوئے، سوالات کے جوابات کو پاکر مزید خود کو تشنہ پایا کہ قرانِ پاک ایسی کتاب ہے کہ اس کے ہر ہر لفظ کے گیارہ گیارہ پرتیں ہیں، جانے کب یہ اسرار کھلے، جانے کب میں اس کلام پر عبور حاصل کرپاؤں۔ مجھے یہ احساس، یہ احساس رُلاتا ہے کہ میں نے عمر گنوادی مگر نوری کلام دل میں سمانہ پایا۔ خود پر بہت ملامت محسوس ہوئی۔ اس ملامت کے نتیجے میں میں جو لکھ رہی ہوں۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ میرے لفظ، میرے احساس سے اور میرا احساس سوالات کی مرہونِ منت ہے۔ زندگی میں سوال کے جواب پانا مرا مقصدِ حیات ہے۔

☆ ظاہر ہے کلام کا اصل مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اسے سمجھا جائے، اگر یہ احساس ہم تمام کو قرآن پاک سمجھ کر پڑھنے پر مجبور کردے تو کیا ہی بات ہے! (مدیر)

قرانِ پاک میں اخفاء کیا ہے ؟ اور کیا ظاہر ہے ؟ اس کا اسرار بے چین رکھتا ہے اور میری جستجو ساری عمر جاری رہے گی جب تک کہ اسرار سے پردہ اٹھا کر جان نہ لوں۔ قران پاک کی کتابت اور تدوین جناب سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی اور احادیث کی تدوین جناب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہوئی۔ مزید کچھ لکھنے سے پہلے کچھ نقاط ذہن میں ہیں۔ اسلامی قوانین کے بنیادی ماخذ درج ذیل ہیں۔ قوانین کو دو پرائمری اور سیکنڈری ماخذ میں تقسیم کیا گیا ہے۔

بنیادی ماخذ

1: قرانِ پاک

کلامِ الٰہی ہے۔ اس میں کمی و بیشی کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ چودہ سو سال سے آج تک یہ جُوں کا تُوں ہے۔

2 : سنت

کلامِ الٰہی کے ہر حکم پر عمل پیرا ہو کے ایک ہستی چلتا پھرتا قران بن گئی جن کو دنیا پیارے پیارے محمد صلی علیہ وآلہ وسلم کے نام سے جانتی ہے۔

حدیث اور سنت، دونوں ماخذ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے منسلک ہیں۔ سنت وہ ہے جس کی حضور پاک صلی علیہ وآلہ وسلم نے عمل کی ذریعے ترغیب دی جبکہ حدیث وہ الفاظ ہیں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقوال یا حرکات و سکنات مرادلی جاتی ہیں۔

ثانوی ماخذ

1۔ رواج : عربوں میں کچھ رواج جو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جاری رکھے اوور کچھ کے احکامات بطور ممانعت نازل ہوئے ۔مثال کے طور پر شراب جائز سمجھی جاتی جب تک کہ شراب سے متعلق احکامات جاری نہ ہوگئے۔ اسی طرح خواتین کا پردہ اسلام کے پھیل جانے کے بعد بطور رواج روایت میں شامل نہیں تھا جب تک کہ اسکے احکامات نازل نہ ہوگئے۔ ان معاملات پر حضرت عمر رض کی رائے بطور سند لی گئ کہ ان کی رائے اللہ تعالیٰ کو پسند آیا کرتی تھی ۔ اسی وجہ سے ان کو صاحب الرائے کہا جاتا ہے ۔

2۔ اجماع (consensus of opinion)

قرانِ پاک اور احادیث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسلامی قانون سازی کی گئی۔ اسلام قانون سازی کا سب سے بڑا ماخذ قرانِ پاک اور پھر حضور پاک صلی علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ "اجماع" کو "قیاس" بھی کہا جاتا ہے۔[☆1] عہدِ وقت کے تمام علماء کا اسلام کے قانون کے ماخذ میں سے ایک پر اکتفا کرتے ہوئے رضامند ہو جانا ایک نیا قانون سامنے لے کر آتا تھا۔ یہ قانون اس وقت تک جاری رہتا تھا جب تک علماء حیات ہوتے تھے، اس کے بعد نئے آنے والے علماء اجماع کے ذریعے نیا قانون بناتے تھے۔ اجماع کی بنیاد سب سے پہلے جناب امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی اور اس کے بعد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی، امام احمد حنبل اور اصولی مسلک سے تعلق رکھنے والوں اس کو نہ صرف اپنایا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قوانین کو شدت سے عملی جامہ بھی پہنایا گیا۔[☆2]

کچھ ماخذ پر اختلافات کی وجہ سے صرف نام لکھنے پر ہی اکتفا کروں گی۔ ان میں قیاس، فقہی صوابدید یا استحصان، استدلال وغیرہ شامل ہیں۔ بعض کی نسبت بعض نے ان پر شدت سے اکتفاء کیا۔

قرانِ پاک ہم عجمیوں کی زبان نہیں ہے اس لیے اسمیں چھپے اسرار اور مخفی علوم کو ہم حاصل کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے برصغیر میں جس ہستی نے کام کیا وہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جنہوں نے ایک بڑے پیمانے پر ایک مدرسہ قائم کرنے کے بعد قرانِ پاک کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ جبکہ ان بیٹے شاہ عبد القادر نے قرانِ پاک کا اُردو میں ترجمہ کرکے قرانی تعلیمات کو عام کیا۔ اس طرح قرانِ پاک عربی سے لشکری زبان اور فارسی زبان میں پھیلتا چلا گیا۔ اس کے پھیلنے کے بعد، ترجمہ پڑھ لینے کے بعد ہمارے اعمال، احکام کے مطابق نہ ہو پائیں تو سمجھ لیں کہ ہم نے قرانِ پاک کو ٹھیک سے پڑھا ہی نہیں۔

قرانِ پاک کی ترتیب

قرانِ پاک کی ترتیب کے دو طرز ہیں۔

1۔ ترتیبِ نزولی

[☆1] اجماع و قیاس دو بالکل الگ الگ چیزیں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجتہدین کا کسی حکمِ شرعی کے متعلق اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے، جبکہ علت کے مشترک ہونے کی بناء پر غیر منصوص (جو صراحتاً قرآن و سنت میں مذکور نہیں) یعنی فرع میں اصل کا حکم لگانے کو قیاس کہتے ہیں۔ بحوالہ آسان اصولِ فقہ - خالد سیف اللہ رحمانی (مدیر)

[☆2] اجماع کی بنیاد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں خود حق تعالیٰ نے رکھی ہے۔ مضمون نگار صاحبہ غالباً یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ اَوَّلَ مَنْ دَوَّنَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ هُوَ اَبِي حَنِيْفَةَ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تدوین کرنے والے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (مدیر)

2۔ کتابی ترتیب

قرانِ پاک کی کتابت کا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ اس پیاری کتاب کے احکامات کو سمجھنے کے لیے نزولی ترتیب کو سمجھا جاتا ہے۔ قرانِ پاک کے احکامات ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد نازل ہوئے۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کے پھیلنے کا دور اور اسلامی ریاست کا دور۔۔ قیامِ مکہ کا عرصہ وہ دور تھا جس میں عزت مآب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسلام کو پھیلانے کے تمام کوششیں بروئے کار لائیں۔ ہجرت کے بعد وہ آیات یا نشانیاں نازل ہوئیں جن کے براہِ راست احکام انسانی زندگی، معاشرت، نظامِ حکومت اور سیاست سے متعلق تھے۔ اس لیے اس کے نزولی ترتیب اس کے احکامات کی سمجھنے میں درست سمت عطا کرتے ہوئے کلام الہی کو سمجھنے میں مدد دے گی۔ اکثر ایک حکم کی کئی نشانیاں موجود ہیں۔ اگر ان نشانیوں یا آیات کو اکٹھا کیا جائے تو مزید احکامات سے پردہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ یہی قرانِ پاک کو درست سمجھنے کا طریقہ ہے۔ اس سے ہی ہماری زندگیاں سنور سکتی ہیں کہ انسان دنیا میں آیا ہی ایک امتحان دینے ہے۔ اس (امتحان) کو پاس ہم ان احکامات کی روشنی میں کرسکتے ہیں۔

قرانِ پاک کی تعلیمات کے علاوہ اس کی ایک اور بڑی خوبی اس کی ترتیل ہے، قران پاک کے ابتدائی احکامات میں اس کے پڑھنے پر زور دیا گیا ہے اور اس کے لیے سورۃ مزمل میں لفظ ترتیل استعمال کیا گیا جس سے مراد ہے کہ اس کو اس انداز سے پڑھا جائے جس سے آواز میں موسیقیت پیدا ہو جائے۔ [☆۱] قرانِ پاک کے لفظ ایک خاص قسم کے پیچ اور حیطہ رکھتے ہیں اور یہ پیچ اور حیطہ تقریبا پورے قرانِ پاک میں ایک جیسا ہے، اس لیے جب یہ کلام نازل ہوا تو عرب، جو کہ خود کو فصاحت میں ید طولیٰ رکھتے تھے، کہہ دیا کہ انسانی کلام ایسا نہیں ہو سکتا۔ قرانِ پاک میں احکامات کے ساتھ دو باتوں پر خاص طور پر زور دیا گیا۔ ایک زُبان، اس زبان میں نازل ہو جو زبان عربیوں کی ہے اور دوسرا عربوں میں فصیح و بلیغ وہی کہلاتا تھا جس کا کلام بہترین شاعری کی صورت لیے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے احکامات کے ساتھ عربیوں کو مانوس رکھنے کے لئے قران پاک کو بصورت شاعری [☆۲] اتارا کہ لوگ اس حکمت بھری کتاب میں شاعری کے اسرار و رموز سمجھتے ہوئے اس کو ترتیل سے پڑھیں۔ اس کو ترتیل سے پڑھنے سے تلاوت دلوں پر اثر کرتی ہے کہ جس

[☆۱] قرآن کے پڑھنے کا اصل لہجہ لحنِ عرب ہے، موسیقیت مناسب لفظ نہیں (مدیر)

[☆۲] قرآن کو بصورتِ شاعری نہیں اُتارا گیا، بلکہ فصاحت وبلاغت سے بھرپور اُتارا گیا۔ غالباً ہم قافیہ الفاظ کو محترمہ نے شاعری سے تعبیر کیا ہے، جبکہ ظاہر ہے، صرف ہم قافیہ الفاظ شاعری نہیں کہلاتے۔ (محترمہ یہ بات بخوبی جانتی ہیں) قرآن بھلے ہی شاعری نہیں، لیکن تمام شعراء کے دواوین پر بھاری ہے۔ (مدیر)

طرح موسیقی کا اثر دلوں پر ہوتا ہے۔☆ اس لیے ہم جو قرانِ پاک کا علم نہیں رکھتے جب یہ کلام سنتے ہیں تو دل مسحور ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہے جو کہ انسانی کمالات کی حد سے پرے ہے۔

ترتیب نزولی کے لحاظ سے پہلی قرانِ پاک کی سورۃ: العلق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اقۡرَأۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (1) خَلَقَ الۡإِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ (2) اقۡرَأۡ وَرَبُّكَ الۡأَكۡرَمُ (3) الَّذِي عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ (4) عَلَّمَ الۡإِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ (5) كَلَّا إِنَّ الۡإِنۡسَانَ لَيَطۡغَى (6) أَنۡ رَآهُ اسۡتَغۡنَى (7) إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجۡعَى (8) أَرَأَيۡتَ الَّذِي يَنۡهَى (9) عَبۡدًا إِذَا صَلَّى (10) أَرَأَيۡتَ إِنۡ كَانَ عَلَى الۡهُدَى (11) أَوۡ أَمَرَ بِالتَّقۡوَى (12) أَرَأَيۡتَ إِنۡ كَذَّبَ وَتَوَلَّى (13) أَلَمۡ يَعۡلَمۡ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرَى (14) كَلَّا لَئِنۡ لَمۡ يَنۡتَهِ لَنَسۡفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (15) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (16) فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهُ (17) سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ (18) كَلَّا لَا تُطِعۡهُ وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ (19)

ترجمہ

پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو! تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو وہ (علم) سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ ہاں ہاں بیشک آدمی سرکشی کرتا ہے۔ اس پر کہ اپنے آپ کو غنی (بے نیاز) سمجھ لیا، بیشک تمہارے رب ہی کی طرف پھرنا یا لوٹنا ہے۔ تم نے دیکھا اُس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو؟ بھلا دیکھو تو اگر وہ (بندہ) راہِ راست پر ہو یا پرہیز گاری کی تلقین کرتا ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر (یہ منع کرنے والا شخص حق کو) جھٹلاتا ہو اور منہ موڑتا ہو؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ ہرگز نہیں، اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اُس کی پیشانی کے بال پکڑ کو اُس کو کھینچیں گے، اس پیشانی کو جو سخت جھوٹی اور خطاکار ہے۔

میں نے قران پاک کی پہلی نشانی اُٹھائی اور لفظ "اقراء" پر غور کرنا شروع کیا۔ زندگی میں پہلی دفعہ میرا دماغ مفلوج ہو گیا۔ تین دن میرا ذہن لفظ "اقراء" میں پھنسا رہا ہے۔ اس بات نے مجھے بے قرار رکھا کہ میں اکثر ایک دو نظر سبق پڑھ کر اپنے آپ کو پاس کروالیتی ہوں۔ زندگی کا ایک بڑا امتحان میرے سامنے ہے۔ میں پہلے لفظ میں کھوئی ہوئی ہوں۔ میری رفتار کیا ہے؟ میں بہت کُند ذہن ہوں۔ میں نے اللہ کے سامنے اپنی کم علمی کا اعتراف کیا کہ مالک میرا سجدہ قبول فرمالے، میری گریہ قبول فرمالے۔ میرا لیے یہ

☆ حدیث کی طرز پر یوں کہی جاتی تو بہتر ہوتا "اس کی ترتیل سے تلاوت دلوں کے لیے ایسی ہی پُر اثر ہے جیسا کہ کھیتوں کے لیے پانی۔" (مدیر)

زندگی کا سب سے بڑا مشکل امتحان ہے کہ جس میں قدم قدم پر آزمائش شرط ہے۔ جہاں جستجو ہو، وہاں دُعا رائیگاں نہیں جاتی۔ چار دن بعد میری نظر لفظ "اقراء" سے ہوتی ہوئی "العلق" پر گئی ہے۔ اقراء کا مطلب "پڑھ" ہے مگر اس کا عنوان "العلق" ہے۔ اس کشمکش نے مجھے بہت رُلایا ہے۔ بہت غور و فکر کے بعد میں اک نتیجے پر پہنچی ہوں۔۔ اس سورۃ نے کائنات کی تفسیر بیان کر دی ہے۔ اگر یہ کائنات کی تفسیر ہے تو پورا قرانِ پاک کیا ہو گا۔۔ ہائے ! میرا احساس ندامت!!! احساس! میری غفلت کا ہے، میری سرکشی کا ہے، میری نافرمانی کا ہے۔

"العلق" کیا ہے ؟ کیا ایک انسان ہے ؟ ایک انسان کے دو حصے ہیں ؟ حیوانات کے دو حصے ہیں ؟ نباتات کے دو حصے ہیں ؟ آخر کیا ہے ؟ حیوانات و نباتات کی ابتدا "جوڑوں" کی بصورت مذکر و مونث سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر ہر شے جو تخلیق کی صلاحیت رکھتی ہے اس کے جوڑے مختص کر دیے ہیں۔ العلق کا لفظ جاندار نوع کی ابتدا کی تفسیر ہے۔ بالخصوص اس سورۃ میں انسان کی بات کی گئی ہے۔ انسان کی ابتدا کیسے ہوئی ہے۔ انسان بڑا کثیف ہے۔ ہائے! اس کی کثافت اس کو گناہ کی طرف لے جاتی ہے۔ یہ کثافت لطافت میں کیسے بدلی جائے ؟ انسان کی نجات کیا ہے ؟ میں ! میری ابتدا کہاں سے ہوئی ہے مجھے بتا دیا گیا ہے مگر انتہا کیا ہے ؟ اس بات سے پہلی دفعہ میرے دل میں سچا خوف پیدا ہوا ہے۔ اس سے پہلے میں سوچا کرتی تھی کہ میں اللہ سے محبت کروں گی کہ خوف نہ کھاؤں گی۔ مجھے جنت اور دوذخ نہیں چاہیے۔ خیر ! یہ تو بچپن کی سوچ ہے اور بچپن تو ہوتا ہے معصوم ہے۔ جہاں میں سوچا کرتی تھی کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے اور معافی مانگ لی ہے اور میں پاک ہو گئی ہوں۔ مجھے کیا پتا تھا میں جب بڑی ہو جاؤں گی مجھے خود کو کتنی دفعہ "سفل" کہنا ہو گا کہ میں نے اکثر ایسا کہا ہے۔۔ اس میں دُکھ تھا کہ میری روح بڑی ناپاک ہے اور روح ناپاک ہے کہ میں جھوٹ بولوں، میں منافق بن جاؤں، میں دھوکا دوں، میں اللہ کا خیال نماز میں نہ لاؤں اور ٹکر مارتی جاؤں۔ بہت سے ایسے گناہوں جن کو میں کبیرہ اور صغیرہ کہتی ہوں میں نے اپنی زندگی میں کیے ہیں۔۔ ان گُناہوں نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں لکھوں کہ شاید ہدایت پا جاؤں۔ شاید میرا نامہ اعمال کی سیاہ کاریاں کم ہو جائیں۔۔!!!

اب کہ "العلق" سے خیال میرا براہِ راست "اقراء' کی طرف آیا۔۔ اس میں تو "پڑھ " کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ میں نے آج تک بہت کتابیں پڑھ ڈالیں مگر مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ میرا من خالی ہے؟ جانے یہ دل میخانہ کیوں نہ بنا؟ جانے یہ دل کب میخانہ بنے گا؟ یہ سوال تو بڑا تڑپاتا ہے !!! میں جب پہلی دفعہ اسکول میں داخل ہوئی تو اس میں سب سے پہلے مجھے حروفِ تہجی سکھائی گئی اور پھر مجھے لکھنا سکھایا گیا جب میں نے لکھنا سیکھ لیا تو میرا امتحان لیا گیا۔ میرا امتحان مجھے اگلے درجے میں پہنچا گیا۔ اس کا ادراک مجھے پہلی دفعہ یہ

سورۃ پڑھتے ہوئے کہ اس سورۃ کی تفسیر تو میری زندگی کی تعمیر و تخریب کی کہانی سناتی ہے کہ میں جو چاہوں راستہ اختیار کر لوں۔ میں نے قران پاک پڑھا۔۔ ارے ! میں پڑھ رہی ہوں مگر مجھے دو لفظوں کی مار نے ایسا رُلایا کہ میں اتنا کبھی نہیں روئی۔ میں اس بے قراری کو کیا کہوں۔۔۔؟ اگر اس طرح میں نے پورا قران پاک پڑھا تو کیا میں میرا عمل خالی رہ جائے گا؟

بات سمجھ کی آگئی۔۔۔ میں نے پڑھا اور اس کو سمجھا!! اس کے بعد میں نے عمل کو لکھا۔ کیسے! اس سوچ میں ہوں کہ ایک لکھنا تو وہ ہے کہ مجھے بات سمجھ آگئی اور میں نے جو سمجھا لکھا؟ سب سے پہلے اس کو دماغ کی سلیٹ پر لکھا ہے۔ اس کے بعد اس سلیٹ سے میں نے کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ اب جو میں نے لکھا ہے اس کو میں نے اچھا جانا ہے تو میں عمل اچھا کروں گی اور اگر اس کو سمجھ کر بھی میں اس پر عمل نہ کر سکی تو؟ اس سوالیہ کے نشان پر مجھے ناکامی کا احساس یاد آیا ہے کہ زندگی میں خواب ٹوٹ جائیں تو ناکامی بڑا ستاتی ہے۔ ناکامی نہ جینے دیتی ہے اور نہ مرنے نہ دیتی ہے۔۔ ہائے ناکامی۔۔ وائے کامیابی۔۔۔ وائے کامیابی۔۔ کیسے اس کامیابی کو حاصل کیا جائے؟ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ میں نے محنت شروع کر کے اعمال سنوارنے کی کوشش کی؟ یا میں نے پیغام سمجھ لینے کے بعد اَن سُنی کر دی۔

کچھ طالب علم ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے اندرونی انتشار کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے اور بعض اوقات وہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ یہ تو زندگی کے امتحان ہوتے ہیں، اس اندرونی انتشار کا سامنا ہم کو آخری امتحان روزِ محشر نہ ہو۔ ورنہ میں اور آپ تو بڑے پھنس جائیں گے۔ ناکام کی کی جگہ اس دنیا میں کم ہوتی ہے دنیا کامیابی کے پیچھے بھاگتی ہے. اس طرح آخرت کی طرف دوڑنے والے کامیاب ہو جائیں گے. سب سے بڑا استاد خالق ہے اور اس کے شاگرد اس کو چیلنج کریں تو کیا اس کی غیرت یہ گنوارا کرے گی؟ وہ بہت رحیم و رحمان ہے. فضل و کرم ان پر کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کو سزا دیتا ہے جن کے دل قفل لگ جانے کی وجہ سے گرد سے اٹ جاتے ہیں. گرد تالے کے اوپر جمع ہو جاتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یہ تالا یا قفل زنگ آلود ہو جاتا ہے، پرانے تالوں پر چابیاں کام کرنا چھوڑ جاتی ہے. اللہ تعالیٰ کا کلام چابی ہے. یہ کلام ہر روح پر کارگر ہے، ہر روح پر اسرار اس کلام کے ذریعے کھلتے ہیں. مگر جن کی عقل کام کرنا چھوڑ دے، جن کا دل و نگاہیں بصیرت و بصارت کھو دیں، جن کے آنکھیں حقائق کو دیکھ کر ماننے سے انکار کر دیں ان کے دل پر تالے ہیں. ان کے تالے کیسے کھلیں کہ عرصہ گزر جانے کے بعد رحمانی کلام کی چابی سے دل کے قفل نہیں کھولے گئے. کہاں جائیں گے وہ لوگ؟ کہاں جائیں گے؟ ان کا ٹھکانہ کیا ہو گا؟ ان کے حصے میں ناکامی ہے؟ ان کا ٹھکانہ کیا ہو گا؟

اس بات سے مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان یاد آگیا. جب حضرت ابراہیم نے اپنے باپ تارخ کے لے دُعا کی. بعض مورخین کے نزدیک ان کے والد کا نام آذر تھا جبکہ ان کے چاچا کا نام تارخ تھا. آپ نے اللہ سے ان کی مغفرت کی دعا مانگی. ایک شخص جس کی ساری زندگی انکار میں گزری ہو اور وہ روح پر قفل لگائے جہاں فانی سے کوچ کر جائے تو اس کا کیا ٹھکانہ ہو سکتا ہے ؟ اس کا ٹھکانہ اللہ تعالیٰ نے خود بتادیا. ایک پیغمبر جو خلیل اللہ تھے ان کی بات قبول نہ کی. اس بات سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ محشر میں قرابت و رشتہ داری کام نہ آئے گا. اگر کام آئے گا تو ایک سچا رشتہ جو مجھے اللہ سے جوڑے اور خالق سے نکلے جتنے رشتے... ان رشتوں سے اگر میں محبت کر سکی تو.. میں اس قابل ہو جاؤں گی اپنی پناہ کی التجا کر سکوں. ورنہ مجھے ڈر ہے.. مجھے اپنی آخرت کا ڈر ہے.. مجھے روزِ محشر سے ڈر لگتا ہے، مجھے عالم برزخ سے ڈر لگتا ہے جس کا دروازہ مجھ پر کھلے تو وہ جنت کی ٹھنڈی چھاؤں بھی ہو سکتا ہے اور دوزخ کی گرم ہوا بھی... اور مجھے سچ میں بہت ڈر لگا... یوں لگا میرے آگے اندھیرا چھا گیا ہے.. اس سے آگے کا تصور میں کر نہیں سکی... کیا کروں ...ڈر لگتا ہے... بہت ڈر لگتا ہے... مجھے اس کا نافرمان نہیں بننا .... مجھے کوشش کرنی ہے کہ میں اللہ کے راستے پر چل سکوں۔

اس خیال کے آتے ہیں مجھے خیال آیا کہ اس صورت کے بھی چار حصے ہیں....

.1. انسان کی مادی تخلیق و ارتقاء

.2. انسان کی روحانی تخلیق و ارتقاء

.3. جبر و قدر کا فلسفہ... اختیار و مرضی کا تعلق

.4. برائی کا انجام... جہنم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۔ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔

یہ انسان کی روحانی تربیت کے بارے میں بتاتا ہے۔ انسان کی روحانی تربیت پڑھنے سے شروع ہوتی ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس کی سمجھ نمو پاتی ہے اس کے ساتھ ہی دوسری آیت میں انسان کی ابتدا کے بارے میں بتایا گیا۔ انسان کی ابتدا کثافت سے ہوئی مگر اس کی کثافت، روح کی لطافت بڑھانے سے کم ہو سکتی ہے۔ روح کو لطافت پڑھنے سے ملتی ہے۔ جو جتنا پڑھتا جائے گا اس کی لطافت کثافت کو

ختم کرتی جائے گی۔ پیغمبروں کو اس لیے معصوم کہا جاتا ہے کہ ان میں لطافت لطافت ہی ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جناب حضرت محمد ﷺ لطافت طائف کے سفر میں لہولہان ہو جانے کے باوجود بددعا کے لئے ہاتھ اٹھا نہ سکے مگر وہ پیارے ہاتھ دعا کے لیے اٹھ گئے۔ اس روحانی تربیت کی مثال کہاں ملے گی کہ اپنی شان میں گستاخی کرنے والوں کو دعا دیے جا رہے تھے۔ ہم پیارے نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے گناہوں سے پاک ہو کر روح کو بلند مقام کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ مگر اس کے لیے ہمیں پڑھنا اور سمجھنا ہی نہیں ہے، ان اعمال کو لکھنا ہے، عمل کرنا ہے، اچھائی کی طرف جانا ہے، قلم ہمارا متحرک رہے، ہمارا دماغ اچھے کو قبول کر کے اچھے کی طرف آمادہ کرے۔۔۔ یہاں دو طرح کا لکھنا ہے ایک وہ قلم جس سے کاغذ پر لکھا جاتا ہے اور ایک وہ قلم ہے جس کو دماغ لکھتا ہے، اس قلم سے عمل بنتا ہے۔ قلم جب چلتی ہے، دماغ جب چلتا ہے تو انسان وہ علم سیکھتا ہے جن علوم کو وہ جانتا ہی نہیں۔ اب ہم کس حد تک اس قلم یعنی دماغ کو چلا کے روح کی تربیت کر کے مرشد کامل کے راستے پر چلتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

<u>كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰٓ Aya-6. أَن رَّءَاهُ اسْتَغْنَىٰٓ Aya-7. إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰٓ Aya-8. أَرَءَيْتَ الَّذِى يَنْهَىٰ Aya-9. عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰٓ Aya-10.</u>

جبر و قدر کا فلسفہ سورۃ کے اس حصے میں بیان کیا گیا ہے۔ انسان کی سرشت میں سرکشی ہے اور اپنے آپ کو روحانی تربیت سے بے نیاز کر کے حق کی طرف رجعت سے انکار کر دیتا ہے۔ دنیا تو عارضی ٹھکانہ ہے۔ اس عارضی ٹھکانے میں کب تک رہے گا؟ آخر کو اس دنیا سے کوچ کر کے موت کی طرف جائے گا۔ اس بات کا بالخصوص ذکر سورۃ "ق" میں ذکر ہے۔ انسان کی ہڈیاں کھالی جائیں گی۔ اس کے اعضاء ریشہ ریشہ ہو جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ اس بکھرے ہوئے حصوں کو مجتمع کر لیں گے۔ اور اس میں روح ڈال کر اس سے حساب لیں گے۔ اس کے بعد اس کی سرکشی کس کام کی؟ کہ دنیا تو عارضی ٹھکانہ ہے۔۔۔ "اریت" کے معنی دیکھنا۔۔ "ینہی" بمعنی منع کرنا۔۔ کسی چیز سے منع کرنا۔۔ "عبد"۔۔ بندے کو۔ "صلیٰ"۔۔۔ نماز و عبادت کرے۔۔ وہ بندہ جو سرکش ہے۔ تاریخی حوالہ تو جناب پیارے حضور پاک ﷺ اور ابو جہل سے متعلق ہے۔ مگر یہاں یہ ہر اس انسان پر لاگو ہے جو حق راہ پر چلنے والوں کا راستہ روکے اور عبادت میں رخنہ ڈالیں۔۔ ان کا ٹھکانہ کیا ہوگا۔۔۔ جو اللہ کے آگے جھک جاتے ہیں وہ اس کے بندے ہوتے ہیں اور جو اس کے محبوب بندوں کو تنگ کریں وہ کس راہ پر ہوں گے؟ سوچیے نا! وہ جو اس محبوب بندوں کو ایک سیدھی راہ پر چلنے دیں کہ ان کے دل تاکے کھا چکے ہیں مگر اپنے ساتھ نقصان تو یہ لوگ کرتے ہی ہیں، ساتھ ساتھ اللہ کے نیک بندوں کے درمیاں رخنہ ڈال دیتے ہیں تاکہ عبادت میں رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ ایسے بندوں کے لیے سخت وعید ہے۔

أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى.Aya-11 أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى .Aya-12 أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى.Aya-13 أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى .Aya-14 كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ .Aya-15 نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ.Aya-16 فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ .Aya-17 سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ .Aya-18 كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ.Aya-19

"ارایت" بمعنی دیکھنے کے--"کان" بے شک--"علی"--اوپر یا کی جانب--کیا ہدایت پا جانے والے بندے کو نہیں دیکھا--بے شک حضرت محمد ﷺ کی طرف اشارہ ہے اور ساتھ ساتھ ہر اس شخص کے لیے اشارہ ہے، جو نبی ﷺ کا پیروکار ہے کہ وہ ہدایت پر ہیں--امر-- بمعنی حکم کے-- پیرہیز گاری کے حکم کو اپنائے ہوئے ہے یا اس کو تقوی پر استوار کر دیا گیا ہے۔ اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ پر ہے اس کو اگر اس کو فتنہ ساز تنگ کرے گا تو کیا ہو گا؟ کذب-- جھوٹا اور "تولی"--- بمعنی حق سے روگردانی کرنا ہے--- کہ یہ فتنہ ساز جھوٹے اور حق سے روگرادنی کرنے والے ہیں---"الم"--- کیا نہیں، "یعلم"-- جانتا--"یری"-- دیکھنے کے روپ میں---اللہ تعالیٰ کیا نہیں دیکھ رہا کہ جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اور جب اللہ جانے تو اس کا کیا سلوک ہو گا۔ بے شک یہ ایک وعید ہے، ایک تنبیہ ہے۔ کہ ان کو پیشانیوں کے بل کھینچا جائے گا-- پیشانی وہ جگہ جو دماغ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دماغ جب اندھا ہو جائے تو اس کو اس کی پیشانی سے پکڑ کر جہنم واصل کیا جائے اور تب اس کے ساتھی اس کے کام نہیں آنے والے-- اور جو لوگ پرہیز گار ہیں--- جو عبادت کرتے ہیں--- اس کو سنا دیا گیا کہ ان سے ڈرو مت--- تم حق پر ڈٹے رہو--- تا کہ--- اللہ کا قرب حاصل ہو۔

اظہارِ خیال

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

یقینا اس بات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔(سورہ نمبر 39 الزمر، آیت 42)

سوشل نیٹ ورک کی عفریت

فیضان الحق معراجی حفظہ اللہ

ہم تفریح طبع کے لئے سوشل نیٹ ورک پر کیسے کیسے مباحث میں مصروف رہتے ہیں کہیں اسلامی مسئلہ ، کہیں مسلکی مسئلہ، کہیں سیاسی تو کہیں نظریاتی الغرض ہم میں سے ہر ایک خواہ وہ عقل پر لٹھ کے بجائے سینگ لے کر گھوم رہا ہو مگر اختلافی موضوعات میں نوے فی صد حصہ لے رہا ہے اس بات سے قطع نظر کہ وہ اختلافی موضوعات کس قسم کے ہیں۔

مگر سوشل نیٹ ورک (عفریت) کے صارفین ان چھوٹی چھوٹی تفریحوں کے فوائد و نقصانات کا اندازہ جب لگتا ہے جب ہم ان کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں چنانچہ ہم میں سے کوئی بھی جب اپنا اکاؤنٹ بناتا ہے اس وقت مالکان سوشل نٹورک ہم سے کچھ ایسے معاہدے کرواتے ہیں کہ اگر ہم ان کو بغور پڑھیں اور ان کی گہرائی کو سمجھیں تو شاید کسی سائٹ پر اکاؤنٹ بناتے ہوئے ہم سب کا کلیجہ منہ سے باہر گر جائے۔

وہاں ان کے معاہدے کچھ اس طرح ہوتے ہیں کہ آپ کی محفوظ کردہ دستاویز کو مالکان کسی بھی صورت استعمال کرنے کا جواز رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اب اس ضمن میں دیکھا جائے تو ابھی کچھ ہی روز کا معائینہ تھا کہ خود ہمارے ملک "ہندوستان" میں کسی خبر سے بدامنی پھیلانے کے لئے صرف "دس منٹ" کا وقت صرف ہوتا ہے۔

اسی طرح ملٹی نیشنل کمپنیوں کو اپنی کالا بازاری اور پروجکٹ کی کامیابی کے لئے کون سا علاقہ زیادہ موزوں ہے اس کے لئے وہ سب سے پہلے سوشل نٹورک مالکان سے رابطہ کرتے ہیں کہ ان کا یہ پروجکٹ کس علاقہ میں کس حد تک نفع کما سکتا ہے ؟ اور چونکہ ہم اس معاہدے کے تحت ہیں اس لئے مالکان سوشل نٹورک ہماری رائے ان کو بلا جھجک فروخت کرتے ہیں اور اس طرح وہ ہماری اس چیز کو جو ہم صرف تفریح طبع کے لئے استعمال کر رہے ہیں اس کو وہ

اپنے مفاد کے لئے بلا عوض استعمال کررہے ہیں ۔اور یہیں پر بس نہیں بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی مذہبی، مسلکی، سیاسی نظریات میں کون کون کس کس طرح کے رویہ کا خوگر ہے اور کس علاقہ کے سرکردہ اور غیر سرکردہ لوگ اس مسئلہ میں کس نظریہ کے حامی ہیں ان تمام باتوں کو باقاعدہ طور سے سوشل نٹورک سے حاصل کیا جاتا ہے اور یہ بیش قیمت معلومات دینے کے لئے ہم بھولی عوام جانتے بوجھتے ہوئے خود کا نظریہ بلا عوض ان تک پہونچاتے ہی نہیں بلکہ اس پر خود کے قیمتی اوقات کے ساتھ اپنی خطیر رقم بھی اس پر شوق سے گنوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور وہ اسی کو بڑی بڑی رقم میں دوسروں کو فروخت کرتے ہیں۔

بات صرف فروختگی تک محدود ہو تو تسکین خاطر ہو جائے اور صبر کرلیا جائے تاہم یہاں بات صرف فروختگی کی نہیں ہے۔۔۔

بلکہ بات یہاں ان دشمنان انسانیت کی ہے جن کو صرف اپنی بالادستی اور لیڈر شپ کے لئے رذیل سے رذیل پروپگنڈوں کو انسانیت کے انہدام کے لئے استعمال کرنے کی ہے اور خود کی حکمرانی اور تاناشاہی کی برقراری کی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم سے ہر ایک ایسے مباحث میں بہت محتاط انداز سے محض اصلاحی فکر کا جذبہ کار فرما رکھ کر اس سوشل نٹورک کا استعمال کرے۔

اور جہاں جہاں برساتی مینڈھک بیٹھے بیٹھے ٹرٹر کررہے ہیں ان کو بہت ہی خوش اسلوبی سے سمجھائے اگر وہ وار کرتے ہیں تو اس انداز سے دفاع ہو کہ وہاں ہم سب کا نظریہ ہار اور جیت بالکل نہ ہو بلکہ ہمارا نظریہ سمجھنا اور سمجھانے کے ساتھ متلاشی حق اور اصلاحی ہو اس طرح اس سوشل نٹورک سے نفع اٹھا کر ہم ہی پر وار کرنے والوں کے منحوس اذہان کو شکست اور ان کے ناپاک پروپگنڈوں کا قلع قمع بھی کیا جاسکتا ہے اور ساتھ میں بے جا الزامات اور کذب بیانی کرنے والوں کے گلے میں پھندا بھی ڈالا جاسکتا ہے۔

نظام الدین کی حاضری

اللہ کی قدرت :

جس کے ناموں کی نہیں ہے انتہا
ابتدا کرتا ہوں اسکے نام سے

بڑی مشکل سے مجھے اللہ نے چلہ کے لیے قبول کیا، بات تو یہی ہے کہ اصل اللہ ہی قبول کرتا ہے ورنہ ہماری کیا بساط کہ ہم اسکے راستے میں نکلیں۔ وہ جسے چاہتا ہے بلاتا ہے، (12/04/13) بروز جمعہ مسجد وارث پورہ میں بعد نماز مغرب بیان کے بعد تشکیل ہوئی تب عاجز (مزمل اختر غفرلہ) کو معلوم ہوا ضمیر بھائی (اللہ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائیں اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ آپ ہی عاجز کے نظام الدین جانے کا ذریعہ بنے) چلہ کے لیے جارہے ہیں ہم نے تب نام نہ لکھایا دوسرے دن (13/04/13) بروز سنیچر کو ہمارا سعید نگر مسجد میں گشت ہوتا ہے تو بی بی کالونی کے کچھ حضرات آتے ہیں ان میں عمران بھائی (پولس والے) بھی تھے انھوں نے عاجز کی تشکیل کی اور ہمت افزائی کی عاجز تیار ہو گیا اور (16/04/13) بروز منگل عاجز اور ضمیر بھائی صبح 07:15 بجے کی ٹرین سے کامٹی اسٹیشن سے چھتیس گڑھ (میندر گڑھ) کے لیے روانہ ہوئے. اللہ کے فضل سے پورا چلہ عافیت سے لگایا-(بحمد للہ)

چلہ میں تقریباً 15 دن بعد سے نظام الدین کا معاملہ شروع ہوا وہاں ایک حضرت تھے عبد الحق صاحب (انکی طبیعت تھوڑی خراب رہتی ہے انکے لیے بھی دعاء کریں بہت اللہ ان سے بھی بہت کام لے رہا ہے اللہ آگے بھی لے) انھیں کی وجہ سے عاجز کا آدھا کام آسان ہو گیا۔ کامٹی کے شوریٰ حضرات سے انہیں نے شفارش کی تھی، کہا عاجز کو اپنی خدمت کے لیے لے جارہے ہیں (مگر اس نالائق نے انکی ذرا بھی خدمت نہ کی بلکہ نظام الدین کے نورانی ماحول میں کھو گیا)

عاجز کی گزارش ہے اس کام کو سمجھنے کے لیے نظام الدین کا سفر ضرور کریں اور اپنی فکروں میں اضافہ کریں سچ کہتا ہوں وہ منظر وہ کیفیت کیسے بیان کروں یہ تو وہی سمجھ سکتا ہے جو وہاں ہو یا وہاں گیا ہو۔ جب ضمیر بھائی نے بتایا حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیاۃ الصحابہ یہاں بیٹھ کر لکھا کرتے تھے یہاں اس حجرے میں جو کہ پہلے الیاس صاحب اور بعد میں یوسف صاحب

رحمہااللہ کا حجرہ تھا یہاں پر مشورہ ہوتا ہے اور پہلے یہاں ہوتا تھا واہ کیا منظر تھا عاجز وہیں کھڑا تھا۔ وہ کیفیت وہ سکون اسے لکھا نہیں جا سکتا اسے وہاں جا کر صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔

زیرِ نظر تحریر میں وہاں کی کچھ عجیب باتیں جو فقیر نے محسوس کیں، کچھ اکابرین کے ملفوظات اور کئی اور چیزیں قارئین کے فائدے کے تحت لکھنے کا ارادہ ہے۔ جن حضرات کا فائدہ ہو خصوصی و عمومی دعاؤں میں عاجز (مزمل اختر غفرلہٗ) اور (ضمیر بھائی، عبدالحق صاحب، عمران بھائی، ہمارے حضرت جی مرشدی مولانا صلاح الدین سیفی صاحب دامت برکاتہم) ان تمام حضرات کے لیے خوب دعائیں کریں اور خاص دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید کی توفیق دیں اور اس مبارک کام کے لیے قبول فرمائیں۔

اور ایک خاص بات جو عاجز نے محسوس کی ہمارے کام کرنے والے حضرات اکابرین کے نام لیتے ہیں تو کچھ ادھورا ادھورا سا لگتا ہے دیکھیے اکابر علماء دیوبند کا ایک مقام ہے بس ہم چاہتے ہیں وہ مقام باقی رہے۔ ہمارے علماء حضرات کو دیکھیے انھیں حضرات کے نام کتنے پیار سے لیتے ہیں ہمارے اکابرین نے اس دین کے لیے کیا کچھ نہیں کیا، کیا ہم ان کا صحیح طریقے سے پورا پورا نام بھی نہیں لے سکتے؟ ہمارے ساتھی کہتے ہیں:

"مولانا سعد صاحب فرماتے ہیں۔۔۔"

اسی کو اس طرح کہا جائے تو کیا ہی اچھا ہو:

"حضرت مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ۔۔۔"

آپ کہہ کر دیکھیں، آپ کو خود اپنی بات (مذاکرہ) میں فرق نظر آئے گا۔ دلیل کے لیے، کچھ ہفتے پہلے اسلم صاحب کے فرزند مولوی عبداللہ صاحب دامت برکاتہم نے مرکز وارث پورہ کامٹی میں بیان کیا تھا انہوں نے ہر مرتبہ ایسے ہی ہر اکابر حضرات کا نام لیا تو وہ کہتے تھے:

"حضرت شیخ مولوی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔۔۔"

اسی طرح عاجز نے بارہا حضرت مفتی اسحاق صاحب دامت برکاتہم سے اکابرین کے نام اس طریقے سے لیتے ہوئے سنا ہے۔ دیکھیے یہ دین علماء حضرات سے ہم تک آیا ہے، یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں، ہمارا فرض ہے ہم انھیں سے ہر چیزیں سیکھیں اور انکی بہت عزت کریں۔ جزاک اللہ۔

دعاجو و دعاگو

مزمل اختر غفرلہٗ

پہلی نشست(25/05/13)بروز سنیچر

حضرت مولانا یعقوب صاحب دامت برکاتہم بعد نماز مغرب

(08:03 pm to 08:57 pm)

1)آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تمھیں تکلیفیں دی جائیں تو میری تکلیفوں اور مصیبتوں کو یاد کرنا تم اپنی تکلیفوں کو بھول جاؤ گے۔

2)دیکھو دین اجتماع سے نہیں پھیلے گا-اجتماع کے تین بڑے نقصان ہوتے ہیں۔

الف)نقد جماعتیں ادھار ہو جاتی ہیں

ب)خرچ زیادہ ہوتا ہے(عوام کی نظریں اللہ کی بجائے مالداروں کے جیب پر آجاتی ہے)

ت)جماعتوں کو امیر نہیں ملتے(زیادہ جماعتوں کے بننے کی وجہ سے ہر جماعت کو مناسب امیر ملنا آج کے دور میں تھوڑا مشکل ہے)

3)حضرت نے تین سے چار مرتبہ کہا ہر ایک کو اپنا سمجھیں۔پہلے عداوت آئے گی پھر دوستی ہو جائے گی۔

4)ہم اسلئے یہاں آتے ہیں تاکہ ہماری فکریں ایک ہو جائیں۔

نشست دوم(26/05/2013)اتوار

حضرت مولانا ابراہیم دولا صاحب دامت برکاتہم بعد نماز فجر

(05:23pm to 06:50 pm)

1)کام کی حفاظت کریں۔اس کام کی حفاظت کریں گے تو اسکا اثر نظر آئے گا۔

(بقول موجودہ حضرت جی کہ یہ کام تعارف کی سطح سے اوپر چلا گیا ہے ہر کوئی جانتا ہے کام کیا ہے تم لاکھ اس کام کے خلاف پرچے چھاپ لو قسم خدا کی اس کام کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہچا سکتے اب کام کو نقصان غیروں سے نہیں بلکہ کام کو نقصان کام کے کرنے والوں سے ہے)اس لیے حضرت کہہ رہے اس کام کی حفاظت کام کرنے والے کریں۔

2)ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے آپ کو کام کے تابع کریں،نہ کہ کام کو اپنے تابع کریں۔

ورنہ پھر اس کام کے کرنے کا دل چاہے گا کریں گے نہ چاہے گا تو نہ کریں گے۔

جو شخص اپنے آپ کو نماز کا پابند کرے گا تو نماز کا اثر ہو گا، وہ برائی سے رکے گا یہ نہیں کہ نماز کو اپنا پابند کر لیا کہ دل چاہا پڑھ لی نا ہوا نہ پڑھی- اپنی نماز کو مؤمن والی نماز بناؤ نماز کے پابند ہو جاؤ گے۔☆

3)دین کا کام ہماری ذمہ داری ہے ترقی اسی کو ہو گی جو ذمہ داری پوری کرے گا۔

4)اس کام کی برکت سے اللہ کا تعلق پیدا ہو گا۔ اس لیے اس کام سے لگے رہیں۔

مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے (اس کام سے لگے رہو) اخلاص آئے گا۔

5)حق کی ابتدا دشواریوں سے ہوتی ہے اور اسکی انتہاء کامیابیوں سے ہوتی ہے۔

6)اپنے آپ کو ہم کام سے گزاریں، اپنے آپ سے کام کو لیں۔

7)اپنے کاموں کی فہرست میں دین کی بھی محنت کو لاؤ۔

8)اپنے دین کا بھلا چاہو اور دین والوں کا بھلا چاہو دوسروں کا بھلا چاہنا یہ دین کا ایک اہم جز ہے۔

9)دین کی محنت میں اخلاق کا ظہور ہوتا ہے۔

10)اس محنت کا اثر یہ ہے کہ تمہارے دشمن تمہارے ساتھ ہو جائے گا۔

(ہمارے ایک ساتھی کہہ رہے تھے یہ کام ایسا ہے اگر ہم استقبال میں کھڑے ہوں اور ہمارا کوئ دشمن بھی آئے تو اسے بھی گلے لگانے کو کہتا ہے)

11)کوئی غلطی بتائے تو تبلیغ کا مخالف....؟؟ نہیں بلکہ وہ تو ہمارا خیر خواہ ہے۔ جیسے نماز میں کوئی لقمہ دے تو نماز کا مخالف نہیں۔ اس نے تو ہماری نماز صحیح کی ہے اس لیے اس کا احسان مانیں، تسلیم اور تصحیح ہر عمل میں شامل ہے۔

12)تجارت ایسے کرو کہ جو اپنے سے اوپر ہے اس سے دین لو اور جو اپنے سے نیچے ہے اسے دین دو۔

13)نیچے جاؤ تو راستے کھلتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر سے بہت ساری چیزیں لاتے اور پھر نیچے گئے چھوٹوں کے ساتھ (غریبوں کے ساتھ) رہے ۔

14)سرمہ پتھر تھا اسکی پٹائی ہوئی، پسائی ہوئی، تو کیا مقام ملا....!!!!! آنکھوں تک پہنچ گیا۔ ہم بھی اپنی پٹائی اور پسائی کروائیں۔

15)انصار کے اندر یہ خوبی تھی کہ مشکل کام اپنے ذمہ لیتے تھے۔

☆ کیا خوب نسخہ ہے! بلاشبہ جب نماز درست ہو جائے گی تو خود بخود اگلی نماز پڑھنا آسان ہو جائے گا، بلکہ مضمونِ حدیث کے مطابق اگلی نماز کا انتظار رہے گا۔ (مدیر)

16)ایسے عمل کرو جس میں اللہ کے لیے اخلاص ہو اور مخلوق کے لیے اخلاق ہو۔

تیسری نشست(26/05/13)بروز اتوار

حضرت مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم

(10-10سے12:19تک)

ہمارے یہاں کے بڑے ذمہ داروں میں ایک اہم شخصیت ہے جنہیں عموماً لوگ اسلم صاحب کے نام سے جانتے ہیں۔کافی کم عمر سے حضرت کام سے لگے اور اللہ نے ان سے بہت کام لیا اور ابھی بھی لے رہے ہیں۔حضرت اس زمانے کے ہیں آپ لوگ خود ہی سوچ سکتے ہیں کتنی مشقتیں اٹھائی ہوں گی۔اس پر بھی ایک مرتبہ حضرت فرما رہے تھے جو کہ ہم نے کسی معتبر شخص سے سنا،حضرت کہہ رہے تھے:

"جب پہلی مرتبہ حضرت مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم(اسلم صاحب کا پتہ نہیں، مگر ہم سے جنھوں نے کہا انھوں نے دامت برکاتہم نہیں کہا تھا۔۔اللہ توفیق دیں)سو جب انھوں نے پرانوں کے مجمع میں بات کی تو مجھے ایسا لگا کہ ہم نے اب تک کوئی کام ہی نہیں کیا۔"

1)کارگزاری کمیت کی نہیں ہے کہ اتنے اتنے نکلے،بلکہ کارگزاری تو کیفیت کی ہے۔

2)حضرت نے فرمایا مفتی زین العابدین صاحب جب بھی یہاں (مطلب نظام الدین) آتے تو تمام چیزیں لکھ کر لے جاتے اور دوسروں کو دکھاتے۔

3)سمجھ میں آئے نہ آئے کرنا وہ ہے جو ہم کہہ رہے ہیں۔

4)جتنی ترقی ہماری صحابہ پر نظر رکھنے سے ہوگی اتنی کہیں نہیں ہو سکتی،اپنے کاموں کو سنتوں پر لائیں،دعوت کا کوئی ایک جز ایسا نہیں ہے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ہو اور صحابہ سے عملی طور پر کروایا نہ ہو۔

5)متحرک وہ ہے جن کے سالانہ چلہ لگ رہے ہوں۔

6)اپنے مجمع کو شروع سے اللہ کے راستے کے خروج کی اہمیت بتائیں۔

7)مجمع کیوں نکلے یہ بات سامنے آنی چاہیے ۔صحابہ سے ایک سال کا خروج چھوٹنے کی وجہ سے اللہ اور نبی ﷺ کی ناراضگی کے واقعات پیش کریں۔

8)جب تک اللہ کے راستے کے خروج کو نہ بتائیں گے تب تک مجمع متحرک نہ ہو گا۔

9)حضرت فرماتے تھے، ہمارے مجمع کا جمع ہونا بکھیرنے کے لیے ہے۔☆

10)لوگوں سے کہیں کہ 5 اعمال آپ عملی طور پر کر کے دکھلادیں تب عام مجمع اس کام پر آئے گا۔

11)جماعتوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے ہی علاقوں میں چلاؤ نئے لوگوں کو مسجد وار جماعت سے جوڑو تاکہ ان کے اندر فکر آئے اور پرانوں کو شب گزاری سے جوڑو۔

12)جماعت کو لمبے خروج کے لیے تیار کرو صحابہ کی قربانیوں کے ذریعہ سمجھاؤ(نکلنا کیوں ضروری ہے نہ نکلنے کا کیا نقصان ہے)

13)(اپنے علاقوں میں گھروں کی تعلیم کو خوب عام کریں اور اس کو خوب مضبوط کریں ہماری بستی میں کوئی ایسا گھر نہ بچے جہاں تعلیم نہ ہوتی ہو)حضرت نے فرمایا حضرت (حضرت شیخ مولوی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے مسجد میں حیاۃ الصحابہ کی تعلیم کی۔ پھر گھر گئے حالت کافی خراب تھی تعلیم شروع کی تو گھر والوں نے کہا آپ کی حالت ٹھیک نہیں ہے آپ نے مسجد میں تعلیم کی ہم نے سن لی (کیونکہ آپ کا حجرہ مسجد سے متصل تھا) آپ نے کہا تم لوگوں نے سنا ہو گا لیکن وہ میری مسجد کی تعلیم تھی یہ میرے گھر کی تعلیم ہے۔

14) 6 نمبر کے مذاکرے کا مقصد یہ ہے کہ گھروں میں مستورات کے اندر فکر آئے۔

15)طلبہ بھی مسجد کی جماعت کے ساتھی ہیں، اگر ان کا مشورہ الگ ہو گا تو وہ اپنے آپ کو الگ سمجھیں گے۔ مشورہ سے یہ محسوس نہ ہو کہ یہ عمل اس طبقہ کا ہے۔

16)روزآنہ کی فکروں میں طلبہ نہیں رہیں گے تو طلبہ بے فکر ہو جائیں گے۔

17)ہم تو چاہتے ہیں کہ طلبہ میں پورے عالم کی فکر ہو اسلئے ہر عمل میں طلبہ کو بھی شریک کریں۔

18)منتخب احادیث کی تعلیم کو عام کرو تاکہ عام سے عام آدمی کو حدیث کی روشنی میں چھ نمبر بولنا آجائے۔

19)اس کام کی وجہ بصیرت اور استقامت آئے گی۔

20)جب وہ دیکھتا ہے میری نماز ٹھیک ہو گئی، دین ٹھیک ہو گیا تو اب میں کیوں نکلوں؟ اسلئے لوگوں کے سامنے خروج کی اہمیت بتائیں اور تشکیل کریں۔

☆ غالباً مضمون نگار سے یہاں "بکھرنے" کی جگہ "بکھیرنے" تحریر ہو گیا ہے۔ بکھیرنے کا لفظ بھی معنی کے عین مطابق ہے البتہ زیادہ قرینِ قیاس 'بکھرنے' ہے، کیونکہ کام کے لیے سب سے پہلے خود کو پیش کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

چوتھی نشست(26/05/2013)بروز اتوار

پروفیسر عبد العلیم صاحب. بعد نماز مغرب

08:05سے09:03

1)دیکھو دو رخ ہیں اس کام کے (الف) نقل و حرکت.(ب) مقام پر رہ کر کام کرنا

2)خروج کا بدل اور کوئی عمل نہیں ہے۔ مقامی کام اسکی بھٹکنے سے حفاظت کرتا ہے۔

جتنا مقامی کام مضبوط ہو گا اتنی ہی نقل و حرکت مضبوط ہو گی۔ نفس پر سب سے بھاری مقامی کام ہوتا ہے۔

3)مقامی کام کے لیے مسجد ہونا شرط نہیں ہے۔ فرانس میں درخت کے نیچے کام کیا اور چار ماہ کی جماعت نکالی۔

4)عمومی گشت ریڑھ کی ہڈی ہے۔ بہت سی روحانی بیماریوں کا علاج ہی عمومی گشت ہے۔

5)اگر کوئی عالم کمزوری بتائے تو اسے فوراً قبول کریں دلیل پیش نہ کرے نہ ہی صفائی پیش کریں۔

6)ایک مرتبہ کسی نے کہہ دیا دوبارہ میرے پاس نہ آنا تو پھر اس کے پاس جانا(اور بار بار جانا) اور اس کے پاس جانا نہ چھوڑنا یہ سوچیں کہ وہ آپ ﷺ کا امتی ہے، اس وجہ سے اس کے پاس جانا۔ دل تو اللہ کے قبضہ میں ہے جب چاہے بدل دے۔

7) 70برس کی دادی اماں ہے اس سے بھی مذاکرہ کرائیں تاکہ وہ بھی اللہ سے ہونے کے بول کو بولتے ہوئے اللہ کے پاس جائے

8)شیر خوار بچہ بھی ہے تو ماں اسکو ساتھ لے کر بیٹھے حالاں کہ وہ سمجھ نہیں رہا ہے مگر تعلیم کا نور اسکے اندر داخل ہوتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اذان دی جاتی ہے نا؟ وہ سمجھ نہیں رہا ہوتا ہے مگر اذان دی جاتی ہے۔

پانچویں نشست(26/05/15)بروز اتوار

حضرت مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم عشاء بعد حیات الصحابہ

11:10سے11:26

(حضرت عشاء پڑھا کر اپنے حجرے میں چلے جاتے ہیں جس کا دروازہ مسجد کی تقریباً چوتھی صف میں ہے۔ پھر نمازوں سے فارغ ہو کر آتے ہیں۔ ان کے پیچھے ان کے تینوں بیٹے فرمانبردار بیٹوں کی طرح نہایت ہی ادب سے حضرت کے پیچھے چلتے ہیں اور حضرت کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں اور آپ بیٹے بھی وہی آس پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ ان میں ہر ایک کے پاس کتاب ہوتی ہے۔ مولوی سعد صاحب دامت

برکا تھم کتاب پڑھتے ہیں اور دونوں بیٹے کتاب کھول کر سنتے ہیں اور پورا مجمع اس منظر کو خوشدلی کے ساتھ دیکھتا ہے اور اور تعلیم سنتا ہے تعلیم سے پہلے حضرت کچھ اہم بات کرتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں)

1)اس راستے میں آنے والی مشکلوں کو صحابہ کی زندگی میں تلاش کرو۔ جو یہ نہ کرے اس کے اندر استقامت نہیں ہو گی۔

2)لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کام استقبال سے شروع ہوں۔ جو لوگ کام کرنے کے لیے حالات کے بدلنے کا انتظار کریں گے تو حالات انکے لیے کبھی نہیں بدلیں گے۔

(اس کے بعد حضرت نے کتاب پڑھنی شروع کی)

(جاری ہے......)
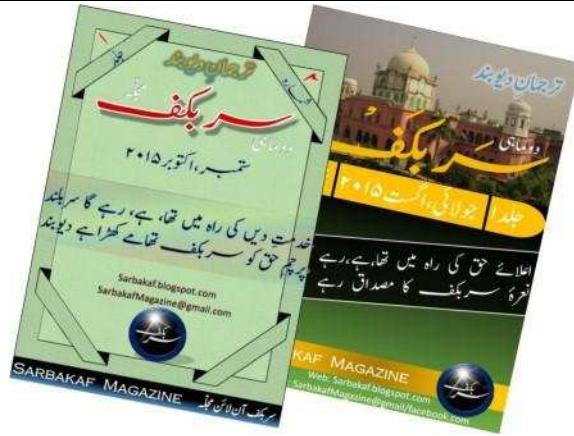
فکریے

ابنِ غوری، حیدر آباد، ہند

جنوں... خرد:

مولوی رام ولاس پاسوان، مولوی رام کرشنا بیگڑے، مولوی اندر کمار گجرال... واہ واہ!

مسٹر...... الدین۔ مسٹر...... شریف۔ مسٹر...... خان...... آہ!

☆ سمجھے نا آپ!......... وہ تو باریش اور یہ بے ریش۔

دو نعمتیں:

اللہ نے ہوا کی نعمت کو اتنا عام کیا ہے کہ کوئی اس سے بچنا چاہے تو بچ نہیں سکتا۔

☆ خیر امت کو، دعوت کی محنت اتنی عام کرنا چاہیے کہ کوئی اس سے بچنا چاہے تو نہ بچ سکے۔

منہ کی کھائیں گے:

مکان کی تعمیر میں / بیٹے کی تعلیم میں / بیٹی کی شادی میں /......رکاوٹ معلوم ہوتی ہے...... آپ دور کر دیتے ہیں، ماشاء اللہ!

☆ دین پر چلنے میں رکاوٹ معلوم ہوتی ہے...... آپ خاموش رہتے ہیں...... اناللہ......

کوالٹی:

ماہر ڈاکٹر کی تجویز کردہ دوا آپ نے استعمال کی لیکن صحت نہیں ہوئی۔ پتا چلا کہ دوا کی کوالٹی ٹھیک نہیں ہے۔

☆ آپ عرصۂ دراز سے نمازی اور روزے دار ہیں لیکن آپ میں تقوی پیدا نہیں ہوا! ذرا دیکھیں کہیں آپ کی عبادت کی کوالٹی تو خراب نہیں ہے؟

ندامت بھی نادم:

بم باری جاری تھی کہ اذان ہوگئی۔ مقامی لوگ مسجد کو جانے لگے لیکن بعض لوگ چائے اور سگریٹ نوشی میں مست تھے حالاں کہ وہ پناہ گزیں تھے، اور اور خشوع خضوع سے منتظر تھے اللہ کی مدد کے!

ع

اس بے حسی پہ کون نہ چلائے اے خدا!

Cell: 9392460130

خبرنامہ

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿٢٦﴾

بلاشبہ اس میں نصیحت کا سامان ہے، ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ (سورہ نمبر 79 النازعات، آیت 26)

دبئی میں اس سال تقریباً ڈیڑھ ہزار کا قبول اسلام

دبئی (ایجنسی، ماہنامہ اللہ کی پکار) متحدہ عرب امارات میں امسال اسلام قبول کرنے والوں کی مجموعی تعداد 1460 رہی۔ اسلام قبول کرنے والے افراد کا تعلق مختلف ممالک سے ہے۔ دبئی کی حکومت کے ذریعے چلائی جانے والی دارالبر سوسائٹی کے اسلامی معلومات مرکز نے اس سلسلے میں جان کاری فراہم کی ہے۔ اطلاع کے مطابق رمظان کے مقدس مہینے میں اسلامی مرکز کے ذریعے سینکڑوں مختلف مقامات پر اجتماعی افطار وعشائیہ کا نظم کیا گیا، جب کہ اس سے متعلق 17 تقریبات کا انعقاد کیا گیا اور غیر مسلموں میں ہزاروں کتابچے تقسیم کیے گئے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ غیر مسلموں نے اس سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اسلامی مرکز نے اسلام قبول کرنے والوں کے اعداد وشمار پیش کرتے ہوئی بتایا کہ اس سال 1460 افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلامی مرکز کے منیجر راشد جنینی نے کہا کہ سوسائٹی نے کامیابی کے ساتھ سیکڑوں لیکچروں کے ذریعے غیر مسلموں میں اسلام کی صحیح تعلیمات پیش کرنے کی سعی کی، جب کہ حق کے متلاشی سیکڑوں افراد یومیہ کی بنیاد پر اسلامی مرکز کا دورہ کرتے رہے۔ سیکڑوں نومسلموں کا تبدیلی مذہب کا سرٹیفکیٹ بھی جاری کیا گیا ہے جبکہ مرکز ایسے افراد کی شادی کا بھی انتظام کر رہا ہے جو کسی مسلم یا مسلمہ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے متمنی ہیں۔

دبئی میں دار البر کے نام سے 20 سال قبل سوسائٹی قائم کی گئی تھی جس کی کوششوں سے اب تک 20 ہزار سے زائد افراد مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ سوسائٹی کے مطابق 2013ء میں 2115 افراد نے اسلام قبول کیا تھا۔

تبصرہ نگار: آج کل ہر ایک تنظیم کا دعویٰ ہے کہ وہ صحیح کام کر رہی ہے، جبکہ کون کیا کر رہا ہے اور صحیح کر رہا ہے یا غلط، اس کا فیصلہ اللہ عنقریب ہو جائے گا۔

"پھر تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے، اس وقت میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔" (سورہ 31، لقمان:15)

پیرس حملوں نے شامی صدر پر مغرب کا نظریہ تبدیل کر دیا، پیوٹن

منیلا/ماسکو (جنگ نیوز) روس صدر ولادی میر پیوٹن نے کہا ہے کہ پیرس حملوں نے شامی صدر کے معاملے پر مغرب کا نظریہ تبدیل کر دیا جبکہ امریکی صدر بارک اوباما کا کہنا ہے کہ شام میں امن کے قیام کے لیے داعش اور اسد کا خاتمہ ضروری ہے۔ روسی وزیر خارجہ سرگئی لاروف کا کہنا ہے کہ ماسکو اب بھی اپنے موقف پر قائم ہے، شامی صدر بشارالاسد کے بناء شام میں امن ممکن نہیں اور اس کے علاوہ تنازع کے حل کا کوئی دوسرا راستہ نہیں، دوسری جانب امریکی صدر بارک اوباما نے منیلا میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایران اور روس داعش کے ایک بڑا خطرہ تسلیم کر چکے ہیں لیکن شام میں روسی سرگرمیاں اسد کو مزید مضبوط بنانے کے مترادف ہیں، شام میں باغیوں اور فوج کے مابین روزہ جنگ بندی کے لیے دمشق کے نزدیک مذاکرات کیے گئے ہیں، تفصیلات کے مطابق روس صدر ولادی میر پیوٹن نے کہا ہے کہ پیرس حملوں نے شامی صدر کے معاملے پر مغرب کا نظریہ تبدیل کر دیا، روسی وزیر خارجہ سرگئی لاروف کا کہنا ہے کہ ماسکو اب بھی اپنے موقف پر قائم ہے، شامی صدر بشارالاسد کے بناء شام میں امن ممکن نہیں اور اس کے علاوہ تنازع کے حل کا کوئی دوسرا راستہ نہیں، دوسری جانب امریکی صدر بارک اوباما نے منیلا میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایران اور روس داعش کے ایک بڑا خطرہ تسلیم کر چکے ہیں لیکن شام میں روسی سرگرمیاں اسد کو مزید مضبوط بنانے کے مترادف ہیں، انہوں نے مزید کہا کہ پیرس حملوں کے بعد گوانتاموبے کو بند کرنے کے حوالے سے پارلیمنٹ کے دباؤ کا سامنا ہے، انہوں نے یہ اپنے دورہ ملائیشیا کے دوران کوالالمپور میں جمہوریت کے فروغ پر زور دیا۔ ادھر شام میں باغیوں اور فوج کے مابین روزہ جنگ بندی کے لیے دمشق کے نزدیک

مذاکرات کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں کینیڈا کے نئے وزیر اعظم جسٹن ٹرُوڈو نے کہا ہے کہ ہم عراق اور شام میں داعش کے خلاف جاری مہم کا اہم حصہ ہیں۔

تبصرہ نگار: فرانس کے حملوں کے بعد ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک نئی دشواری کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ صحافت کے میدان میں باقاعدہ سروے شروع ہیں کہ آیا یہ حملوں کو مسلمانوں کے لیے ایک اور نائن الیون ثابت ہوسکتے ہیں یا نہیں۔ جنگ رپورٹر سید شہزاد عالم کا کہنا ہے پیرس حملوں کا ملبہ جلد یا بدیر مشرق وسطیٰ اور یورپ کے مسلمانوں پر ہی گرے گا جو یورپ اور امریکہ میں مسلمان ہونے کے باعث پہلے ہی مختلف مسائل کا شکار ہیں اور اب ان حملوں کے بہانے مزید پابندیوں کا شکار ہوسکتے ہیں۔

اشتہارات

نوٹ: اشتہارات میں موجود لنکس اور پیجیز پر موجود مواد سے مدیر اور مجلسِ مشاورت کا اتفاق لازمی نہیں ہے!

Facebook.com/HaqKiYalghaar

Facebook.com/RaddeGhairMuqallidiyat

www.DarulIfta-Deoband.com

اُم المدارس "دار العلوم دیوبند" کا آن لائن دار الافتاء

زبانیں: انگریزی، اردو

کل فتاویٰ جاری شدہ: 16479

استفتاء کے بعد برائے مہربانی انتظار کریں اور بار بار یاد دہانی نہ کروائیں۔ ایک فتوی کے لیے 15-20

Facebook.com/ShaykhZulfiqarAhmad

"Sarbakaf" Magazine TOTAL PAGES:130 | "سربکف" مجلہ کل صفحات:۱۳۰